

واعظان کیں جلوہ بر محراب منبری کنند،
چوں بخلوت می روند آں کار دیگری کنند!

تاریخ محمودیت

چند اہم۔ مگر۔ پوشیدہ اوراق

حصہ اول

ملنے کا پتہ

دفتر انصار احمدیہ

دیوبند سماج ہوسٹل ۸۷ سنت نگر لاہور

کتاب لہذا

بطور نشان کے پیش کی جا رہی ہے کیونکہ اس خاص انسان نے مذہب کے نام پر طویل عرصہ صرفہ کی بلکہ سلسلہ کے بانی اور اپنے والد بزرگوار حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے اصولوں کی کھرج خلات و ریزی کی مذہب کے نام پر ناروا یکمیں مرتب کر کے سیاسی ہتھکنڈے استعمال کئے اور اپنی گرفتوں کو چھپانے کیلئے قتل و غارت تہمت جھوٹ فریب اور دغا بازی سے کام لیا اور خود کو بھی مقدس ظاہر کرتی ناپاک کوشش کی۔ خلع کے گھر میں دیر ضرور ہے۔ ٹرانڈ جیر نہیں! اس نے طویل رہائش کے بعد اس شخص کو اپنی خاص گرفت میں لے لیا۔ دماغ ماؤن اور فلج کا شکار ہے۔ کروٹ لینے کے لئے بھی دوسروں کا سہارا لیا جاتا ہے حتیٰ کہ ٹیٹی پیشاب بھی چار پائی پر کرتا ہے۔

یہ نشان اپنی شکوہوں سے دیکھے اور اس ناپاک انسان سے نجات حاصل کیجئے اس وقت اس کی وہی حالت ہے جو کسی زمانہ میں ڈاکٹر دینی کی تھی۔ بہر حال مذہبی اور دنیاوی طریق سے تمام دلائل پیش کئے گئے ہیں تاکہ جماعت احمدیہ کا ہر فرد اس خاص انسان کا احتساب کر سکے۔ یہ کتاب عملاً خدمت اور بطور نشان کے اصولوں پر مرتب کی گئی ہے تاکہ مذہب کے نام پر لوگوں کو بیوقوف بنانے والوں کی تاریخ دنیا کے سامنے آجائے۔ اس کتاب کا سیکنڈ ایڈیشن آپس کے ہاتھ میں ہے کتاب کا مفید عام ہونے کی زندگی میں ہے یہ کتاب اپنی افادیت اور اپنی کیفیت کے لحاظ سے تمام موجودہ مذہبی طریقوں میں ایک خاص اہمیت رکھتی ہے۔ اور ایک پبلک مین خاص انسان کو سمجھنے میں پوری طرح معاون اور مددگار ہے اور اس کی خصوصیت سے کئی سید روحیں ہدایت جہی نعمت سے سیراب ہو سکتی ہیں۔ اس لئے اسکو اپنی پہلی فرصت میں منگوا کر فائدہ اٹھائیے۔ اور تبلیغی مقاصد کے لئے استعمال کیجئے اور ایسے ناپاک نجس مذہبی رہنمائی سے خلاصی حاصل کریں۔

پس ہر صداقت پسند انسان سے غلطی نہ اپیل ہے۔ کہ اس کتاب کو اول سے آخر تک مطالعہ کریں۔ تاکہ حق و صداقت میں آپ خود بھی فیصلہ کر سکیں۔

مزید غور و فکر سے درخواست ہے کہ کتاب منگوانے کیلئے چار روپے چار آنے کا مجموعہ ایک ہجرت یعنی آمد و بیک کا طلب فرمائیں۔ ورنہ عدم تعجل سے معذور سمجھیں! کتاب کی قیمت تین روپے آٹھ آنے۔ محصول اک ۱۲۔ بار دوم ستمبر ۱۹۴۶ء
خادم ملت محترمہ مظہر الدین طسانی

انڈیکس

حرف آغاز

۴ نالپسندیدہ دیکھ کر خاموش نہ رہو
مرزا بشیر احمد ایم اے

۶ امام جماعت احمدیہ کا اعلان

۷ دس شرطیں بیعت
حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۱۱ کیا زنا کے الزام پر مسالہ جائز ہے؟

۱۳ کھلی چٹنی بنام مرزا محمود احمد

۱۶ عرض حال

۲۶ تاپاک سیرت پر حلفیہ شہادتیں ۲۸ عدد

امام جماعت احمدیہ کے متعلق ڈاکٹر میر محمد اسماعیل (سول مہاجر)

۶۳ کی شہادت

۷۱ انتباہ!

۸۱ مرزا محمود احمد کا دور خلافت

۸۳ ذلت!

۸۹ نظارت امور عامہ کا عکسی خط

۹۰ شہید احمدیت مولانا مولوی فخر الدین کا آخری پیغام

۹۳ مقتدر ہستیاں

۹۷ تعارف و خطوط، تاریخی تحریرات حضرت شیخ عبدالرحمن مصری

۲۰۷ مطالبہ حق
چوہدری غلام رسول ایم اے

۸
۲۹۷۸۷
۶۵۵
صفحہ ۲
۱۱۲۹

فراغ

ساتی! میرے خلوص کی شدت تو دیکھنا
پھر آگیا ہوں گردشِ دوراں کو ٹال کر

آج پھر تمام مصائب و آلام اور ہر قسم کی مشکلات کو بالائے طاق رکھ
کر خدمت کا عملی طور سے آغاز کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ میں ایک
طویل عرصہ کیوں خاموش رہا یہ ایک تلخ حقیقت ہے۔ جس کی تفصیلات
میں جاننے کا یہ موقعہ نہیں۔ اور میں اس وقت اختصاراً صرف یہی عرض کرنے
پر اکتفا کرتا ہوں کہ یہ خطوط جو احباب کرام کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔
یہ وہ "یادگار"ی خطوط ہیں۔ جو فاضل اہل حضرت شیخ عبدالرحمن صاحب مصری
مولوی فاضل۔ بی، اے۔ سابق امیر جماعت احمدیہ قادیان نے مرزا محمود احمد
صاحب کو بحیثیت خلیفہ تحریر کئے تھے۔ مگر بعد میں پیش آمدہ حالات کی وجہ سے شائع
کرنے کی غرض سے کاتب کے حوالے کئے گئے۔ اس کے چند گھنٹے بعد
ہی مولانا مولوی فخر الدین صاحب ملتانی مالک احمدیہ کتاب گھر قادیان کو

سربازار سوچی سمجھی سکیم کے مطابق سورج کی روشنی میں چار بجے قتل کروایا گیا۔ ازالۃ دنا الیہ راجعون۔ اس لئے اس کو "یادگاری خطوط" سے موسوم کیا جا رہا ہے۔

بہر حال اپنے نہیں یہ خیال کہتا ہوں کہ اگر یہ خطوط شائع نہ کئے گئے تو مذہبی دنیا کی تاریخ نامکمل اور ادھوری رہیگی۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ تاریخ کی سب سے بڑی حرمتی ہونگی۔ اور انسانیت بھی مجھے کبھی معاف نہیں کرے گی اندر میں حالات اپنے فرض کا کما حقہ احساس کرتے ہوئے "یادگاری خطوط" منظر عام پر لائے جا رہے ہیں۔ تاکہ تاریخ بے حرمتی سے محفوظ ہو جائے۔ بالآخر دنیا کے ہر عقلمند اور معبود الفطرت انسان سے مخلصانہ اپیل کرتا ہوں کہ اس کی اشاعت کر کے ثواب دارین حاصل کریں اور جماعت احمدیہ ربوہ کے ہر فرد تک پہنچانے کی پوری پوری سعی کریں۔ تاکہ وہ صحیح راستہ پر گامزن ہو۔

اے خدا تو ہی ہماری مدد فرما

خادم احمدیت

منظہر ملتانی

نالپسندیدہ بات دیکھ کر خاموش نہ رہو بلکہ اصلاح کی کوشش کرو

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے فرماتے ہیں۔

انہوت اور جماعتی تربیت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ جب ہم اپنے کسی بھائی میں کوئی نالپسندیدہ بات یا خلاف اخلاق یا خلاف شریعت بات دیکھیں تو یہ خیال کر کے کہ ہمیں اس سے کیا غرض ہے۔ خاموش نہ رہیں۔ بلکہ جس طرح بھی ممکن ہو اصلاح کی کوشش کریں۔ اے آقا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُخَيِّرْهُ بَيِّنَةً فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ
فَلْيُؤَايِسْهُ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَيُتَّقِلْهُ —

”یعنی جو شخص کسی نالپسندیدہ یا خلاف شریعت بات کو دیکھے۔ تو اسے چاہیے کہ اس بات کو اپنے ہاتھ سے بدل دے لیکن اگر ایسا کرنے کی طاقت نہ ہو۔ تو زبان سے اس کے متعلق اصلاح کی کوشش کرے۔ اور اگر اسے یہ طاقت بھی حاصل نہ ہو تو کم از کم اسے برا سمجھ کر اپنے دل میں ہی (دعا کے ذریعہ) اصلاح کی کوشش کرے۔“

اس ارشاد کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گویا ہر
 مسلمان کو ہر دوسرے مسلمان پر ایک چوکس سنتی کے طور پر کھڑا کر
 دیا۔ اور ہر شخص کو ہر دوسرے شخص کا نگہبان بنا دیا ہے اور اس بات
 کی اجازت نہیں دی کہ کسی بدی کو دیکھ کر اپنے آپ کو لا تعلق
 سمجھتے ہوئے پاس سے گزر جاؤ۔ مگر افسوس ہے کہ آج کل اکثر
 لوگ خلاف شریعت باتوں کو دیکھتے اور منکرات کو سنتے ہیں۔ اور
 پھر بے حس و حرکت ہو کر بیٹھے رہتے ہیں۔ اور بدی ان کی آنکھوں کے سامنے
 جڑھ بکھرتی اور پودے سے پیڑ اور پیڑ سے درخت بنتی چلی جاتی ہے
 اور ان کے کانوں پر چون تک نہیں رہتی۔

۲۔ یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بد نظری اور ہر ایک فسق و فجور اور حیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا۔ اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا۔ اگرچہ کیسا ہی جزبہ پیش آئے

۴۔ یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشیوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے

۵۔ یہ کہ ہر حال، رنج و راحت اور غصہ اور یسیر اور نعمت اور بلا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا۔ اور ہر حالت راضی بقضا ہوگا۔ اور ہر ایک دولت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہے گا۔ اور

کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیرے گا۔ بلکہ قدم آگے بڑھائے گا۔

۶۔ یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائے گا۔ اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے پر قبول کرے گا۔ اور قال اللہ وقال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

۷۔ یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دے گا۔ اور فروتنی اور عاجزی اور خش خلقی اور عیسیٰ اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

۸۔ یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے عزیز تر سمجھیں گا۔

۹۔ یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض اللہ مشغول رہے گا۔ اور جہاں تک بس چل سکتا ہے۔ اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے نبی نوح کو فائدہ پہنچائے گا۔

۱۰۔ اس عاجزی سے عقد اخوت محض اللہ باقرار اطاعت و معروف و باندہ کہ اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا۔ اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہو گا۔ کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی۔

مباہلہ کا مطالبہ جائز ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فرمان

حضور فرماتے ہیں۔ وہ شخص بھی مباہلہ کر سکتا ہے جس کو کسی رویت پر یقین کامل ہو۔ اور کسی شبہ کا مشائبہ نہ ہو۔ جس پر الزام ہو۔ اس کا فرض ہے کہ خود پولیشن صاف کرے۔ نیز زنا وغیرہ کے الزامات کے موقع پر مباہلہ جائز ہے۔ بلکہ ہر ملزم کا فرض ہے کہ اپنی پولیشن صاف کرے۔ خواہ خدا کا مقرر کردہ خلیفہ ہی کیوں نہ ہو۔ حضور فرماتے ہیں۔

”سو واضح رہے کہ مباہلہ دو صورتوں میں جائز ہے

اول اس کافر کے ساتھ جو یہ دعویٰ رکھتا ہو کہ مجھے یقیناً معلوم ہے کہ اسلام حق پر نہیں۔ اور جو کچھ غیر اللہ کی نسبت خدا کی صفتیں میں جانتا ہوں۔ وہ یقینی امر ہے۔ یہ تمام خبر تحقیقات طلب ہے

۲۔ دوم۔ اس ظالم کے ساتھ جو ایک بے جا متہمت کسی پر لگا کر اس کو ذلیل کرنا چاہتا ہے۔ مثلاً ایک ستورہ دعوت کو کہتا ہے کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ عورت زانیہ ہے۔ کیونکہ میں نے بچشم خود اس کو زنا کرتے دیکھا ہے یا مثلاً ایک شخص کو کہتا ہے کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ شراب خور ہے کیونکہ میں نے بچشم خود اس کو شراب پیتے دیکھا ہے۔ سو اس حالت میں

بھی مباہلہ جائز ہے۔ کیونکہ اس جگہ کوئی اجتہادی اختلاف نہیں۔ بلکہ ایک شخص اپنے یقین اور رویت پر بنا رکھ کر ایک مومن بھائی کو ذلت پہنچانا چاہتا ہے۔ جیسے مولوی اسماعیل صاحب نے کہا تھا۔ کہ میرے ایک دوست کی چشم دید بات ہے۔ کہ مرزا غلام احمد یعنی یہ عاجز پوشیدہ طور پر آلات نجوم اپنے پاس رکھتا ہے۔ اور انہیں کے ذریعہ سے کچھ کچھ آئندہ کی خبریں معلوم کر کے لوگوں کو کہہ دیتا ہے۔ کہ الہام ہوا ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب نے کسی اجتہادی مسئلہ میں اختلاف نہیں کیا تھا۔ بلکہ اس عاجز کی دیانت اور صدق پر ایک تہمت لگائی تھی۔ جس کی اپنے ایک دوست کی رویت پر بنا رکھی تھی۔ لیکن اگر بنا صرف اجتہاد پر ہوا اور اجتہادی طور پر کوئی شخص کسی مومن کو کافر کہے یا ملحد نام رکھے تو یہ کوئی تہمت نہیں۔ بلکہ جہاں تک اس کی سمجھ اور علم تھا۔ اس کے موافق اس نے فتویٰ دیا ہے۔ غرض مباہلہ صرف ایسے لوگوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین پر بنا رکھ کر دوسرے کو مفتری اور ترانی قرار دیتے ہیں

والحکم ۲۴ مارچ ۱۹۰۴ء

کیا زنا کے الزام پر مہربانہ جائز ہے؟

سائل الشہوتہ جالندھری قادیان (المعروف)

مولوی ابوالعطا جالندھری سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ ۲

سوال ۲۶۴ الف نے ب پر الزام زنا لگایا۔ مگر چار گواہ پیش نہیں

کرتا بلکہ اس سے عاجزی کا اقرار دیتا ہے۔ اور ب سے مطالبہ حلف کرتا ہے

بلکہ اس کو مہربانہ کی دعوت دیتا ہے۔ ب مطالبہ حلف اور مہربانہ کو اس

باب میں ناجائز قرار دیتا ہے۔ اور روئے شریعت اسلامیہ حقیقت اور

اصلیت کیا ہے؟ بینیہ و توجرو

جواب نمبر ۲۶۴ :- الزام زنا کا ثبوت بے شک چار شاہدوں سے

ہوتا ہے۔ اگر الزام لگانے والا شہادت پیش نہ کر سکے۔ تو ملزم کا حق

ہے کہ اس پر دعویٰ تک کر کے سزا دلانے کے۔ مگر یہ دونوں صورتیں

عدالت کے متعلق ہیں۔ یعنی گواہوں کا لینا یا دعویٰ کا سنا قاضی (حاکم)

کا کام ہے۔ اگر حکومت تک یہ معاملہ نہیں گیا تو ملزم کو چاہیے۔ جو الزام

لگانے سے اس کی نسبت لوگوں کے دلوں میں بدگمانی پیدا ہو گئی یا

ہونے کا احتمال ہے۔

التقوا مواضع التهم حلف اٹھانے یا مہربانہ کرنے سے دور کریں

حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعتراف میں تھے

آپ کی بیوی صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ملنے آئیں۔ آپ اس کو شخصیت کرنے کے لئے دروازہ مسجد تک تشریف لے گئے۔ دونوں میاں بیوی دروازہ پر کھڑے تھے۔ اتنے میں دو شخص پاس سے گزرے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ علی و سلمہما دعوہما، فرمایا۔ یہ صفیہ میری بیوی ہے۔ انہوں نے عرض کیا۔ حضورؐ ہم میں سے کوئی بدگمان ہو سکتا تھا؟ فرمایا شیطان انسان کے خون میں جاری ہو کر اثر کر جائے۔ آج نہیں تو کل بدگمانی پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مقتدا لوگوں کو ہر ممکن طریق سے بدگمانی دور کرنی چاہیے۔ بلکہ ہونے کے راستے بھی بند کرنے چاہئیں۔ (اللمحدیث ۱۱ اکتوبر ۱۹۲۹ء)

کھڑکی چھٹی

خلیفہ صاحب قادیان کو بار بار ان کے مرید بھی اس طرف متوجہ کرتے رہے کہ وہ راہِ خدا اپنی پوزیشن کو صاف کریں۔ اور اپنی بریت کے لئے میدان میں آئیں۔ لیکن خلیفہ صاحب کے مجرم ضمیر نے کسی طرح بھی انہیں اس طرف نہ آنے دیا۔ ایک مخلص مرید کی تاریخی چھٹی بھی صفحہ قرطاس پر لائی جا رہی ہے۔ اگر آپ نے اسی طرح حق پسندی کا ثبوت دیا تو یہ مسئلہ جو خلیفہ قادیان کی فات سے تعلق رکھتا ہے۔ بہت جلد صاف ہو جائے گا۔ (چھٹی ۱۳۔ پر درج ذیل ہے)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ — الحمد لله — وصلى على رسول الله الكريم

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بقہ الغریبہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! باادب گذارش ہے کہ ایک عرصہ سے بعض باتوں کے متعلق حضور کی خدمت عالیہ میں عرض کرنا چاہتا تھا۔ لیکن بعض مصروفیتوں کی وجہ سے حضور سے عرض نہ کر سکا۔ اب مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۳۸۸ء خاک کو تبلیغ کا موقع ملا۔ جب تھاکسار نے بعض لوگوں کو تبلیغ کی۔ تو انہوں نے میری گفتگو کو روک کر کہا۔ کیا تم لوگ ہم سیدھے سادھے مسلمانوں کو درغلا کر ایسے شخص کا مرید بنانا چاہتے ہیں۔ جو کہ بدچلن اور زانی ہو (نحوذ باللہ من فلک) جس کی بدچلنی کے متعلق اس کے مرید بھی شور مچا رہے ہیں۔ جب تک تم اپنے خلیفہ کی پوزیشن صاف نہ کرو۔ اس وقت تک آپ لوگوں کو قطعاً حق حاصل نہیں کہ ہم مسلمانوں کو آکر پھیلانے کی کوشش کرو۔ تیری۔ میں نے ان گندے الزامات کو غلط اور جھوٹا ثابت کرنے کی اپنی لیاقت کے مطابق از حد کوشش کی۔ لیکن وہ بھی اعتراض کرتے رہے۔ کہ اگر یہ الزامات جھوٹے بھی ہیں۔ تو آپ کے خلیفہ کی اپنی طرف سے پوری طرح پوزیشن صاف کرنے کی کوشش ضروری ہے۔ اب تمہارا تبلیغ کرنے کا ہمیں کوئی حق نہیں ہے۔ اس قسم کے واقعات کئی بار سامنے ہوتے رہتے ہیں۔ اور دشمن کے پاس تو اس وقت حربہ ہی بھی ہے۔

جو کہ تبلیغ کے لئے یقیناً روکاؤں کا موجب ہے اور حضرت یحییٰ

موجود علیہ السلام فداہ روحی کے لئے ہوئے نور کو اس طریق سے مدھم کرتے
کی کوشش کی جا رہی ہے۔

ان حالات میں حضور پر نور جس طریق سے مناسب خیال فرمادیں میرے
نزدیک بھی ضروری ہے۔ تاکہ کوئی تسلی بخش علاج تجویز فرمادیں۔ کہ جس
سے حضور والا کی پوزیشن ایسی صاف ہو۔ کہ دینا کے اس حصہ
کا پورے طور پر انکسار ہو جاوے۔ اور آئندہ حضور کی ذات والا
صفات پر ایسے الزامات لگانے کی کسی حریف سلسلہ کو جرأت نہ ہو۔
میرے پیارے آقا۔ اس قسم کے الزامات کا سلسلہ ایک عرصہ سے
جاری ہے۔ چنانچہ عبدالعزیزہ تو مسلم کی لڑکی کا واقعہ مستریوں کی لڑکی اور
لڑکے کا گند اچھالا جانا۔

پھر زینب اور عظیمہ کا واقعہ چچر والدہ عبدالسلام کا واقعہ۔ اسی طرح
محمودہ اور عائشہ کا واقعہ اور اسی قسم کے اور کئی واقعات جو حضور سے پوشیدہ
نہیں ہیں۔ جو وقتاً فوقتاً حضور کو بدنام کرنے کے لئے الزام اڑائے جا رہے
ہیں۔ مگر اب اس قسم کے الزامات حد سے تجاوز کر رہے ہیں۔ جس کے متعلق
حضور نے مورخہ ۶ اگست ۱۹۷۲ء کے خطبے میں ایک سلسلہ خط و کتابت کے
دوران ذکر میں بھی کئی الزامات کا ذکر فرمایا تھا۔

تو بدیں حالات میرے آقا از حد ضروری ہے کہ حضور سنت نبوی
کے مطابق کوئی ایسا طریق اختیار فرمادیں۔ کہ جس سے مخالف کا ہمیشہ کے
لئے منہ بند ہو جائے یا ہمیں کم از کم وہ اختیار مل جاوے۔ جس سے

دشمن کو لا جواب کیا جاسکے۔

مثلاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے معلوم ہوا ہے۔
کہ حضور نے دشمن کے پھوٹے سے پھوٹے الزام کا بھی عقلی و نقلی غریبہ
ہر طریق سے دندان شکن جواب دیا ہے اور پھر وہ جواب بھی ایسا۔ کہ
دشمن کے تسلیوں تک اس جواب کا در جواب نہ بن سکا

باقی رہا یہ کہ ہمارے علماء چار گواہوں کی شرط کو پیش کرتے ہیں
ہمارے مخالف کے پاس تو بیسیوں گواہ پیش کرنے کا دعویٰ ہے۔

پس اس قسم کے دلائل عوام الناس کے لئے بجائے تسلی کے اور ٹھوکر
کا موجب بن رہے ہیں۔ ان حالات کو پیش کر کے۔ عاجز حضور والا سے
قوی امید رکھتا ہے کہ حضور نہ صرف جماعت کی تسلی و تشفی کے لئے بلکہ
دیگر بندگان خدا کی ہدایت کے لئے بھی۔ جو کہ محض اس قسم کے وساوس
کی وجہ سے احمدیت جیسی صداقت سے محروم ہو رہے ہیں۔ ان الزامات
سے اپنی ذات بابرکات کو پاک و صاف کر کے عند اللہ مایوس ہوں گے اللہ
تعالیٰ حضور کا حافظ ناصر ہو اور دشمنوں کے ہر شر سے محفوظ رکھے
امین۔ والسلام فقط آداب

خاکسار

خادم عبد الرحیم مہاجر

عرض حال

میرے احمدی بندہ گویا! - مجاہد اور بہنوں!

آج سے ستر سال قبل حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک گناہم لہتی
قانیان میں مبعوث ہوئے۔ انہوں نے ہمیں ایک لاکھ عمل عطا کیا۔ ہم نے
اپنی نجات کے لئے یہ عہد کیا کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھنا فرض اولین
سمجھیں گے اور حضور پُر نور کے شرائط بیعت پر پوری طرح عمل کر کے
ترقی کے راستہ پر گامزن ہونگے۔ مگر افسوس ہے کہ ہم بجائے ترقی کے
تمزل کی طرف بدستور آ رہے ہیں۔ اب ہم نے پرسکون ماحول میں ٹھنڈے
دل سے سوچنا ہے کہ تمزل کے اسباب کیا ہیں۔ اور ہم میں کون سی
غلطی ہے۔ جس کی وجہ سے آج بے پندے ٹوٹے کی طرح ٹھوکر
کھا رہے ہیں۔ اگر میں غلطی نہیں کرتا تو آپ ۱۹۱۴ء تک کے زمانہ
پر طائرانہ نظر ڈالیں تو ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ ہم اس وقت تک کس
شہرت کے مالک تھے۔ یعنی دشمن تک کو بھی ہماری دیانت اور امانت
کا صحیح طور پر اعتراف تھا۔ عدالت میں بھی ایک احمدی کی گواہی کو
بنظر استحسان دیکھا جاتا تھا۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے۔ اس کا کردار اور
بلند گیر پیکر پوری قوم کے لئے ایک نمونہ حیات تھا۔ اور پھر حضرت
مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں سے ظاہر ہے کہ اپنے معترض کی

ہر طریق سے تسلی کرواتے تھے۔ یہاں مباہلہ کی ضرورت پیش آتی۔ وہاں آپ
اس چیلنج کو قبول فرما لیتے۔ ہم نے ان مجاہدانہ زریں اصولوں کے تحت حق
کو قبول کیا۔ وطن چھوڑا حق کی خاطر پھلے رشتوں ناطوں کو توڑا، حق کی خاطر
مگر ہمارا جذبہ ایمانی اور طاقت روحانی اس قدر گر چکے ہیں کہ حق گوئی اور
راست گفتاری کے لئے اس لئے جرات نہیں کرتے کہ ہمارے دنیوی
اغراض ضائع ہونگے یا سوشل تعلقات میں فرق پڑے گا۔ اور اخراج
یا بائیکاٹ کا بھوت سر پہ سوار ہوگا تو پھر ہماری ترقی ایمانی معلوم شد۔
فتنہ فساد کی خاطر نہیں۔ بلکہ حق کی خاطر اگر ان مشکلات کے لئے۔ موتوا
قبل انت موتوا پر پورا پورا عمل کر کے اپنے دل و دماغ کو تیار
کر لیا جائے۔ تو پھر کوئی وجہ خوف کی نہیں۔

میں اس وقت اس بحث میں پڑنا نہیں چاہتا کہ مرزا محمود احمد
خلیفہ ربوہ احمدیوں کے بائیکاٹ و مقاطعہ کو مہذب اور شریف دنیا
میں کس نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ میں صرف یہ واضح کرنا چاہتا ہوں
کہ اسلام بائیکاٹ و مقاطعہ کو جائز قرار دیتا ہے یا نہیں۔ نیز خلیفہ
صاحب بائیکاٹ و مقاطعہ کا حرم یہ کیوں استعمال کرتے ہیں۔

زنا کاری کا الزام بدستور

یہ امر واقعہ ہے کہ خلیفہ ربوہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے
زمانے میں بھی زنا کاری کا الزام لگا۔ اور خصوصاً ۱۹۲۷ء سے متواتر

بدکرداری اور بدچلتی کا الزام لگ رہا ہے۔ لیکن خلیفہ صاحب اس کو ٹال
 مٹول کر رہے ہیں۔ آپ کو فقتل عمر ہوتے کا دعویٰ بھی ہے۔ آپ بائیکاٹ
 اور مقاطعہ اس لئے کرتے ہیں۔ تاکہ میری بدچلتی کا اظہار کسی اور احمدی
 کے کانوں میں نہ پڑے اور وہ ڈر جائے اور میں تقدس کے بناوٹی پردے
 میں رنگ رلیاں مٹاتا رہوں۔ اس ضمن میں ان کا بیان درج ذیل ہے۔
 ”... اس عرصہ دوران بائیکاٹ میں ماں باپ اور بیوی بچوں اور دوسرے تمام
 رشتہ دار کا فرض ہوگا۔ کہ جس طرح ایک گندہ چیتھڑا اپنے گھر سے باہر
 پھینک دیا جاتا ہے۔ اس طرح وہ اسے اپنے گھر سے باہر نکال دیں
 باپ بچے کو نکال دے۔“

(خواہ بچے گھر سے نکال کر آوارہ ہو جائیں یا اسلام کو چھوڑ کر کوئی
 اور مذہب ہی کیوں نہ اختیار کر لیں۔) (ناقل)

خلیفہ صاحب کی دورنگی شریعت

خلیفہ صاحب ربوہ کا دستور ہے کہ وہ کام جس کو وہ خود کرتے ہیں
 اسے تو شریعت کے مطابق گردانتے ہیں۔ مگر جب وہی کام دوسرے
 لوگ کریں تو یہ شور برپا کر دیتے ہیں۔ یہ کام شریعت کے خلاف ہے
 جن افراد کو آپ سے اختلاف ہوا۔ آپ نے ان کا مکمل سوشل بائیکاٹ
 کیا اور ان کی جائدا دیں تک ضبط کر لی گئیں۔ مگر جب دوسرے لوگ بھی
 تبدیلی عقیدہ کی بنا پر ان کو مقاطعہ کا شکار بناتے ہیں۔ تو ان کے سامنے

دوبلیکٹ کرنا تو بہت دیر اور کافروں کا شیعہ ہے۔ الفاضل۔ ۱۹۳۹ء

ان سختیوں کے باوجود پھر اس کو کسی نہ کسی مقدمہ میں پھنسانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس کو منافق مرتد دشمن سلسلہ قرار دے کر اس کے قتل کو جائز بتایا جاتا ہے۔ اور قاتل کی پوری پوری اعانت کی جاتی ہے یہ تمام مظالم اور سختیاں اس لئے روار کھئی جاتی ہیں کہ دوسرے لوگ عبرت لے لیں۔ اور کوئی مظلوم جس کو اللہ تعالیٰ نے بھی ظالم کے ظلم کی علی الاعلان اظہار کی اجازت دیتا ہے۔ آواز نہ اٹھاسکے۔ احباب کرام خدا کے لئے بتائیں کہ کیا اس قسم کا حیا سوز سلوک کبھی کسی خدا کے پیارے نے بھی اپنے معترضین کے ساتھ روار کھا۔

اسلام بائیکاٹ متقا کی اجازت نہیں دیتا

۱۔ کیا جن عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام پر اس قسم کا گندہ الزام لگایا تو آپ نے اپنی بریت فرمائی تھی۔ یا بادشاہ ہونے کے بعد ان عورتوں کو انسانیت سوز مظالم کا تختہ مشق بنایا تھا۔

۲۔ پھر کیا جن منافقین نے ام المومنین حضرت عائشہؓ صدیقہ پر اس قسم کا الزام لگایا تھا۔ تو آنحضرت ﷺ نے منافقوں کا بائیکاٹ کیا یا تحقیقات شروع کی۔ اور کبھی بھی خدا کے حکم کے بغیر کسی کا بائیکاٹ نہیں کیا

۳۔ پھر کیا جس مقرر نے تقسیم غنیمت کے وقت کہہ دیا تھا اسے محمد انصاف سے کام لے۔ تو کیا اس وقت ان کا بائیکاٹ کیا گیا تھا

۴۔ اور فتح مکہ کے بعد بنی نو جو انوں نے یہ کہا کہ ہمارے رسول سے جو ٹیک رہا ہے اور مال محمد رسول اللہ اور اپنے رشتہ داروں کو بانٹ رہے ہیں کیا اس قدر سخت اتہامات سنکر حضور نے ان کا بائیکاٹ و مقاطعہ کیا یا ان کی تسلی کرائی۔

۵۔ پھر کیا وہ لوگ جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بائیکاٹ و مقاطعہ کیا کہ کوئی شخص حضور اور حضور کے قبیلہ سے لین دین نہ کرے۔ نہ کوئی چیز خرید نہ ان کے ہاتھ فروخت کرے نہ ان سے کسی قسم کی قرابت داری کرے وغیرہ اس بائیکاٹ کی وجہ سے بعض اوقات صحابہ کو بھوک کے مارے پتے اور سوکھے چمڑے تک بھون کر کھانے پڑے۔ پھر کیا آنحضرت صلعم نے بھی کبھی ان لوگوں کا بائیکاٹ و مقاطعہ کیا۔ اور کیا بائیکاٹ کرنے والوں کا یہ فعل درست تھا

۶۔ پھر کیا جنہوں نے حضور اور حضور کے خدام کو خانہ کعبہ میں جانے سے روکا۔ شہر کے لڑکوں اور اوباشوں کو حضور پر جاسوس و پھرے دار مقرر کیا۔

باہر سے آنے والے مسافروں کو ملنے سے منع کیا حضور پر کچھڑا اور کوڑا کرکٹ چھینکا۔ حضور کے بعض ساتھیوں کو گرم ریت پر لٹا کر سینہ پر گرم پتھر رکھے۔ بعض کی ہشکیں باندھ کر کوڑوں سے پیٹا۔ بعض کو مار مار کر ہتکھیں پھوڑ ڈالیں۔ بعض کے بچوں کو دواؤں میں سے باندھ کر درمیان سے چیر ڈالا۔ اور بعض معورتوں کی شرمگاہوں تک میں نیزے مارے۔ یہاں تک

کہ حضورؐ اور حضورؑ کے خدام کو اپنے وطن عزیز مکہ کو ہی چھوڑنا پڑا۔ پھر کیا جب حضورؐ اسی مکہ میں ہزاروں کے لشکر سمیت فاتح کی حیثیت سے دوبارہ داخل ہوئے۔ تو کیا حضورؐ نے اپنے دشمنوں سے ذاتی انتقام لیا۔ یا یہ فرمایا کہ میں دنیا کے لئے رحمتہ اللعالمین بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ جاؤ میں نے تمہیں رحمت کیا۔

۷۔ پھر کیا جب طائف والوں نے تین میل تک حضورؐ کا تعاقب کیا گالیاں دیں۔ اینٹ و تیر مارے۔ حضورؐ کی پٹلیاں اور جسم مبارک لہو لہان کر دیا۔ جوتیاں لہو سے بھر گئیں حضورؐ کا قول ہے کہ مجھے کچھ ہوش نہ تھا کہ کدھر آ رہا ہوں اور کہاں جا رہا ہوں۔ اس حالت میں بھی جب فرشتہ نازل ہوا کہ اگر اجازت ہو تو اس بستی پر پہاڑ گرا دوں۔ تو رحمتہ اللعالمین نے فرمایا۔ نہیں ان میں سے یا ان کی نسلوں میں سے بہت سے لوگ ایمان لائیں گے۔

۸۔ اس طرح جنگ احد میں جب تلواریں چل رہی تھیں حضورؐ کے رخسار مبارک پر زخم آئے۔ پیشانی سے خون جاری ہوا۔ حضرت کے دانت مبارک شہید کر دیئے گئے۔ دشمن نابکار حضورؐ کے سر مبارک تک کو جسم اطہر سے جدا کرنا چاہتا تھا۔ اس نازک گھڑی میں رحمتہ اللعالمین کے دل میں جذبہ انتقام موجزن ہونے کی بجائے زبان مبارک پر یہ دعا جاری تھی۔ رَبِّ احْفَظْ قَوَّحِیْ فَمَا نَهْمُ لَا یُعْلَمُوْنَ۔ اے میرے رب میری قوم کو معاف فرما دے کہ یہ بے سمجھ ہے واللہم علی علی محمد وعلی آل محمد

۹۔ پھر کیا حضرت عمر فاروقؓ دجن کے نام سے قیصر و کسری جیسے
 بادشاہ کا نائب اٹھتے تھے، جب ہزار ہا کے مجمع میں خطبہ پڑھ رہے تھے
 تو ایک مقرر نے اٹھ کر کہا کہ مینی چادریں جو مال غنیمت میں آئی
 تھیں اور ہر ایک کے حصہ میں ایک ایک آئی۔ جس سے مشکل چھوٹا
 سا کرتہ بنتا ہے آپ کا اس قدر لمبا چٹہ کہاں سے بن گیا دگوا خیانت
 کا الزام لگایا، اس پر امیر المومنین حضرت عمرؓ نے نہ اس کو بُرا بھلا کہا
 نہ اس کو منافق و مرتد قرار دے کر بائیکاٹ و مقاطعہ کیا۔ نہ یہ فرمایا کہ
 میں خدا تعالیٰ کا قائم کردہ بہ حق خلیفہ ہوں۔ جو مجھ پر سچے اعتراض بھی کریگا
 نباہ و بردبار کر دیا جائے گا۔ نہ یہ فرمایا کہ اگر میں نے خائن ہی ہونا تھا
 تو خدا نے مجھے خلیفہ کیوں بتایا۔ نہ یہ فرمایا کہ میرے متعلق آنحضرت کی
 اتنی بشارات موجود ہیں۔ میں ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ نہ آپ کے خوشامدی
 مولویوں سے بھی کسی نے یہ کہا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ سے کوئی پوچھنے
 والا نہیں۔ اسی طرح خلیفہ سے بھی کوئی باز پرس نہیں ہو سکتی۔ بلکہ
 جب تک آپ نے مقررین کی تسلی نہیں کر دی۔ اس وقت تک خطبہ
 مشروع نہیں فرمایا۔ کیونکہ جس کا حساب صاف ہے اس کو کسی کے اعتراض

۱۱۲۹۲

کا کیا ڈر ہو سکتا ہے؟

۱۰۔ پھر کیا جن لوگوں نے حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ کرم اللہ
 وجہہ پر اعتراضات کئے۔ کیا ان ہر دو بزرگوں نے اپنی بیعت کی تھی۔ یا
 اللہ مقررین کو ہی منافق و مرتد قرار دے کر پیچھا چھڑایا تھا۔

۱۱۔ کیا حضرت مسیح موعود نے بھی کبھی کسی کا بائیکاٹ و مقاطعہ کیا۔ یا مخالفین آپ کو دکھ و تکالیف دیتے رہے۔ آپ کے راستہ میں دیواریں کھینچ کر شارع عام راستوں پر گزرنے سے روکتے رہے۔ آپ کے ماننے والوں کا بائیکاٹ و مقاطعہ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ بعض احمدیوں کو سبزمین کابل میں بڑی بے رحمی سے سخت سے سخت تکالیف کا تختہ مشق بن کر سنگسار کیا گیا۔

۱۲۔ پھر کیا حضرت خلیفہ اول نے بھی کبھی اپنے مترضین کا بائیکاٹ کیا یا خلفاء راشدین کے نقش قدم پر چل کر اپنی بریت کرتے رہے۔ بائیکاٹ و مقاطعہ سے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی لازم آتی ہے اس لئے خدا تعالیٰ کے ماننے والے کفار اور باطل پرستوں کے حربہ بائیکاٹ و مقاطعہ کو اختیار نہیں کر سکتے۔

مباہلہ جائز ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تین حوالجات پیش خدمت ہیں۔ اس میں زنا کے الزام پر مباہلہ کرنے کی پوری پوری وضاحت موجود ہے۔ اس سے یہ ثابت ہے کہ زنا کے الزام لگانے والے خواہ چار گواہ پیش نہ بھی کریں۔ تو وہ میدان مباہلہ میں نکل آئیں۔ تو ان سے مباہلہ کرنا چاہیے چنانچہ حضور کا حکم ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) مباہلہ صرف ایسے شخصوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع

اور یقین پر بنا رکھ کر کسی دوسرے کو مفتری اور زانی قرار دیتے ہیں۔

(الحکم ۲۲، مارچ ۱۹۰۲ء)

۲۔ ”دوم اس ظالم کے ساتھ جو بے جا تہمت کسی پر لگا کر اور اس کو ذلیل کرنا چاہتا ہے۔ مثلاً ایک ستورہ عورت کو کہتا ہے کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ عورت زانیہ ہے۔ کیونکہ میں نے بچشم خود اس کو زنا کرتے دیکھا ہے یا مثلاً ایک شخص کو کہتا ہے کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ شراب خوس ہے کیونکہ بچشم خود اسے شراب پیتے دیکھا ہے۔ تو اس حالت میں بھی مباہلہ جائز ہے کیونکہ اس جگہ کوئی اجتہادی اختلاف نہیں۔ کیونکہ ایک شخص اپنے یقین اور رویت پر بنا رکھ کر ایک مومن بھائی کو ذلت پہنچانا چاہتا ہے۔“

(الحکم ۲۲، مارچ ۱۹۰۲ء)

۳۔ ”یہ تو اسی قسم کی بات ہے جیسے کوئی کسی کی نسبت یہ کہے کہ میں نے اسے بچشم خود زنا کرتے دیکھا ہے یا بچشم خود شراب پیتے دیکھا ہے۔ اگر میں اس بے بنیاد و افتراء کے لئے مباہلہ نہ کرتا تو اور کیا کرتا؟“

(تبلیغ رسالت جلد ۱ ص ۷)

خلیفہ صاحب کی عیاری

خلیفہ صاحب ریوہ نے جب یہ دیکھا کہ میری بد چلتی کامیابانڈا چور ہے میں بھپٹ رہا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فتویٰ کی روشنی میں چار گواہوں کی بھی ضرورت نہیں اور کہیں احمدی جماعت کے افراد

مجھے مباہلہ کے لئے تیار ہی شروع نہ کر دالیں۔ فوراً کمال چاکہ سنتی سے پتیرا یوں بدلا کہ میں مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔ مگر گناہم شخص دعوت مباہلہ سے رہا ہے۔ اس لئے اس سے مباہلہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور $\frac{9}{54}$ کے الفضل میں گواہیوں کو روکرتے ہوئے میاں زاہد کی گواہی کو سراہا اور یوں فرمایا۔

”کہ مجھے کسی اور سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ میرے لئے میاں زاہد کی گواہی اور اپنا حافظہ کافی ہے“

(الفضل ۸ ستمبر ۱۹۵۶ء)

الفضل ۳۱ جولائی ۱۹۵۶ء میں میاں محمود احمد صاحب خلیفہ ربوہ نے یہ بھی شکوہ فرمایا ہے کہ ہر عقل مست انسان سمجھ سکتا ہے کہ گناہم شخص سے مباہلہ کون کر سکتا ہے“

(الفضل ۳۱ جولائی ۱۹۵۶ء)

میاں زاہد سے میری بیویاں پر وہ نہیں کرتیں

چونکہ خلیفہ صاحب کو اپنے حافظہ پر تازہ ہے۔ بھولنا بھی ان کے بس کی بات نہیں۔ حفظ ما تقدم کے طور پر یاد کر داتا ضروری خیال کرتا ہوں۔ ہاں ابھی میاں زاہد میں جن کو آپ نے مورخہ الفضل میں فرمایا تھا کہ میری بیویاں میاں زاہد سے پردہ نہیں کرتیں۔ الفضل میں عرض کر رہا تھا۔ یہ دونوں صورتیں میاں زاہد نے پوری کر دیں۔ جو ان کے بیان سے ظاہر ہے اس لئے غور سے ملاحظہ کیجئے۔

شہادت ذہیر

بہشت و الموت انما کنتم صدیقین

تہذیب مجربہ

بنام میاں محمود احمد خلیفہ قادیان

صدق و کذب میں فیصلہ کا آسان طریق

اب میاں زاہد صاحب کا بیان مباہلہ بغیر تبصرہ کے شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اور میاں محمود احمد صاحب ان کی گواہی از خود تسلیم کر چکے ہیں اس لئے آپ بغیر کسی تاویل کے حضرت مسیح موعود کے فتویٰ کی روشنی میں اس مباہلہ کو قبول فرمائیے۔ "د مباہلہ ایسے لوگوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین کی بنا رکھ کر دوسرے کو منفردی اور زانی قرار دیتے ہیں۔ (اخبار الحکم)

کیونکہ آپ عجیب و غریب تفرقہ انگیز فتویٰ مثلاً یہ کہ تمام روئے زمین کے کلمہ گو مسلمان کافر ہیں۔ ان کے پیچھے نماز قطعی حرام ہے۔ ان کے اور ان کے معصوم بچوں کا جنازہ تک پڑھنا ناجائز اور ان سے رشتہ و ناطہ حرام ہے۔ صادر فرمانے کی وجہ سے مسلمانوں میں خصوصاً۔ اور باقی دنیا میں عموماً کافی شہرت رکھتے ہیں۔ آنجناب کا دعویٰ ہے۔ کہ آپ خدا کے مقرر کردہ خلیفۃ المسلمین ہیں۔ اور خدا نے ہی آپ کو دنیا کی ہدایت و اصلاح کے لئے مامور فرمایا ہے اور اگر فی زمانہ کوئی روحانیت کا حجم نمونہ اور اسلام کا سچا حامی علیہ خیر ہے۔ تو وہ آپ کی ذات والا صفات ہے۔

خلافت مآب کے ان عظیم الشان دعاوی نے ایک دنیا کو حیرت میں ڈال رکھا تھا۔ لیکن یہ کیونکر ممکن تھا۔ کہ اس قادر مطلق خبریر و عظیم جس سے کوئی نہال در نہال فعل پوشیدہ نہیں۔ اور جس نے ابتدائے عالم سے مخلوق کو گمراہی سے بچانے کے سامان پیدا کئے اور بالآخر ہمارے مولے و آقا سید الکونین حضرت محمد سلے اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔ کسی ایسے شخص کو زیادہ مہلت دیتا جو اس کے اور ان کے پاک رسول کے نام کی آڑ میں بدگمان خدا کو گمراہ کر رہا ہو۔ آج اس سبب الاسباب کے پیدا کردہ یہ سامان ہیں کہ خود خلیفہ قادیان کے مخلص مرید آنجناب کے پوشیدہ رازوں کا انکشاف کر رہے ہیں۔ اور عرصہ سے خلافت مآب کو جو پیشتر ان میں ہر مخالفت کو مباہلہ کے لئے بلایا کرتے تھے ان سے مشتہر چال چلن پر مباہلہ کی دعوت دے رہے ہیں

مگر آج تک اس روحانیت پاکیزگی اور تعلق باللہ کے مدعی کو میدان میں آنے کی جرأت نہیں۔

خاکسار اپنے فرض سے سبکدوش ہونے کے لئے اور دنیا پر حقیقت کو بے نقاب اور جملہ برادرانِ اسلامی کی آگاہی کے لئے بذریعہ اشتہار ہذا اس امر کی اطلاع دیتا ہوں۔ کہ یہ عاجز بھی عرصہ سے خلافت مآب کو بھی چیلنج دے رہا ہے کہ اگر ان کی ذات پر عائد کردہ الزامات غلط ہیں تو وہ میدانِ مباحلہ میں آکر اپنی روحانیت صداقت کا ثبوت دیں۔ مگر خلافت مآب نے آج تک اس چیلنج کو قبول ہی نہیں کیا۔ آج پھر تمام الحجت بذریعہ اعلان ہذا میں خلیفہ قادیان کو چیلنج دیتا ہوں کہ ان کے دعویٰ میں ذرہ بھر بھی صداقت ہے تو اپنے چال چلن پر الزامات کے خلاف دعا میں مباحلہ کریں تاکہ فریقین میں سے جو جھوٹا اور کاذب ہو وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جائے اور دنیا اس مباحلہ کے نتیجے سے حق و باطل میں فیصلہ کر سکے۔

کیا میں امید کروں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مماثلت کا دعویٰ کر کے اہل اسلام کے دلوں کو مجسّم روح کرنے والا اور تمام انبیاء کی پیش گوئیوں کا مصداق ہونے کا دعوے دار اس دعوتِ مباحلہ کو قبول کر کے اپنی صداقت کا ثبوت دے گا

ذیل میں یہ عاجز اس ہستی کا فتویٰ درج کرتا ہے جس کے قائم مقام ہونے کا خلافت مآب کو دعویٰ ہے اور جس کو آپ بعد آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم حقیقی بنی تسلیم کرتے ہیں۔ تاکہ خلیفہ صاحب یہ کہنے کی جرأت نہ کر سکیں کہ ایسا مباہلہ جائز نہیں۔

مباہلہ ایسے لوگوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین پر بنا رکھ کر دوسرے کو مفتری اور زانی قرار دیتے ہیں
(در اخبار الحکم)

خاکسار خلیفہ قادیان کا ایک سابق مرید محمد زاهد اخبار مباہلہ قادیان

شہادت نمبر ۲

چونکہ شریعت نے عورتوں کو پردے کی اجازت دی ہے اس لئے اس نام کو بے پردہ نہیں کہا گیا۔ اس کی فی الحال ضرورت تو نہ تھی۔ لیکن اس خوف سے کہ خلیفہ صاحب کو ٹال مٹول کا موقع نہ ملے کہ عورتوں کی گواہی کسی کی بھی نہیں۔ اس لئے مباہلہ نامی اخبار قادیان میں بیان شائع ہوا ہے وہ ایک احمدی قادیانی خاتون کا ہے۔ وہ پیش خدمت ہے۔

ایک احمدی خاتون کا بیان

میں میاں صاحب کے متعلق کچھ عرض کرتا چاہتی ہوں اور لوگوں میں میں ظاہر کر دینا چاہتی ہوں۔ کہ وہ کیسی روحانیت رکھتے ہیں۔ میں اکثر اپنی

ہا مباہلہ قادیان نے ساتھ ہی یہ لکھ دیا کہ ہمارے نزدیک قادیانی خاتون کی محبت قابلِ داد ہے جو اس نے میں لکھ دیا ہے اگر خلیفہ صاحب مباہلہ پر آمادہ ہوں تو تمام کا اظہار تو کوئی اگلے بات ہے

سہیلیوں سے سنا کرتی تھی کہ وہ بڑے ذاتی شخص ہیں۔ مگر اعتبار نہیں
 آتا تھا۔ کیونکہ ان کی مومنانہ صورت اور نیچے شرمیلی آنکھیں ہرگز یہ اجازت
 نہ دیتی تھیں کہ ان پر ایسا الزام لگایا جاسکے۔ ایک دن کا ذکر ہے
 کہ میرے والد صاحب نے جو ہر کام کے لئے حضور سے اجازت حاصل
 کیا کرتے تھے اور بہت مخلص احمدی ہیں۔ ایک رقعہ حضرت صاحب کو
 پہنچانے کے لئے دیا۔ جس میں اپنے ایک کام کے لئے اجازت مانگی تھی
 خیر میں رقعہ لے کر گئی۔ اس وقت میاں صاحب نے مکان (قصر خلافت)
 میں مقیم تھے۔ میں نے اپنے ہمراہ ایک لڑکی لی جو وہاں تک میرے ساتھ
 گئی۔ اور ساتھ ہی واپس آگئی۔ چند دن بعد مجھے پھر ایک رقعہ لے کر جانا
 پڑا۔ اس وقت بھی وہی لڑکی میرے ہمراہ تھی۔ جو نہی ہم دونوں میاں
 صاحب کی نشست گاہ میں پہنچیں تو اس لڑکی کو کسی نے پیچھے سے آواز
 دی۔ میں اکیلی رہ گئی۔ میں نے رقعہ پیش کیا۔ اور جواب کے لئے عرض
 کیا۔ مگر انہوں نے فرمایا کہ میں تم کو جواب دے دوں گا۔ گھر اومت۔ باہر
 ایک دو آدمی میرا انتظار کر رہے ہیں۔ ان سے مل آؤں۔ مجھے یہ کہہ کر اس
 کمرے کے باہر کی طرف چلے گئے اور چند منٹ بعد پیچھے کے تمام کمروں کو قفل
 لگا کر اندر داخل ہوئے اور اس کا بھی باہر والا دروازہ بند کر دیا اور پگنیاں
 لگا دیں۔ جس کمرے میں میں تھی وہ اندر کا چو تھا کمرہ تھا۔ میں یہ حالت دیکھ
 کر سخت گھبرائی اور طرح طرح کے خیال دل میں آنے لگے۔ آخر میاں
 صاحب نے مجھ سے چھڑ چھاڑ شروع کی اور مجھ سے برا فعل کر دئے

کو کہا۔ میں نے انکار کیا۔ آخر زبردستی انہوں نے مجھے پلنگ پر گر کر میری عزت برباد کر دی اور ان کے منہ سے اس قدر بوائے ہی تھی کہ مجھ کو چکرا آ گیا اور وہ گفتگو بھی ایسی کرتے تھے کہ بازاری آدمی بھی ایسی نہیں کرتے ممکن ہے۔ جسے لوگ شراب کہتے ہیں۔ انہوں نے پی ہو۔ کیونکہ ان کے ہوش و حواس بھی درست نہیں تھے۔ مجھ کو دھمکایا کہ اگر کسی سے ذکر کیا تو تمہاری بدنامی ہوگی۔ مجھ پر کوئی شک بھی نہ کرے گا۔

از۔ حضرت مرزا غلام احمد دمسح موعود کی تحریر میں مرزا محمود احمد کی تصویر

شہادت نمبر ۳

خاکسار پرانا قادیان ہے اور قادیانی کا ہر فرد بشر مجھے خوب جانتا ہے۔ ہجرت کا شوق مجھے بھی دامن گیر ہوا۔ اور میں قادیان ہجرت کر آیا قادیان میں سکونت اختیار کی خلیفہ قادیان کے محکمہ قضا میں بھی کچھ عرصہ کام کیا۔ مگر دل میں آرزو آزاد روزگار کی تھی اور اخلاص مجبور کرتا تھا کہ اپنا کاروبار شروع کر کے خدمت دین بجالاؤں۔ چنانچہ خاکسار نے احمدیہ دوا گھر کے نام۔ ایک دواخانہ کھولا۔ جس کے اشتہارات عموماً اخبار الفضل میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ اگر میں یہ کہوں تو بجا ہوگا کہ قادیان کی رہائش میری عقیدت کو زائل کرنے کا باعث ہوئی ورنہ اگر میں اور قادیانی مجائیسوں کی طرح دور دور ہی رہتا۔ تو آج مجھے اس تجارت کیسی

کے ایکٹروں کے سربستہ رازوں کا انکشاف نہ ہوتا۔ یا اگر میں خاص قادیان
میں اپنا مکان بنالیتا یا خلیفہ قادیان کا ملازم ہو جاتا۔ تو بھی مجھے آج اس
اعلان کی جرأت نہ ہوتی۔۔۔۔۔

خاکسار۔ شیخ مشتاق احمد۔ احمدیہ دوا گھر قادیان

شہادت نمبر ۴

میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اسی کی قسم کھا کر جس کی بھوٹی
قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے۔ یہ شہادت دیتا ہوں۔ کہ میں اس ایمان
اور یقین پر ہوں۔ کہ موجودہ خلیفہ مرزا محمود احمد۔ دنیا دار بدچلن اور
علیش پرست انسان ہے۔ میں ان کی بدچلنی کے متعلق خانہ خدا خواہ وہ
مسجد ہو یا بیت اللہ شریف یا کوئی اور مقدس مقام ہو۔ میں حلف کرینگا
بے عذاب اٹھانے کے لئے ہر وقت تیار ہوں۔ اگر خلیفہ صاحب مباہلہ کے
لئے نکلیں۔ تو میں مباہلہ کے لئے حاضر ہوں۔

یہ الفاظ میں نے دلی ارادہ سے لکھ دئے ہیں۔ تاکہ دوسروں کے
کے لئے ان کی حقیقت کا انکشاف ہو سکے۔ والسلام

خاکسار

دوا گھر محمد عبد اللہ آنکھوں کا ہسپتال قادیان حال لاہور

حلیہ شہادت

۱۔ میں خدا کو حاضر و ناظر جانکر اس کی قسم کھا کر یہ تحریر کرتا ہوں کہ موجودہ خلیفہ مرزا محمد احمد دنیا دار، عیش پرست اور بدچلن انسان ہے۔ میں ہر وقت اس سے مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔
 سرسری المدح بخش احمدی قادیان

شہادت نمبر ۶

۲۔ بیگم صاحبہ ڈاکٹر عبد الطیف صاحب مرحوم ہم زلف خلیفہ ربوہ فرماتی ہیں۔ "مرزا محمود احمد خلیفہ ربوہ بدچلن، زنا کار انسان ہیں۔ میں نے ان کو خود زنا کرتے دیکھا۔ اور میں اپنے دونوں بیٹیوں کے سر پہ ہاتھ رکھ کر جو کہ لعذاب حلف اٹھاتی ہوں۔"
 بیگم زکریا صاحبہ

بے خوف مجاہد

۳۔ خاں عبدالرب خاں صاحب برہم صدر انجمن کے دفتر بیت المال میں کام کرتے اور سر محمد ظفر اللہ کی کوٹھی کے ایک حصہ میں رہائش پذیر تھے آپ نے مرزا محمود کی ہمیشہ کا دودھ بھی پیا ہوا ہے۔ اس سے آپ گہرے مراسم کا اندازہ لگائیے۔ باوجود اس قدر گہرے تعلقات کے جب حق کی بات کا قصہ آیا حق کو مقدم کر کے خدا کو خوش کر لیا۔

امر واقعہ یہ ہے کہ آپ نے ایک مخلص قادیانی دوست کو مرزا محمد احمد
 صاحب خلیفہ قادیانی کی الودہ زندگی کے مخفی و مخفی حقائق سنائے اس پر
 اس مخلص احمدی دوست نے مرزا محمد احمد صاحب کو لکھ بھیجا کہ خان صاحب
 موصوف نے آپ کی بدچلتی کے واقعات سنا کر مجھے محو حیرت کر دیا
 ہے اور دلائل اس نے ایسے دیئے ہیں جو میرے دل و دماغ پر اثر
 انداز ہوتے ہیں۔ اس شکایت کے چند گھنٹے بعد۔ مرزا البشیر احمد ایم اے
 المعروف قمر الانبیاءؑ نے خان صاحب موصوف کو بلا کر سمجھایا کہ اگر حضورؐ کچھ
 باتیں دریافت کریں تو اس سے لاعلمی کا اظہار کر دینا آپ خاموش ہو گئے۔
 مرزا البشیر احمد صاحب کے دل میں خیال آیا اب بس کام بن گیا۔
 ان کے ایک آدمہ گھنٹہ بعد برہم صاحب کو قصر خلافت میں مرزا
 محمود احمد صاحب نے بلایا جب آپ وہاں گئے تو وہ مخلص احمدی دوست
 بھی موجود تھا اور خان صاحب موصوف کے والد محترم بھی وہیں تھے اور
 دو تین تنخواہ دار ایجنٹ بھی تھے اور سب کو اکٹھے کرنے کا مطلب یہ
 تھا۔ تاکہ رعب ڈال کر حق کو بالا جاسکے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ خلیفہ
 صاحب نے جب خان صاحب موصوف سے دریافت کیا تو اس نے خوف
 مجاہد نے کہا جو کچھ میں نے آپ کے بدچلتی کے متعلق ان صاحب سے
 کہا وہ حرف بحرف درست ہے۔ آخر جب کام نہ بنا تو کھڑے ہو کر خلیفہ صاحب
 نے احسان گننے شروع کر دیئے۔ اور ساتھ ہی یہ کہا کہ تم نے میری ہمشیرہ
 کا دودھ بھی پیا ہوا۔ خاں صاحب موصوف نے کہا یہ درست ہے۔

لیکن یہ حق کا معاملہ ہے۔ دنیا داری کے مقابلہ میں حق مقدم ہے اور اس حق کے لئے ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا ہے۔ اس لئے آپ نے قصر خلافت سے آکر از خود بیعت سے علیحدگی کا اعلان کر دیا۔ آپ نے ایک کتاب بلائے عشق بھی لکھی ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ خلیفہ قادیان غیر صالح ہے۔ اس کا اشتہار اس کتاب کے صفحہ پہلا حفظ کریں۔ مخالف صاحب کا حلفیہ بیان درج ذیل ہے۔

شہادت نمبر ۵

حلفیہ شہادت

میں شرعی طور پر پورا پورا اطمینان حاصل کرنے کے بعد خدا کو حاضر و ناظر جان کر یہ کہتا ہوں کہ موجودہ خلیفہ صاحب یعنی مرزا محمود احمد کا چال چلن نہایت خراب ہے اگر وہ مباہلہ کے لئے آمادگی کا اظہار کریں اور میں خدا کے فضل سے ان کے مات مقابل مباہلہ کے لئے ہر وقت تیار ہوں۔

والسلام
عبدالرب خاں برہنہ

شہادت نمبر ۶ حلفیہ شہادت

میری قادیانی جماعت سے علیحدگی کے وجوہات منجملہ دیگر دلائل و کے براہین ایک وجہ اعظم جناب خلیفہ صاحب کی سیاہ کاریاں اور بدکاریاں

ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ خلیفہ صاحب مقدس اور پاکیزہ انسان نہیں۔ بلکہ نہایت
ہی سببہ کار اور بدکار ہے۔

اگر خلیفہ صاحب اس امر کے تصفیہ کے لئے مبالغہ کرنا چاہیں تو میں
بلیب خاطر میدان مبالغہ میں آنے کے لئے تیار ہوں۔ فقط
(خاکسار عتیق الرحمن فاروق سابق مبلغ جماعت احمدیہ (قادیان)

شہادت نمبر ۹

حلفیہ شہادت

میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اس کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی
قسم کھانا لعینوں کا کام ہے۔ مندرجہ ذیل شہادت لکھتا ہوں۔ بیان کیا مجھے
میری والدہ نے کہ میں حضرت خلیفہ مرزا محمود احمد صاحب کے
رہا کرتی تھی۔ میں نے دیکھا کہ حضرت صاحب جو ان نامحرم لڑکیوں پر
عمل سمریزم کر کے انہیں سلا دیا کرتے تھے۔ پھر آپ ان کو کئی جگہ
سے ہاتھ دسے کاٹنے۔ تب بھی انہیں ہوش نہ ہوتی تھی۔

۲۔ ایک دفعہ حضرت صاحب کے گھر میں سیڑھیاں چڑھ رہی تھی
کہ اوپر سے حضرت صاحب انہیں سیڑھوں پر اترتے آرہے تھے۔ جب
میرے مقابل پہنچے۔ تو انہوں نے میری چھاتی پکڑ لی۔ میں نے زور سے
چھڑائی۔

خاکسار۔ علی حسین

شہادت نمبر ۱۰

جناب ملک عزیز الرحمن صاحب جنرل سیکرٹری احمدیہ تحقیقات پسند پارٹی
لاہور قادیانی جماعت کے مشہور و معروف سرگرم مبلغ ملک عبدالرحمن صاحب خاؤم
گجراتی مصنفہ احمدیہ پاکٹ بک کے حقیقی برادر ہیں آپ وقت زندگی پورے ربوہ میں
عرصہ تک قیام پذیر رہے اور دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں بطور سپرنٹنڈنٹ کے
فرائض سرانجام دیتے رہے اور آپ فارن مشن اوکانٹس کے انچارج بھی تھے ان
کی شہادت پیش خدمت ہے۔

حلقہ شہادت

میں اس قہار خدا کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے
یہ بیان کرتا ہوں کہ ڈاکٹر قذیر احمد صاحب ریاض واقف زندگی ربوہ و حال
راولپنڈی، نے میرے سامنے میرے مکان واقعہ لاہور پر کئی ایک ایسے واقعات
بیان کئے جن سے خلیفہ صاحب ربوہ کے اول درجہ بدکار ہونے کا یقین کال ہو جاتا
ہے۔ اس نے میرے اور چند دوستوں کے سامنے بالوضاحت یہ بیان دیا کہ خلیفہ صاحب
ربوہ معہ اپنی بیویوں کے باقاعدہ پردہ گرام کے تحت بدکاری کرتے ہیں
ڈاکٹر صاحب نے مزید فرمایا کہ میں نے اس تمام بدکاری کو بچشم خود دیکھا
اگر ڈاکٹر قذیر احمد صاحب ریاض اس بیان مذکورہ بالا سے انحراف
کریں۔ تو میں ان سے حلف موکد بجزاب کا مطالبہ کر دوں گا۔ مزید بیان

مجھے چونکہ خلیفہ صاحب کے دفتر پر ایجوٹ سیکرٹری میں بطور سپرنٹنڈنٹ
کام کرنے اور خلیفہ صاحب کو نزدیک سے دیکھنے کا موقع ملا ہے میں بھی
خلیفہ صاحب سے اس ضمن میں اور ان کے بھوٹے دعویٰ مصلح موعود کے بارے
میں مبالغہ کرنے کو ہر وقت تیار ہوں۔ فقط

ملک عزیز الرحمن جنرل سیکرٹری احمدیہ حقیقت پسند پارٹی لاہور

شہادت نمبر ۱۱

حلفیہ شہادت

اگرچہ میں نے خلیفہ صاحب کا مطالبہ پورا کر دیا ہے۔ ہو سکتا
ہے کہ ان تحریروں میں کسی نقص کا جو از نکال ایس۔ عین ممکن ہے کہ یہ
کہیں کہ میری زنا کاری کی وضاحت نہیں کی گئی۔ اس لئے مبالغہ نہیں
کر سکتا۔ وقت کی بچت کی خاطر محمد یوسف صاحب ناز کا بیان ہدیہ

ناظرین ہے۔

محمد یوسف ناز کا حلفیہ بیان

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله ونصلي على رسولہ الكريم
أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن
محمدًا عبده ورسوله

میں اقرار کرتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے نبی اور خاتم النبیین

ہیں۔ اور اسلام سچا مذہب ہے۔ میں احمدیت کو برحق سمجھتا ہوں اور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے دعویٰ پر ایمان رکھتا ہوں۔ اور مسیح موعود ماننا ہوں۔ اور اس کے بعد میں مگر اللہ تعالیٰ جنت اٹھاتا ہوں۔

میں اپنے علم مشاہدہ اور روایت عینی اور کتابوں و کتب کی بنا پر خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس پاک ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ ربوہ نے خود اپنے سامنے اپنی بیوی کے ساتھ غیر مرد سے زنا کر دیا۔ اگر میں اس حلف میں جھوٹا ہوں۔ تو خدا کی لعنت اور عذاب مجھ پر نازل ہو۔ اس بات پر مرزا بشیر الدین محمود احمد کے ساتھ بالمقابل حلف اٹھانے کو تیار ہوں۔

و دستخط محمد یوسف ناز معرفت عبدالقادر تیرتھ سنگھ جے ملوائی روڈ معقب ثنا شمار ہوٹل کراچی) از۔ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود کی تحریر میں مرزا محمود احمد کی تصویر

شہادت نمبر ۱۲

خلیفہ صاحب کے رفیق کارجن کو ۱۹۲۴ء میں انگلستان ہمراہ لے گئے تھے یعنی فاضل اجل حضرت شیخ عبدالرحمن صاحب مصری مولوی فاضل بی اے کابل بیان آگے ملے گا۔ آپ کی خلیفہ صاحبیت کی علیحدگی کے اسباب کا بیان درج ہے۔

”موجودہ خلیفہ سخت بدعین ہے۔ یہ تقاریر کے پردہ میں عورتوں کا شکار

کھیتا ہے۔ اس کام کے لئے اس نے بعض مردوں اور بعض عورتوں کو بطور بھرت رکھا ہوا ہے۔ ان کے ذریعہ یہ معصوم لڑکیوں اور لڑکوں کو قابو کرتا ہے۔ اس نے ایک سوسائٹی بنائی ہوئی ہے۔ جس میں مرد اور عورتیں شامل ہیں اور اس سوسائٹی میں زنا ہوتا ہے۔ "وہ حاضر کا مذہبی آمر"

جناب عبدالحمید صاحب اکبر احمدی مخلص نوجوان ہیں۔ قادیان کی مقلد سرزمین میں آپ پیدا ہوئے اور مختلف طریق سے جماعت کی خدمت میں منہک ہے اس خدمت کی وجہ سے آپ اس قدر مقبول ہو گئے۔ آپ کو سیکرٹری خدام الاحمدیہ حلقہ مسجد اقصیٰ منتخب کر لیا گیا۔ آپ ہر کس و ناکس سے تسامت اور سنجیدگی سے پیش آتے تھے۔ ان اوصاف حمیدہ کی وجہ سے مزید مقبولیت حاصل ہو گئی اور ممبر مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ لاہور کی رکنیت بھی خدمت کے اصول کے پیش نظر انفرادی طور پر قبول فرمائی۔ ان کا حلفیہ بیان پیش خدمت ہے۔

شہادت نمبر ۱۳

حلفیہ شہادت

قسم ہے مجھ کو خدا تعالیٰ کی وحدانیت کی، قسم ہے مجھ کو قرآن پاک کی سچائی کی، قسم ہے مجھ کو حبیب کبریٰ کی معصومیت کی، کہ میں اپنے قطعی علم کی بنا پر جناب الشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ ربوہ کو ایک

نا پاک انسان سمجھنے میں حق الیقین پر قائم ہوں۔ نیز مجھے اس بات پر بھی شرح
صدر حاصل ہے کہ آپ جیسے شعلہ بیان یعنی سلطان البیان، مقرر سے
قوت بیان کا چھن جانا اور دیگر بہت سی امراض کا شکار ہونا مثلاً نسیان
فالج وغیرہ یقیناً خدائی عذاب ہیں۔ جو کہ خدائے عزیز کی طرف سے اسکی
قدیم سنت کے مطابق مغتریان کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔

علاوہ دیگر واسطوں کے آپ کے مخلص ترین مریدوں کی زبانی وقتاً
وقتاً آپ کے گھناؤنے کردار کے بارہ میں عجیب و غریب انکشافات اس
عاجز پر ہوئے۔ مثال کے طور پر آپ کے ایک مخلص مرید جناب محمد صدیق
صاحب شمس نے بارہا میرے سامنے جناب خلیفہ صاحب کے چال چلن
اور غیر شرعی افعال کے مرتکب ہونے کے بارہ میں بہت سے دلائل و ثبوت
اور خلیفہ صاحب کے پرائیویٹ خط پیش کئے۔

اس جگہ میں احتیاطاً یہ لکھ دیتا ضروری خیال کرتا ہوں کہ اگر محترم
صدیق صاحب کو میرے بیان بالا کی صحت کے بارہ میں کوئی اعتراض ہو
تو میں ہر دم ان کے ساتھ اپنے اس بیان کی صداقت پر مباحثہ کے لئے تیار
ہوں۔

احقر العباد

عبد المجید اکبر مکان نمبر ۵۔ بلاک ڈی ٹیٹل روڈ

لاہور

حلیہ شہادت

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر جس کے ہاتھ میں میری جان ہے
جو تیار و قہار ہے جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتی اور مردود کا کام ہے

حب ذیل شہادت دیتا ہوں

میں ۱۹۳۲ء سے لے کر ۱۹۳۶ء تک مرزا گل محمد صاحب رئیس قادیان

کے گھر میں رہا۔ اس دوران میں کئی مرتبہ ایک عورت مسماۃ عزیزہ بیگم صاحبہ
کے خطوط خفیہ طریقہ سے ان ہدایت پر عمل کرتے ہوئے کہ ”ان خطوں
کا کسی سے بھی ذکر نہ کرنا۔ خلیفہ محمود کے پاس لے جاتا رہا۔ خلیفہ
مذکور بھی اس طریقہ سے اور ہدایت بالا“ کو دہراتے ہوئے جواب دیتا
رہا۔ خطوط انگریزی میں تھے

اس کے علاوہ اس عورت کو رات کے دس بجے بیرونی راستہ
سے لے جاتا رہا۔ جبکہ اس کا خاندان کہیں باہر ہوتا۔ عورت غیر معمولی
بناؤ سنگھار کر کے خلیفہ کے دفتر میں آتی تھی۔ میں بموجب ہدایت
اسے گھنٹہ یاد و گھنٹہ بعد لے آتا تھا۔

ان واقعات کے علاوہ بعض اور واقعات سے اس نتیجے پر
پہنچا ہوں کہ خلیفہ صاحب کا خیال چلن خراب ہے اور میں ہر وقت
ان سے مباہلہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔

حافظ عبدالسلام سپر حافظ سلطان حامد خاں صاحب استاد میاں ناصر احمد

شہادت نمبر ۱۵

حلفیہ شہادت

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اور اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اپنی آنکھ سے حضرت صاحب دلعینی مرزا محمود احمد کو صادقہ کے ساتھ زنا کرتے دیکھا۔ اگر میں جھوٹ لکھ رہا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ کی مجھ پر لعنت ہو۔

غلام حسین احمدی

شہادت نمبر ۱۶

حلفیہ شہادت

مجھے دلی یقین ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نہایت بدچلن بوز کر یکٹر انسان ہے۔ بے شمار عینی شہادتیں جو مجھ تک پہنچ چکی ہیں جن کی بنا پر میں یہ جاننے کے لئے تیار ہوں کہ واقعی خلیفہ صاحب قادیان زانی اور غلام باز دفاعل و مقول بھی ہیں۔

اس دلی یقین کا ثبوت میں یہاں تک دے سکتا ہوں اگر خلیفہ صاحب قادیان اپنے کر یکٹر حال چلن کی صفائی کے لئے مبالغہ کرنے کو تیار ہوں تو ہر طرح اسے قبول کرنے کو تیار ہوں (مرزا منیر احمد نصیر)

حلفیہ شہادت

شہادت نمبر ۱۷

میں خداوند تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر بیان کرتا ہوں کہ میں نے مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو بچشم خود زنا کرتے دیکھا ہے اگر میں جھوٹ بول رہا ہوں تو مجھ پر خوار کی لعنت ہو

شیخ بشیر احمد مٹھری

مرزا محمود کی اپنی گواہی

حکیم عبدالعزیز صاحب سابق پریذیڈنٹ انجمن انصار احمدیہ قادیان پنجاب
 نے خلیفہ صاحب کی بدعنوانی کے پیش نظر مسجد اقصیٰ میں جب خلیفہ صاحب مجمع عام
 کے سامنے تقریر کر رہے تھے۔ علی الاطلاق لکھ کر دیا کہ آپ زنا کار اور بدعین
 ہیں۔ اس لئے میں آپ کی بیعت نہیں کر سکتا۔ آپ پر بھی ۱۹۲۷ء کے پر حملہ کر دیا
 گیا۔ پندرہ بیس دن ہسپتال میں رہے اور خلیفہ صاحب کو لٹکا رہے۔
 آپ نے مرزا محمود احمد صاحب کو ایک خط لکھا جس میں آپ نے تحریر کیا
 کہ تمنا ہے کہ آپ نے چار گواہوں کا ذکر لوگوں سے کیا ہے اگرچہ ہم سے
 تو نہیں کیا۔ اگر یہ بات درست ہے تو پھر آپ اسی کے لئے تیاری
 فرمالیں۔ ہم صرف چار ہی نہیں۔ بلکہ بہت سی شہادتیں علاوہ عورتوں
 لڑکیوں اور لڑکوں کی شہادت کے خود جناب والا کی اپنی شہادت بھی پیش
 کرینگے۔ اگر ہم ثبوت نہ دے سکے تو آپ کی بریت ہو جائے گی اور ہم
 ہمیشہ کے لئے ذلیل ہونے کے علاوہ ہر قسم کی سزا عجز کرنے کے لئے بھی تیار ہیں
 حکیم صاحب موصوف کا حلفیہ بیان درج ذیل ہے

شہادت نمبر ۱۸

حلفیہ شہادت

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی

قسم کھانا لختیوں کا کام ہے۔ یہ تحریر کرتا ہوں کہ میں مرزا محمود احمد صاحب کی بیعت سے اس لئے علیحدہ ہوا تھا کہ میرے پاس ان کے خلاف احمدی لڑکوں۔ لڑکیوں اور عورتوں کے صحیح واقعات پہنچے تھے۔ جن کے ساتھ مرزا محمود احمد نے بدکاری کی تھی، اسی بنا پر میں نے مرزا محمود احمد صاحب کو لکھا تھا کہ آپ کے خلاف احمدی لڑکے لڑکیاں اور عورتیں اپنے واقعات بیان کرتی ہیں۔ ایسی صورت میں آپ یا جماعتی کمیشن کے سامنے معاملہ پیش ہونے دیں۔

یا میدان مباہلہ کے لئے تیار ہوں یا حلف مؤکد لجذاب اٹھائیں یا ہمیں موقع دیں۔ کہ ہم تمام واقعات پیش کر کے جلسہ سالانہ کے موقع پر تمام احمدیوں کی موجودگی میں آپ کے سامنے حلف مؤکد لجذاب اٹھائیں تاکہ روز بروز کا جھگڑا ختم ہو کر حق کا بول بالا ہو۔ لیکن مرزا محمود احمد صاحب کو کسی طریق پر بھی عمل پیرا ہونے کی جرأت نہیں ہوئی۔ سوائے کفار والہ حربہ بائیکاٹ مقاطع استعمال کرنے کے

۳۷ سے لے کر آج تک میں اسی عقیدہ پر علی وجہ البصیرت قائم ہوں کہ میاں محمود احمد ایک ذاتی اور بدچلن انسان ہے۔ جس کو خدا رسول اور اس کے خادم حضرت مسیح موعود سے کسی قسم کی کوئی نسبت نہیں۔ اگر میں اپنے اسی عقیدہ میں باطل پر ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ کی محجہ پر لعنت ہو۔

حکیم عیدالضریہ سابق پریذیڈنٹ
انجمن انصار احمدیہ دقادیان

حلفیہ شہادت

میں خدا کو حاضر حاضر جان کر جس کی جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہے یہ
تخریب کرتا ہوں کہ میں نے حضرت مرزا محمود احمد صاحب قادیان کو اپنی
آنکھ سے زنا کرتے دیکھا ہے

اور میں اقرار کرتا ہوں کہ اس نے میرے ساتھ بھی بد فعلی کی ہے
اگر میں جھوٹ بولوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔

میں پچھن سے وہیں رہتا تھا
دمیر احمدہ مانع

حلفیہ شہادت

مصری عبدالرحمن صاحب کے بڑے لڑکے حافظ بشیر احمد نے
میرے سامنے ہاتھ میں قرآن شریف لے کر یہ لفظ کہے، خدا تعالیٰ مجھے
پارا پار کر دے اگر میں جھوٹ بولتا ہوں کہ موجودہ خلیفہ صاحب نے میرے
ساتھ بد فعلی کی ہے

”میں خدا کی قسم کھا کر یہ واقعہ لکھ رہا ہوں“

ولقلم خود محمد عبداللہ احمدی سینیٹ فرینچر ہاؤس مسلم ٹاؤن لاہور

حلفیہ شہادت

مرزا گل محمد صاحب مرحوم رآپ قادیان کے رئیس اعظم تھے اور وہاں بڑی جائیداد کے مالک تھے، اور مرزا غلام احمد صاحب کے خاندان کے رکن تھے، ان کی دوسری بیوہ دھپوٹی بیگم نے مجھے بیان کیا کہ خلیفہ صاحب کو میں نے اپنی آنکھوں سے ان کی صاحبزادی اور بعض دوسری عورتوں کے ساتھ زنا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ میں نے خلیفہ صاحب سے ایک دفعہ عرض کی۔ حضور یہ کیا معاملہ ہے۔؟

آپ نے فرمایا کہ قرآن و حدیث میں اس کی اجازت ہے البتہ اس کو عوام میں پھیلانے کی ممانعت ہے۔

لغو ذبا اللہ من ذلک

میں خداوند تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر حلفیہ بیان تحریر کر رہی ہوں۔ شاید میری مسلمان بہنیں اور بھائی اس سے کوئی سبق حاصل کریں فقط

سیدہ ام صاحبہ بنت سید ابراہیم

سمن آباد۔ لاہور

حلفیہ شہادت

چوہدری علی محمد صاحب واقف زندگی اپنے خاندان میں صرف اکیلے ہی احماری ہیں جنہوں نے سب کچھ قربان کر کے اجماعیت جیسی لغت

کو پایا۔ آپ ٹرہی میں حوالدار تھے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ کے بعد آپ نے احمدیت قبول کی۔ المد بخش صاحب تسنیم کے بھادر میر محمد بخش، ایڈوکیٹ امیر جماعت احمدیہ گوجرانوالہ کے ذریعہ ۳۰ مارچ ۱۹۴۵ء کو جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے، اور کچھ دن بعد اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے وقف کر دیا۔ مئی ۱۹۴۵ء میں قادیان سے بلا و آیا۔ تو آپ بلا حیل و حجت پورے اخلاص و عقیدت مندی کے ساتھ قادیان تشریف لے گئے، اور خدمت کی ابتداء دفتر وکیل صنعت متحرک جدید سے کی اور پھر مختلف شعبہ جات میں متعین کئے گئے۔ مثلاً

مندھ خڈنگ فیکٹری کنٹری میں بطور اکونٹنٹ مقرر کیا گیا۔ پھر اس دوران میں نمائندہ خصوصی بنا کر وی اسٹیو افریقین لمٹڈ کراچی سپیشل آؤٹ کر نے کی غرض سے بھیجا گیا، اور منڈی گوجرہ میں بھی متحرک جدید کے حصوں کی نگرانی کے لئے نمائندہ خاص مقرر کیا گیا۔ پھر میں اندسٹرل کرسٹل ٹولیمینٹ کمپنی کے دفتر میں اکونٹنٹ مقرر کیا گیا۔ تجارت اور صنعت کے دفتر میں ہیڈ اکونٹنٹ مقرر کیا گیا اور دی بورڈ آف ڈائریکٹرز کا سیکرٹری مرزا محمود احمد کی ذاتی منظوری سے کیا گیا۔ جس کا چیئرمین مرزا مبارک احمد ہے۔ بدستور سالہا سال مندھ کی زمینوں۔ سلسلہ کے تجارتی کارخانوں۔ اور فضل عمر انسٹیٹیوٹ کا حساب آؤٹ کرتے رہے۔ بسا اوقات قیام ربوہ

میں اکثر مالی خیانتوں کے قصوں پر آپ کو بطور کمیشن مقرر کیا جاتا اور بعض دفعہ دارالقضاء بھی قبضوں کے لئے آپ کو اسی کمیشن مقرر کرتے۔ آپ بطور محاسب خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں بھی کام کرتے رہے۔ اور خلیفہ صاحب چوہدری صاحب موصوف سے خاص ملاقاتیں بھی کیا کرتے تھے۔ حافظ عبد السلام وکیل اعلیٰ نے جب کسی بات پر چوہدری صاحب کی شکایت خلیفہ صاحب سے کی۔ خلیفہ صاحب نے بالوضاحت جواب میں کہا۔ جو درج ذیل ہے ”میرے نزدیک تو یہ محنت اور دیانت داری سے کام کرتے ہیں۔“

الغرض چوہدری صاحب موصوف نے مختلف شعبہ جات میں اکوٹمنٹ اور بطور نائب اڈیٹر کے کام کئے ان کے علم اور یقین کے پیش نظر ان کو تمام مخفی راز ازبر بھی یاد ہیں۔ کہ روپیہ کیسے اور کس طریق سے مفہم کیا جاتا ہے۔ پھر آپ نے ایک کتاب میں حساب بنا کر پیش کیا ہے۔ اور پہلچ بھی دیا ہے۔ کہ یہاں مالی بد عنوانیوں، خیانتوں اور دھاندلیوں کے ریکارڈ کے رٹے میں عینی شاہد ہوں۔

بہر حال چوہدری صاحب موصوف کی خدمت جلیلہ قابل قدر ہیں ضرورت پڑنے پر وقت کے تقاضوں کو ضرور پورا کرینگے۔ قیام ربوہ میں ان سے جو حالات پیش آئے۔ اس کے ذرائع سے ان کا حلیہ بیان پیش خدمت ہے۔

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس پاک ذات کی قسم کھاتا ہوں

جسکی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے کہ صوفی روشن دین صاحب
جو ربوہ میں انجن کی چکی پر عرصہ تک بطور مستری کام کرتے رہے اور وہ
قاویان کے پرانے رہنے والوں میں سے ہیں۔ اور مخلص احمدی ہیں۔ اور جن
کے مرزا محمود احمد صاحب اور ان کے خاندان کے بعض افراد سے قریبی
تعلقات تھے۔ اور خصوصاً مرزا حنیف احمد بن مرزا محمود احمد کے
صوفی صاحب موصوف کے ساتھ نہایت عقیدت مند مراسم تھے۔
اور قریبی عقیدت کی بنا پر مرزا حنیف احمد گھنٹوں صوفی صاحب کے پاس
روزانہ ان کے گھر جا کر بیٹھتے اور بسا اوقات صوفی صاحب کو قصص
خلافت میں اپنے ایک کمرہ خاص میں بھی لے جا کر ان کی خاطر مدارت
کرتے۔ انہوں نے مجھ سے بارہا بیان کیا کہ مرزا حنیف احمد صاحب
کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ جس کو تم لوگ خلیفہ اور مصلح الموعود سمجھتے ہو
وہ زنا کرتا ہے۔ اور یہ کہ مرزا حنیف نے اپنی آنکھوں سے اپنے والد
کو ایسا کرتے دیکھا۔ صوفی صاحب نے یہ بھی کہا کہ انہوں نے کبھی
وہ مرزا حنیف احمد سے کہا کہ تم ایسا سنگین الزام لگانے سے قبل
اچھی طرح اپنی یادداشت پر زور ڈالو۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ جس کو تم کوئی
غیر سمجھو وہ دراصل تمہاری کوئی والدہ ہی تھیں۔ مبادا خدا کے قہر و
غضب کے نیچے آ جاؤ، تو اس پر مرزا حنیف احمد اپنی رویت
یعنی پر حلفاً مصر ہے کہ ان کا والد پاک سیرت نہیں ہے۔ اور یہ بھی کہ چاہے
کہ انہوں نے اپنے والد کی کبھی کوئی کراست مشاہدہ نہیں کی۔ البتہ یہ تربیت شدت

۵۱
کے ساتھ چائی ہے کہ کسی طرح انہیں خلد از مبد و دنیاوی قلبہ حاصل ہو جائے۔

اگر میں اس بیان میں جھوٹا ہوں۔ اور افراد جماعت کو اس میں محض دھوکا دینا مقصود ہے۔ تو خدا تعالیٰ مجھ پر اور میری بیوی بچوں پر ایسا عجز ناک عذاب نازل فرمائے جو غرض اور ہر دیدہ بینا کے لئے از دنیا و ایمان کا موجب ہو۔

ہاں اس نام نہاد غلیفہ کی مالی بد عنوانیوں، خیانتوں اور دھاندلیوں کے ریکارڈ کی رُسے میں علینی شاہد ہوں۔ کیونکہ خاکسار نے سارے نو سال تحریک جدید اور انجمن احمدیہ کے مختلف شعبوں میں اکوٹنٹ اور نائب ایڈیٹر کی حیثیت سے کام کیا ہے۔

خاکسار
چوہدری علی محمد عفی عنہ واقف زندگی
حال نامندہ خصوصی کوستان، لاہور

شہادت نمبر ۲۳

حلفیہ شہادت

جناب مولوی محمد صالح صاحب اور واقف زندگی سابق کارکن
وکالت، تحریک جمہوریت، مولانا محمد یاسین صاحب تاجیہ مکتب کے
چشم دیدار میں۔ صحابی ہونے کے علاوہ سلسلہ احمدیہ کا بے شمار

طریح پر شائع کرتے ہیں۔ آپ قادیان کی مقدس سرزمین ۱۹۲۹ء میں پیدا ہوئے اور مولوی فاضل تک تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں مختلف شعبہ جات میں آپ نہایت خوش اسلوبی سے خدمت سرانجام دیتے رہے مثلاً ۱۔ قادیان میں مسجد خدام الاحمدیہ کے جنرل سیکرٹری کے عہدہ پر فائز رہے

- ۲۔ زعمیم محبس خدام الاحمدیہ دارالصدر ربوہ
- ۳۔ نائب منتظم تبلیغ سرکزیہ خدام الاحمدیہ ربوہ
- ۴۔ سندھ ویجیٹیل اینڈ پروڈکٹس کے ہیڈ آفس میں کام کیا
- ۵۔ رسالہ ریویو آف ریلیجنس اور سن رائزر اخبار کے مینیجر بھی رہے
- ۶۔ محاسب امور عامہ کا معتمد خاص ربوہ بھی رہے۔ ان شعبہ جات کے علاوہ بھی جماعتی طور پر جس خدمت پر بھی مامور کیا گیا آپ نے دیانت اور تقویٰ کی راہ پر چل کر صحیح معنوں میں خدمت کی۔ آپ میاں عبدالرحیم احمد جو خلیفہ صاحب کے داماد ہیں۔ ان کے پرسنل اسسٹنٹ وکیل التعلیم تحریک جدید ربوہ بھی تھے۔ آپ جس جانفشانی اخلاص اور محنت سے کام کرتے تھے۔ اس کی وجہ سے آپ کے ذمہ مزید کام سپرد کئے جاتے تھے۔ آٹھ دس شعبہ جات کی کارکردگی آپ کی مقبولیت کی شاہد ہے اور گہرے تعلقات کا اندازہ بھی اس سے لگایا جاسکتا ہے۔ آپ کا حلقہ بیان ہدیہ ناظرین ہے

حلقہ شہادت

میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر سن درجہ ذیل سطور محض اس لئے سپرد قلم کر رہا ہوں کہ جو لوگ اب بھی مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ ربوہ کے تقدس کے قائل ہیں۔ ان کے لئے راہنمائی کا باعث ہو گا کہ میں درج ذیل بیان میں جھوٹا ہوں۔ تو خدا تعالیٰ کا عذاب محمد پر اور میرے اہل و عیال پر نازل ہو۔

”میں پیدا کشتی احمدی ہوں اور ۱۸۷۵ء تک میں مرزا محمود احمد صاحب کی خلافت سے وابستہ رہا خلیفہ صاحب نے مجھے ایک خود ساختہ فتنہ کے سلسلہ میں جماعت ربوہ سے خارج کر دیا، ربوہ کے باہر سے باہر آ کر خلیفہ صاحب کے کردار کے متعلق بہت ہی گھناؤنے حالات سنتے ہیں آئے۔ اس پر میں نے خلیفہ صاحب کی صاحبزادی امۃ الرشید بیگم، بیگم میاں عبدالرحیم احمد سے ملاقات کی۔ انہوں نے خلیفہ صاحب کے بدچلن اور بدتماش اور بد کردار ہونے کی تصدیق کی۔ باتیں تو بہت ہوئیں لیکن خاص بات قابل ذکر یہ تھی کہ جب میں نے امۃ الرشید بیگم سے یہ کہہا، کہ آپ کے خاوند کو ان حالات کا علم ہے۔ تو انہوں نے کہا، کہ صالح نور صاحب آپ کو کیا بتلاؤں۔ کہ ہمارا باپ ہمارے ساتھ کیا کچھ کرتا رہا ہے اور اگر وہ تمام واقعات میں اپنے خاوند کو بتلا دوں تو وہ مجھ ایک

منٹ کے لئے بھی اپنے گھر میں لسانے کے لئے تیار نہ ہو گا۔ تو پھر
 میں کہاں جاؤں گی۔ اس واقعہ پر ائمہ، اکثر شہید کی آنکھوں میں آنسو
 آگئے اور یہ لہزدہ خیرات سنکر میں بھی ضبط نہ کر سکا۔ اور وہاں سے اٹھ
 کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ اس وقت میں ان واقعات کی بناء پر
 جو میں ڈاکٹر نذیر احمد ریاض، محمد یوسف ناز، راجہ شبیر احمد راتھی
 سے سن چکا ہوں۔ حق الیقین کی بناء پر خلیفہ صاحب کو ایک بدکردار اور
 بدچلن انسان سمجھتا ہوں، اور اسی کی بناء پر وہ آج خدا کے عذاب
 میں گرفتار ہیں۔

خاکسار

محمد صالح تور واقف زندگی، سابق کارکن۔ وکالت تعلیم

(تحریک جدید ربوہ)

شہادتِ شہداء
 حضرت ڈاکٹر نذیر احمد ریاض کی شہادت
 خلیفہ خدا کا اصول

حضرت ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض، بیوی فاضل واقف زندگی
 خلیفہ ربوہ کے خاص ڈاکٹر تھے۔ اور خلیفہ صاحب نے انہ خود سلسلہ
 کے خیریت سے حکمت اور ڈاکٹر کی تعلیم دلوائی۔ ڈاکٹر صاحب موصوف
 علاج مخصوصہ میں کافی سے زیادہ مہارت رکھتے ہیں۔ اور عرصہ
 دراز تک خلافت مآب کے چہنوں میں رہے۔ آپ نے حضرت

مولوی شیر علی صاحب کی سوانح حیات متوب کر کے شائع کی ہے جو تقریباً ۱۳۳۵ء
صفحات پر مشتمل ہے۔ آپ جامعۃ البشرین میں پروفیسر بھی تھے۔ آپ اپنی خدا
داد دہائی صلاحیتوں کی وجہ سے خلیفہ صاحب کی آلودہ زندگی سے بھی نہیں بلکہ اندرون
خانہ کے ہر شعبہ سے پوری طرح واقف راز بھی ہیں۔ یعنی بہت سے پچھم خود راز
دار خصوصی کے علاوہ آپ خلیفہ صاحب کے اصول کے متعلق فرماتے ہیں۔

آپ کو یاد ہو گا۔ جب تک ہم ربوہ میں رہے ہماری آپس میں کچھ
ایسی قلبی مجالست رہی کہ باہم ملکر طبیعت بے حد خوش ہوتی تھی۔ کبھی شعر و شاعری
کے سلسلہ میں تو کبھی مخلص کے مصنوعی تقدس پر ہنسنے چینی کرنے میں بڑا اہل
آقا تھا۔ دراصل خلیفہ صاحب کا اصول ہے کہ

سے مت رکھو ذکر و فکر صبح گاہی میں انہیں

اور پختہ تر کردو مزاج خالقہا میں انہیں (جوش)

اور خود خوب رنگ رہاں مناؤ۔ غیش و عشرت میں بسر کرو۔

ہم نے تو بھائی خلوص دل سے وقف کیا تھا۔ خدا ہیں ضرور اس کا اجر دیگا
انہیں یہ خلوص پسند نہ آیا۔ اللہ تعالیٰ بہتر حکم و عدل سے خود فیصلہ کر دے گا
کہ ٹھکرائے ہوئے میرے کتنے قیمتی اور کتنے عزیز تھے۔

شروع شروع میرے دل کی عجیب کیفیت تھی، ہر وقت دل مختلف
افکار کی آماجگنا بنا رہتا تھا، ماں باپ کی یاد، عزیز دل کی جدائی کا احساس
دوستوں کے بچھڑنے کا غم اور حاسدوں کے تیردوں کی چھین سبھی کچھ تھا لیکن

ہر داغ تھا اس دل میں بخرداغ نہایت

سب سے بڑا معلم انسان کی فطرت صحیحہ ہے جس کی روشنی میں انسان اپنے
 قدموں کو استوار رکھتا ہے۔ اور ہر افتاد پر ڈگمگانے سے بچاتا ہے۔ اگر
 یہ کلی طور پر مسخ ہو جائے تو پھر کسی بے راہ روی کا احساس دل میں نہیں رہتا
 اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی رضا کی راہوں پر چلائے امین آپکا ریاض
 ۲ اگر میں جھوٹ بولوں تو خدا کی لعنت ہو مجھ پر

شہادت ۲۵ حلقہ شہادت

جناب غلام حسین صاحب احمدی فرماتے ہیں :-
 میں نے اپنی شہادت کے علاوہ حبیب احمد کا بھی ذکر کیا تھا۔ وہ
 مجھے قادیان میں مل گئے۔ میں نے ان سے قسم دیکر دریافت کیا تو انہوں
 نے قسم کھا کر مجھے بتلایا کہ حضرت صاحب دمرزا محمود احمد نے دو
 مرتبہ ان سے لواطت دینی منڈے بازی، کی ہے ایک دفعہ قصر خلافت میں اور دوسری
 دفعہ ڈلہوزی میں۔ میں نے اس سے تحریری شہادت مانگی تو پوری تفصیل کے ساتھ نہیں لکھی
 بلکہ نامکمل لکھ کر دی حبیب احمد صاحب اعجاز اسکی پوری تصدیق فرما رہی ہیں جو درج ذیل ہے
 بسم اللہ الرحمن الرحیم و علی عبدہ المسیح الموعود محمدہ و نضلی علی رسولہ الکریم
 بخد مت شریف جناب بھائی غلام حسین صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
 کے بعد التماس ہے کہ جو میں نے آپ کو ... کو جو بات بتائی تھی میں خدا کو حاضر غایب
 جانکر کہتا ہوں کہ وہ بات بالکل صحیح ہے اگر میں جھوٹ بولوں تو خدا کی لعنت ہو مجھ پر

خاکسار حبیب احمد اعجاز

میں علی وجہ البصیرت۔ شاید ناطق ہوں

شہادت نمبر ۲۶

راجہ بشیر احمد صاحب رازی

خلف

مکرمی محرمی راجہ علی محمد صاحب ریٹائرڈ انسپرنال۔ امیر جماعت احمدیہ گجرات کے چٹم و چراغ ہیں۔ آپ نے خدمت دین کے لئے ۱۹۳۵ء میں اپنے آپ کو وقف کیا اور پورے اخلاص کے ساتھ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا۔ اور خلیفہ ربوہ کے بلاوے پر آپ ربوہ شریف لے آئے اور نائب اڈیٹر صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے کام پر مامور کیا گیا آپ نے اس کام کو یا جو کام بھی آپ کے سپرد کئے جاتے نہایت ہی استقلال اور محنت اور دیانتداری سے سرانجام دیتے رہے۔ آپ ربوہ کے کچے کو اڑھوں میں رہائش پذیر تھے۔ اور دوستوں کے علاوہ آپ کے مراسم جناب شیخ نور الحق صاحب احمدیہ سنڈیکیٹ سے ہوئے۔ تو انہوں نے خلیفہ صاحب کی آلودہ زندگی کا ایسا بھیانک منظر پیش کیا، آپ ششدر رہ گئے۔ آپ کا ذہن اس آلودہ زندگی کو تسلیم نہیں کرتا تھا۔ کہ ایسا مقدس انسان بدکار نہیں ہو سکتا۔ بالآخر رفتہ رفتہ آپ کے مراسم ازدار خصوصی ڈاکٹر ندیم احمد صاحب ریاض سے ہو گئے تو انہوں نے بھی اس ناپاک انسان کے عشرت کدہ کی رنگین مجالس کا ذکر فرمایا۔ اور ان کی مزید پختگی کے لئے اس رنگین اور سنگین مجالس تک لے جانے کا وعدہ کر کے اس مجلس میں شت امل کر لیا۔ رازی صاحب

موصوفتے جب اس مجالس خاص میں عملاً رسائی حاصل کر لی۔ اور اپنی آنکھوں سے اس
منظر کو دیکھا تو آپ محو حیرت ہو گئے بعد ازیں آپ نے علی الاعلان پوری دیانتداری سے
اس نقشہ خصوصی کو جو علی وجہ البصیرت پورے اطمینان کے ساتھ دیکھ چکے تھے اپنے
دوستوں سے کھلم کھلا اظہار کرتے رہے۔ رازی صاحب موصوف کا بجا جواب خط
میان درج ذیل ہے آپ فرماتے ہیں

ارشاد گرامی پہنچا۔ خلیفہ صاحب سے عدم وابستگی کی اصل وجہ تو وہی ہے جو

ہمارے مکرم بھائی مرزا محمد حسین صاحبی کام

فرمایا کرتے ہیں کہ جو سفر ہم نے ماموریت سے شروع کیا۔ اسے امریت
پر ختم کرتا ہیں گوارا نہیں۔

مگر یہ اجمال شاید آپ کے لئے وجہ تسلی نہ بن سکے۔ لیجئے مختصر ہماری
روئداد بھی سن لیجئے۔ یہ ان دنوں کی بات ہے۔ جب ہم ربوہ کے کچے کو اڑوں
میں خلیفہ صاحب ربوہ کے کچے قصر خلافت کے سامنے رہائش پذیر تھے مقرب
مکاتی کے سبب

شیخ نور الحق احمد "احمدیہ سندیکیٹ"

سے راہ رسم بڑھی۔ تو انہوں نے خلیفہ صاحب کی زندگی کے ایسے متاغل
کا تذکرہ کیا جن کی روشنی میں ہمارا وقفہ کارِ احقا نظر آنے لگا۔ اتنے بڑے دعویٰ
کے لئے شیخ صاحب کی روایت کافی نہ تھی۔ خدا بھلا کرے۔

ڈاکٹر نذیر احمد ریاض

کاجن کی ہم رکابی میں مجھے خلیفہ صاحب کے ایک

ذیلی عشرت کدہ

میں چند ایسی ساعتیں گزارنے کا موقعہ ہاتھ آیا جس کے بعد میرے لئے خلیفہ صاحب ربوہ کی پاک دامنی کی کوئی سی بھی تاویل و تخریف کافی نہ تھی اور میں اب بفضل ابنہ دی علی و جہہ البصیرت خلیفہ صاحب ربوہ کی بد اعمالیوں پر شاہد ناطق ہو گیا ہوں۔ میں صاحب تجربہ ہوں کہ یہ سب بد اعمالیاں ایک سمجھی سوچی ہوئی حکیم کے تحت وقوع پذیر ہوتی ہیں۔ امدان میں اتفاق یا بھول کا کوئی دخل نہیں جن دونوں ہم تھے۔

محاسب کا گھڑیاں

ان رنگین مجالس کے لئے سٹیدر ڈٹام ریسٹورنٹ کی حیثیت رکھتا تھا۔ اب نہ جاتے کون سا طریقہ رائج ہے۔ میرے اس بیان کو اگر کوئی صاحب مذکور پہنچ کرے تو میں حلف کر دوں کہ بعد اب اٹھانے کو تیار ہوں والسلام

بشیر رازی بی کام سابق نائب ایڈیٹر صدراجن احمد ربوہ

نوٹ:- محاسب کا گھڑیاں سے مراد اگر ایک شخص کو رات کے نو بجے کا وقت عشرت کدہ کے لئے دیا گیا ہے تو اس کی گھڑی میں پیشانی بج چکے ہیں جب تک محاسب کی گھنٹی نہ بجے اس وقت وہ شخص اندر نہیں آ سکتا

چودھری صلاح الدین صاحب ناصر بنگالی

خلف

غال بہادر ابوالہاشم خاں مرحوم چودھری صاحب موصوف کے والد محترم نے بنگال میں جماعت احمدیہ کی قیادت کی اور آپ نے پورے اخلاص کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کو اُجاگر کیا۔ اور آپ نے مرزا محمود کی تفسیر کا انگریزی میں ترجمہ بطور خدمت کے کیا۔ اور آپ جب ریٹائر ہوئے تو آپ مع اہل و عیال تائیہ تشریف لے آئے۔ اور محلہ دارلانوار میں ایک بہترین کوٹھی رہائش کے لئے تعمیر کی۔ اور آپ کے خاندان کو خلیفہ صاحب کے خاندان سے الہامی عقیدت تھی۔ اس قریبی تعلقات کی وجہ سے آپ خصوصیت سے واقف رہے چودھری صاحب مدائن کے شعبہ جات میں بھی کام کرتے رہے اور آپ کی انتھک مساعی محض دین کی خاطر شامل حال رہی۔ آپ بھی ربوہ میں گچے کوٹروں میں عرصہ تک رہائش پذیر رہے۔ لیکن جب آپکو مرزا محمود کی ناپاک سیرت کا بخوبی علم ہو گیا۔ اور علی وجہ البصیرت حق الیقین تک پہنچ گئے تو آپ نے ربوہ کو خیر باد کرنے کا متہیہ کر لیا۔ موقع پا کر آپ خفیہ طور سے مع ہمیشہ گان اور والدہ محترمہ کو رات کی تاریکی میں لے کر لاہور روانہ ہو گئے اور پھر علی الاعلان خلیفہ صاحب کی ناپاک سیرت پر اخباروں اور لکچروں میں بلا خوف اظہار فرماتے رہے۔ چودھری صاحب موصوف حقیقت پسند پارٹی کے پہلے جنرل سکرٹری رہے۔ آپ نے اس کام کو بھی اپنی صلاحیتوں کے پیش نظر حسب دستور مستعدی اور جانفشانی سے کام کیا۔ اس

بدکار اور بد اعمال انسان کے لئے آپ نے اپنے آپ کو وقف کیا۔ اور
اس کی ناپاک سیرت پر الارم دیتا اپنا فرض اولیں تصور کرتے ہیں۔ چودھری
صاحب گہرے رازداروں میں سے واقع ہوئے ہیں۔ لکھتے ہیں۔

قادیانی جماعت کے اندر فدا یان احمدیت کے نام کی خفیہ تنظیم کو بے
نقاب کیا جائے۔ جو ایک نقاب پوش خطرناک قسم کی نوجوانوں کی تنظیم ہے جو عملی
طور پر تشدد کی حامی ہے اور اپنے کسی راز کو افشاء کرنے والے کا کام تمام کر
دیتی ہے اور ذیل کے احمدی حضرت کو عدم آباد تک پہنچا چکی ہے۔

۵۷ - ۲ - ۲۱ - نوائے پاکستان

چوہدری صاحب کی مجاہدانہ سرگرمیوں کا اندازہ بہت سے اخباروں
کے علاوہ مذکورہ بالا عبارت سے ظاہر ہے جس میں آپ نے طویل لسٹ مختلف لوگوں
کو دی ہے جن کو راز افشاء کرنے کے جرم میں ان کا کام تمام کر دیا گیا۔ طوالت
کے خوف سے مثال کے طور پر صرف ایک مثال پر اکتفا کرتا ہوں۔ چودھری
صاحب نے اپنی مشیرہ عابدہ بیگم بنت خاں بہادر ابوالہاشم خاں صاحب
آف بنگال کے اہم واقعہ کا ذکر بھی فرمایا ہے۔ کہ ان کو بھی بذریعہ
بت رتی مار کر اچانک موت سے منسوب کیا گیا۔ ان کے خیال کے
مطابق کہ کہیں راز افشاء نہ کر دے

بہر حال چوہدری صاحب صحیح معنوں میں حقیقت پسند واقع ہوئے
میں۔ ان کا ہر کام دیانت دارانہ اور اخلاص پر مبنی ہے اللہ تعالیٰ سے
دعا ہے کہ ان کو مزید استقامت بخشے۔ علاوہ ازیں جب گجرات میں جلسہ ہوا

تو آپ نے اس وقت بھی صداقت کو پورے طور سے روشن کیا۔ کہ ہم نے
تقدس کے پرے میں جو کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ وہی ہماری اس سے
علیحدگی کا باعث ہوا، چنانچہ چوہدری صاحب فرماتے ہیں۔

لالہ جہانزاد چوہدری صلاح الدین صاحب بنو مشرقی پاکستان کے
رہنے والے ہیں۔ بنگالی میں تقریب کی اور بتایا کہ ہم نے تقدس کے پرے میں
جو کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ ہماری اس جماعت سے علیحدگی اس کا نتیجہ
ہے۔ انہوں نے بتایا۔ میں مشرقی پاکستان کے ایک مغزو خاندان کا نوجوان
ہوں اور امام جماعت احمدیہ کی دھاندلیوں کی وجہ سے علیحدہ ہو گیا ہوں۔ اور
دیانتداری سے سمجھتا ہوں۔ کہ ان کے خلافتِ امریت کا ایک واضح نمونہ
ہے۔

نوائے پاکستان ۵۷۔ ۴۰۔ ۲۸

امام جماعت احمدیہ دقادیان، رپورہ کے متعلق

حضرت ڈاکٹر سید میر محمد اسماعیل صاحب منام حرم سولہ جن

کی شہادت

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب خلیفہ صاحب کے ماموں اور
خسر بھی ہیں۔ آپ کی قطعی رائے ہے کہ خلیفہ عیاش ہو۔ تو میں ڈاکٹر
ہوں۔ اور میں جانتا ہوں۔ کہ عیاشی کی وجہ سے نہ دماغ کام کرتا
ہے۔ اور نہ عقل اور نہ ہی حرکات صحیح طور پر کر سکتا ہے۔ سب قوی
برباد ہو جاتے ہیں۔ جس کو انگریزی میں (Ward) کہتے ہیں۔ زنا انسان
کو بنیاد سے نکال دیتا ہے حضرت ڈاکٹر صاحب موصوف فرماتے ہیں۔
..... بڑا الزام یہ لگایا جاتا ہے کہ خلیفہ عیاش ہے اس کے متعلق میں

لیکن جس نے اپنے زعم میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کی بے حرمتی
کی ہو۔ اور صحابہ کرام کی بے عزتی کی ہو۔ اس کی یہ ہنرا خدا تعالیٰ نے
نے مقرر کر دی ہے تاکہ جماعت کے تمام افراد اپنی آنکھوں سے ان
نشانوں کو دیکھ سکیں۔ میں عرض کر رہا تھا کہ اس وقت خلیفہ صاحب
زندہ ہیں۔ ان کی حرکات و سکنات بحیث خود دیکھ لیں۔ اور تسلی کر لیں
یہ حقیقت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مقدس تعلیم سے
بدکردار بدچلن انسان صریح انحراف کرتا رہا۔ اور ایسا بدکردار
انسان مصلح موعود نہیں ہو سکتا۔ خلیفہ صاحب نے جھوٹا مصلح
موعود ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس مقدس تعلیم کی
لاج رکھ لی۔ خلیفہ صاحب کو ایسے عذاب میں گرفتار کر لیا ہے اور
اس دنیا میں اپنی بد اعمالیوں کی سزا بھگت رہا ہے اور خود خلیفہ
صاحب کا بیان بھی اس کی تصدیق کر رہا ہے۔ ان کی اپنی عبارت
درج ذیل ہے۔

”ان کی وجہ سے دماغ کو خوراک پہنچتی بند ہو گئی۔ ان ڈاکٹروں کا
شہاں تھا کہ چند ہفتوں میں دماغی حالت اپنے معمول پر آجائے گی۔
لیکن اب تک جو ترقی ہوئی ہے۔ اس کی رفتار اتنی تیز نہیں ہے۔۔۔۔۔
آدمیوں کے سہارے سے ایک دو قدم چل سکتا ہوں مگر وہ بھی مشکل سے۔۔۔
دماغ اور زبان کی کیفیت ایسی ہے کہ میں ٹھوڑی دیر کے لئے بھی خطبہ
نہیں دے سکتا۔ اور ڈاکٹروں نے دماغی کاموں سے قطع طور پر منع کر دیا ہے

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل کی تصدیق کے لئے خلیفہ ربوہ کی زبانی
 سُنئے! کہ مجھ پر فالج کا حملہ ہوا۔ اور اب میں پانخانہ پیشاب کے لئے
 بھی امداد کا محتاج ہوتا ہوں۔ دو قدم بھی چل نہیں سکتا،

الفضل ۱۲ اپریل ۱۹۵۵ء

۲۶ فروری کو مغرب کے قریب مجھ پر بائیں طرف فالج کا حملہ ہوا۔ اور تھوڑے
 وقت کے لئے میں ہاتھ پاؤں سے معذور ہو گیا۔ . . . دماغ کا عمل معطل
 ہو گیا۔ اور دماغ نے کام کرتا چھوڑ دیا،

”میں اس وقت بالکل بیکار ہوں۔ اور ایک منٹ نہیں سوچ سکتا،“

الفضل ۲۶ اپریل ۱۹۵۵ء

حضرت مسیح موعود کا فرمان

جو اس مقدس تعلیم کو اپنی بدکرداری کی موتہ سے ناپاک کرے گا اس
 کا حشر ڈاکٹر ڈوئی سے کم نہ ہو گا۔ نہایت سخت دکھ کی مار۔ قہر الہی
 غضب الہی اور تہیبت امراضی یعنی فالج اور پاگل پن کا شکار ہو گا
 خلیفہ صاحب خود کہتے ہیں۔ میں اب ۶۸ سال کی عمر کا ہوں
 اور فالج کا شکار ہوں۔

الفضل اگست ۱۹۵۹ء

خلیفہ صاحب کی اپنی شریعت

خلیفہ صاحب قادیان کی اپنی شریعت میں سب کچھ جائز ہے۔ فرانس کے ناچ گھر میں ننگے ناچ دیکھنا شریعت محمود کے عین مطابق ہے۔ پھر اطالوی سینہ کو سسل ہوٹل سے اغوا کر کے لے جانا ان کے مقدس پاک بابائے بننے کی ادنیٰ مثال ہے۔ مرزا محمود نے خود ہی تسلیم کیا۔

”جب میں ولایت گیا۔ تو مجھے خصوصیت سے خیال تھا کہ یورپین سوسائٹی کا عجیب والا حصہ بھی دیکھوں گا۔ قیام انگلستان کے دوران میں مجھے اس کا موقع نہ ملا۔ واپسی پر جب ہم فرانس آئے تو میں نے چوہدری ظفر اللہ رحمان صاحب سے جو میرے ساتھ تھے کہا کہ مجھے کوئی ایسی جگہ دکھائیں جہاں یورپین سوسائٹی عریاں نظر آ سکے۔ وہ بھی فرانس سے وقف تو نہ تھے۔ مگر مجھے ایک روپیرا میں لے گئے۔ جس کا نام مجھے یاد نہیں رہا۔ چوہدری صاحب نے بتایا کہ یہ وہی سوسائٹی کی جگہ ہے اسے دیکھ کر آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ مہری نظر چونکہ کمزور ہے۔ اس لئے دور کی چیز اچھی طرح سے نہیں دیکھ سکتا۔ غصڑی دیر کے بعد میں نے جو دیکھا۔ تو ایسا معلوم ہوا کہ سینکڑوں عورتیں بیٹھی ہیں۔ میں نے چوہدری صاحب سے کہا کیا یہ ننگی ہیں۔ انہوں نے یہ بتایا کہ یہ ننگی نہیں۔ بلکہ کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ مگر بادیہ و اس کے وہ ننگی معلوم ہوتی ہیں، افضل ۲۸ جنوری ۱۹۱۹ء

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کشتی نوح میں فرماتے ہیں
 ”میں تمہیں مسیح مسیح کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے
 ایک چھوٹے سے حکم کو ٹالتا ہے۔ وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے
 اپنے پرست کر لیتا ہے۔“

خلیفہ صاحب کیا فرماتے ہیں
 اگر روحانی خلیفہ بدکار تو اسے فوراً چھوڑ دینا چاہیے۔
 الفضل ۳۳ جون ۱۹۳۸ء

اطالوی حسینہ اور خلیفہ قادیان

انگریزی ہسٹلوں میں اکثر جوان لڑکیاں خدمت گار ہوتی ہیں۔ جو معزز
 لوگ وہاں کھاتے پیتے جاتے ہیں۔ وہ جوان لڑکیاں ان کے سامنے
 ان کی خوشی کی اشیاں لاکر پیش کرتی ہیں۔ آج کل کی تہذیب کی رو سے
 ان تہذیبوں کا بھی دستور ہے کہ کھانا لانے والی کی بھی تواضع کرتے ہیں
 اور وہ عموماً اس کھانا میں شریک ہو جاتی ہیں۔ اسی اثناء میں نفسہ بھی
 گفتگو ہوتی رہتی ہے۔ چنانکہ دوران گفتگو میں ہی سب مراعل طے ہو جاتا
 کرتے ہیں۔ خلیفہ قادیان لاہور سسلی ہسٹل منگمری روڈ میں گئے وہاں پہنچے
 ہوا۔ انہار کی زبانانی سنئے

مرزا بشیر الدین محمود کی آمد اور سسلی ہسٹل کی منتظر کی کشدگی

تلاش کے باوجود اس کا کوئی پتہ نہیں مل سکا۔ یکم مارچ سسٹل ہوٹل کی طرف سے
 مشہر ہوا تھا کہ جمعرات یکم مارچ پانچ سے ۹ بجے رات تک ناچ
 اور اکونٹ ڈرائیور ہوگا۔ بڑے بڑے انعامات بدستور سابق تقسیم کئے جائیں
 گے تماشائی چار بجے شام سے جمع ہونے شروع ہو گئے۔ اور پانچ بجے
 اچھا خاصا مجمع ہو گیا۔ ہر ایک شخص کھیل شروع ہونے کا منتظر تھا۔ مگر خلاف
 توقع ریسٹ ڈرائیور شروع ہوا۔ ناچ کا بند بجا شروع ہوا۔ آخر انتقام
 سسٹل ہوٹل کے ایک بہرے سے معلوم ہوا کہ ریسٹ ڈرائیور کا تمام سامان
 منظمہ کے کمرہ میں ہے اور منظمہ کو مرزا بشیر الدین محمود میٹر میں بٹھا کر لے گئے ہیں
 نامہ نگار آزاد ۳ مارچ ۱۹۳۲ء اس واقعہ کو زندہ دار نے نظم کی صورت میں پبل
 شائع کیا۔

اطالوی سینہ از تقاش

اے کشور اطالیہ کے باغ کی بہار
 پیغمبر جمال تیری چلبلی ادا
 لکھے ہوئے ہیں دل تیری زلف سیاہیں
 پڑوہ فصول ہے تیری آنکھ کا شمار
 پیمانہ نشاط تیری ساق صندلیں
 رونق ہے ہوٹلوں کی تیرا حسن اور حجاب
 جب قادیان پہ تیری شبلی نظر پڑی
 میں بھی ہوں تیری چشم پر افسوں کا مستحضر
 لاہو کا دامن ہے تیرے فیض سے چین
 پڑوہ گار عشق تیرا دلر با چیلن
 ہیں جس کے ایک تار سے ذابہ سوتلن
 او وہ جنوں ہے تیری بوئے پیرمین
 بیعانہ سرور تیرا سرمری بدن
 جس پر فدا ہے شیخ تو لٹو بہرین
 سب لٹے نبوت خطی ہوا ہرین
 جادو وہی ہے آج اے قادیان شکن

اطالوی رقاصہ کا افضل میں اعتراف

اس کے بعد مختلف اخباروں میں شور و غوغا ہوئے۔ خلیفہ صاحب قادیان کی خطبہ جمعہ کی تقریر شائع ہوئی جس میں اس اطلالوی لیڈی کے لئے جانے کا اثر کیا۔ مگر اس کی وجہ یہ بتائی کہ میں اس لیڈی کو اپنی بیویوں اور لڑکیوں کی انگریزی لہجہ کے لئے لایا تھا۔ افضل ۱۸ مارچ ۱۹۳۲ء

اس کا جواب اہل حدیث نے یوں لکھا

”پس مطلع صاف ہو گیا۔ مگر سوال یہ ہے کہ اطلالوی عورت خاص کر ہوٹل کی خادمہ انگریزی کیا پڑھائیگی۔ اطلالوی لوگ تو خود انگریزی صحیح نہیں بول سکتے انگریزی زبان میں دو حرف ڈی (D) اور ٹی (T) بالخصوص متضاد ہیں۔ دونوں حرف اطلالوی لوگ عربیوں کی طرح ادا نہیں کر سکتے۔ علاوہ اس کے ایسی معلمہ کا اثر معصومات لڑکیوں اور پردہ نشین بیویوں پر کیا ہوگا؟

(الحدیث امتر)

اطالوی حسینہ

سسل ہوٹل لاہور کی ایک اطلالوی منتظمہ جو ہوٹل میں مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان کے ایک روزہ قیام کے بعد اچانک غائب ہو گئی تھی۔ دو دن قادیان کی مقدس سرزمین میں دیکھی گئی۔

ہوٹل رسل کی رونقِ عربیاں

عشاق شہر کا ہے زمیندار سے سوال
اسکے جلو میں جان گئی ایمان کیا تھا ساتھ
خوف خدائے پاک دلوں سے نکل گیا
بن کر فروشِ حلقہٴ زندانِ لم یزل
رُما سے دُھل کے برق کے سانچے میں لگی تھی
یہ چلیں تاشی تو زمیندار نے کہا

ہوٹل رسل کی رونقِ عربیاں کہاں گئی
کیا کیا نہ تھا جو لپکے وہ جانِ جہاں گئی
آنکھوں سے شرمِ شکر کون و مکان گئی
لیکھ گئی وہ حلقہ کا سامانِ جہاں گئی
اب کس حرمِ لائز میں وہ جانِ جہاں گئی
آنا ہی جانتا ہوں کہ وہ قساویاں گئی

(زمیندار ۱۵ مارچ ۱۹۳۷ء)

اطالوی حبیبہ مس روفو!

تمہیں مٹشی فی النوم کی بھی خبر ہے!
زمانہ کے اے بے خبر فیلسوفو!
ملے گا تمہیں یہ سبقِ قساویاں سے
جہاں چل کے سوتے ہیں آئی مس روفو

حق پسند اصحاب کی توجہ کے لئے

اپنی طرف سے نہایت اختصار کے ساتھ کچھ حواجیات حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیش کر دیئے ہیں۔ تاکہ فیصلہ میں آسانی رہے اہل دانش اور طالبان حق کے لئے نہایت ضروری ہے کہ محض دل سے ان تمام واقعات کو جو خلیفہ کے چال چلن پر سالہا سال سے بیان کئے جا رہے ہیں اور وہ انہیں مثال رہے ہیں۔ آپ نے دلائل کی روشنی میں موازنہ کر کے خلیفہ صاحب کا اعتصاب کرنا ہے تاکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اصول جو بد چلن اور بدکار کے متعلق موجود ہے۔ اسکی بے حرمتی نہ ہو۔ اگر آپ نے اس اصول کو جرأت مندانہ اقدام سے اجاگر کر دیا۔ تو آنے والی نسلیں آپ کی اس جسارت کو جو اصول کے لئے برتی جائے گی قدر منزلت کی نگاہوں سے دیکھیں گی۔

علاوہ انہیں انسان غلطی کا پتلا ہے۔ معمول جانا کوئی بات نہیں ہوتی چونکہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے مصنفہ جو اہر پائے دیگر تنخواہ دار علماء اس امر کے لئے کوشاں رہتے ہیں کہ اس خلافت کو مضبوطی سے پکڑو۔ اور بعض حوالے ان پرچہ پان کئے جاتے ہیں۔ لیکن حضرت اقدس نے زانی، بدکار، عیاش کے متعلق ایک قطعی فیصلہ دیا ہے جو درج ذیل ہے۔
 ۱۔ مبالغہ صرف ایسے لوگوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین پر بنا رکھ کر کسی دوسرے کو مفتری اور زانی قرار دیتے ہیں۔
 ۲۔ مارچ ۱۹۰۲ء

۲۔ یہ تو اسی قسم کی بات ہے جیسے کوئی کسی کی نسبت یہ کہے کہ میں نے اسے بچشم خود زنا کرتے دیکھا یا بچشم خود مشراب پیتے دیکھا۔ اگر میں اس بے بنیاد افترا کیلئے برابر نہ کرتا تو اور کیا کرتا۔“ ذیل رسالت جلد ۲ صفحہ نمبر ۱۲

تو اس کی طرف آنے میں ہچکچاہٹ کیوں بہت آپ کا دعویٰ ہے کہ خلیفہ صاحب سے خدا خلوت اور خلوت میں باتیں کرتا ہے۔ اس عدالت میں حضرت اقدس کا حوالہ بھی یہی مطالبہ کرتا ہے پھر ڈرتے کیوں ہو۔ ہاں میں عرض کر رہا تھا۔ حضرت اقدس کا قطعی فیصلہ ہے یا آپ کی نگاہ میں حضرت اقدس کی کتابوں میں ایسا حوالہ موجود ہے۔ جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ بدکار عیاش بھی مصلح موعود ہو سکتا ہے تو خدا کی قسم اگر یہ حوالہ میرے میرے علم اور سمجھ میں آگیا تو میں سر تسلیم خم کروں گا۔ ورنہ بصورت دیگر آپ کا فرض ہوگا۔ کہ حضرت اقدس کے ان حوالوں کی موجودگی میں جو بدکار کے لئے آپ نے لکھا ہے۔ عمل کرنا ہوگا۔ اور جماعت کے ہر فرد کو احتساب کرنا پڑے گا۔

بدکردار مصلح موعود نہیں ہو سکتا

یہ بات اظہر من الشمس ہو چکی ہے کہ خلیفہ صاحب بدکار، عیاش، بدچلن انسان ہیں۔ بدکردار مصلح موعود نہیں ہو سکتا اور اپنی اس بدعاشی کو چھپانے کی خاطر مختلف بہانے اور حیل و حجت۔ قتل و غارت و یا ٹیکاٹ

اور صدر المحسن احمدیہ کا روپیہ مقدسے میں ضائع کیا جاتا ہے۔ پھر الفضل
 میں یوں کہا جاتا ہے کہ زنا کرنا جرم نہیں اسکی تشہیر جرم ہے۔ زنا تو آپ
 عین شریعت کے مطابق کرتے ہیں۔ اس لئے اس کا توجہ جرم نہیں۔ مگر مسابہ
 حضرت اقدس کے فرمان کے مطابق کیا جاتا ہے۔ وہ جرم ہے۔ خلیفہ
 صاحب نے حضرت اقدس کی تعلیم کو پس و پیش ڈال کر اپنا سکہ جمانے کی کوشش
 کی مقدس اصطلاحوں سے اپنے آپ کو نوازنا کبھی صحابہ کرام کے متعلق بدتہذیبی
 کا مظاہرہ کیا اور کبھی آنحضرت صلیع سے بھی آگے بڑھنے کا قدم اٹھایا۔
 انشاء اللہ ایسے شخص کا انجام اچھا نہیں ہوگا۔ اس کو اس دنیا میں جو سزا مل رہی
 ہے وہ ایک زندہ نشان ہے۔ چلنے پھرنے سے بھی غار کی ہے۔ دماغ کسی
 قدر ماؤف ہو چکا ہے فالج نے اس کو اپنا شکار بنا لیا ہے والفضل ہم راگست ۱۳۵۶
 ایسے شخص کو اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے قادیان کی مقدس سرزمین میں بھی
 جبکہ نصیب نہیں ہوئی۔ واصل اگر غور سے دیکھا جائے تو اس کی وجہ
 یہ ہے کہ گندمی مچھلی سب کو خراب کرتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے
 اس ناپاک وجود کو وہاں سے نکال کر مقدس بستی کو محفوظ کر لیا۔
 میں عرض کر رہا تھا کہ آب حاشیہ بہرہ دار اس کو سہارا دیے ہوئے
 ہیں۔ کبھی ٹیکہ کے زور اس کو ہوش میں لایا جاتا ہے۔ کبھی ٹیپ ریکارڈ
 سنا کر جماعت کو تسلی دی جاتی ہے۔ بار ہا طریق سے اس میں پیوند لگائے
 گئے۔ لیکن جب ایک عمارت بوسیدہ ہو جاتی ہے۔ اس کے پیوند کہاں
 تک سہارا دے سکتے ہیں۔ بالآخر اس بوسیدہ عمارت کو طیش نیش

کر کے از سر نو بنانی پڑتی ہے۔ یہی حال خلیفہ کا ہے۔ اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے قعر منزلت میں گر چکا ہے۔ اس وقت سہارا بے سود ہے۔ یہ غلط ملط سہارے دیکھنے والوں کے لئے اس شخص کی بدکرداری کا زندہ ثبوت ہے۔ یہ ناپاک وجود ختم ہو کر رہے گا۔ اور حضرت اقدس کا اصل بڑی آیتِ آب سے چمکے گا۔ خدا کے گھر میں دیر ضرور ہے اندھیر نہیں۔

میرے احمدی بزرگو! بھائیو! اور بہنوں! جمعتِ احمدیہ کا ہر فرد جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصولوں کو اپنانے کے لئے بے تاب ہے۔ ان سے استدعا ہے کہ خلیفہ صاحب اس وقت زندہ ہیں۔ ان کی موجودگی میں جس اسلامی شریعت کو آپ پسند فرمادیں فیصلہ کی راہ نکالیں۔ انسان کی سوچ بوجھ کے مطابق تین ہی صورتیں قابل عمل ہیں۔

عدالت کمیشن مباحثہ

اظہارِ واقعہ کو بدزبانی نہیں کہا جاسکتا

حضرت رقدس ازہام یں فرماتے ہیں۔

”دشنام دہی اور چیز ہے اور بیان واقعہ کا گودہ کیسا ہی تلخ اور سخت ہو۔ دوسری شے ہے۔ ہر ایک محقق اور حق گو کا یہ فرض ہوتا ہے۔ کہ سچی بات کو پورے پورے طور پر مخالف گم گشتہ کے کانوں تک پہنچا دے

پھر اگر وہ مسیح منکر فروختہ ہو۔ تو ہوا کرے دارالہ اوہام منڈ) خلیفہ صاحب کی بد اعمالیوں کے متعلق مختلف اقوال اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوارجات اور شاہداتیں درج ہیں میں انصاف پسند اور فہمیدہ اصحاب سے درخواست کرتا ہوں۔ یمنوں صورتیں پیش کر دیں ہیں جو صورت آپ کے لئے آسان ہو۔ اس پر عمل کریں۔ ورنہ بصورت دیگر اگر اس میں لیت و لعل کیا گیا۔ تو وہ اپنے متعلق شکوک میں اضافہ کرینگے۔ لیکن یاد رکھیں۔ خلیفہ صاحب اپنی بدکرداری اور کرتوتوں کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ وہ کبھی بھی مباہلہ کے لئے میدان میں نہیں نکلیں گے۔

وَلَا يَمُنُّونَ فَاِذَا بَدَأَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ وَاَدْلٰهُ عَلَيْهِمْ بِالْظُلُمِیْنَ ۝ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بھی مرزا محمود احمد صاحب پر کمیشن مقرر کیا گیا اور سنا ہے کہ جو م ثابت تھا۔ مگر بدنامی کے خوف سے اس کو درگند کیا گیا۔ اگر ہمارے بزرگان ملت اس وقت اس خوف کو بالائے طاقت رکھ کر اس کو گندے چلیقڑے کی طرح نکال دیتے تو آج اس بدناماوانع اور لعنت سے محفوظ رہتے۔

بس آپ اپنے فرضوں کو پہنچائیں۔ اس بدناما دھبہ کو مباہلہ کی صورت میں خدا کی عدالت میں لائیں۔ تاکہ تقدس اور پاکسبازی الم نشرح ہو کہ جماعت احمدیہ کے لئے خصوصاً ہدایت کا موجب ہو۔ طالب دعا۔ (خادم ملت مظہر ملتانی)

انتباہ!

حسب قدر شہادتیں اور حلفیہ بیان کتاب ہذا میں درج ہیں۔ ان کی اصل تحریرات موجود ہیں۔ اگر ضرورت پڑی تو اصل تحریرات کے عکس شائع کر دیے جادیں گے۔ تاہم اگر کوئی صاحب کسی دباؤ کے ماتحت یا جماعت احمدیہ ربوہ کے سربراہ یا بالخصوص مرزا بشیر احمد صاحب۔ ایم اے "قمر الانبیا" (انکے کیریئر کے متعلق بھی شہادتیں موجود ہیں۔ جو کسی وقت منظر عام پر لائی جاسکتی ہیں) اپنے حکیمانہ اور فلسفیانہ لاطائل انداز میں ان بیانات کی تردید کرنے کی کوشش کریں۔ تو اس موقع پر بھی انہیں قہار و جبار کی عدالت میں آنا ہوگا۔ اور مؤکد لعذاب حلف اٹھانا ہوگا۔ جو صاحب تردید کریں۔ ان کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ بالمقابل کم از کم دو صد اشخاص کے سامنے مسجد میں کھڑے ہو کر بروئے اشہاد مندرجہ ذیل مؤکد لعذاب حلف اٹھائیں

میں اس خدائے ذوالجلال حجی و قیوم اور قہار و جبار کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اور جس کی مہبونی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے۔ اور میں اپنے بیٹیوں، بیٹیوں، بیوی، بہنوں، ماں، باپ، لکھنے وقت بھی جو رشتہ دار زندہ یا موجود نہ ہوں۔ ان کا نام کاٹ دیا جائے۔ سر پر ہاتھ رکھ کر مؤکد لعذاب حلف اٹھانا ہوں کہ جناب مرزا محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ربوہ نے کبھی نہ نایا

لواطت نہیں کی۔ اور میری طرف جو یہ بات منسوب کی گئی ہے کہ میں نے اُن کے دامن کو ایسی بدکاری سے داغ دار قرار دیا ہے۔ بالکل غلط ہے۔ میں نے کبھی نہ انہیں بدکار اور نہ انی سمجھا اور نہ کہا۔ اور نہ ہی کوئی ایسی بات ان کی طرف منسوب کی۔ اور نہ ہی میں نے کوئی تحریر لکھ کر دی۔

اے میرے خدا میں تجھے حاضر و ناظر جان کر یہ کہتا ہوں۔ کہ میرا یہ بیان بالکل سچ اور واقعات کے مطابق ہے اور میں نے کسی ترغیب یا تنہیب یا کسی بھی قسم کے دباؤ کے ماتحت یہ بیان نہیں دیا۔ میں جانتا ہوں۔ کہ تیرے ہاتھ کے برابر کوئی ہاتھ نہیں۔ تیری قوت سے بڑھ کر کوئی قوت نہیں۔ تو ہی جسے چاہے عزت دیتا اور جسے چاہے ذلیل کرتا ہے۔

اے میرے خدا اگر اوپر کے سارے بیان میں جھوٹا ہوں اور فریب دینا، مکاری، چال بازی لفظوں کے ہمیر پیر فقرہ بازی اور خیانت سے کام لے رہا ہوں۔ تو تیرا قہر تلوار کی مانند مجھ پر پڑے۔ تیرا غضب مجھے بھسم کر دے۔ ذلت تباہی۔ غربت، بیماری عزیمتوں، رشتہ داروں۔ بیوی بچوں کی موت اور مصائب و آلام کی مار۔ مجھ پر مار اور اپنے ہیت ناک ہاتھ کے ساتھ مجھے تباہ و برباد کر کے رکھ دے۔ میرے در و دیوار پر آگ بر سے۔ میرے دشمنوں کو خوش

کر دے۔ میں ذلیل اور رُسوا ہو جاؤں۔ اور میری اور میرے
 باپ کی نسل منقطع ہو جائے۔ اور ابد الآباد کے لئے مجھ پر لعنتیں
 بہستی رہیں۔ اور تیرے عفو کی چادر مجھے کبھی نہ ڈال دینے

لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ ط

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کا

ایک عظیم الشان الہام

بلائے دمشق

از قلم جناب عبدالرشید صاحب برہم

اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی بلائے دمشق کس وضاحت اور عظمت کے ساتھ پوری ہوئی تو اس کے لئے کتاب بلائے دمشق کا مطالعہ کیجئے۔ اس کتاب کے پڑھنے سے آپ یقیناً محسوس کریں گے کہ آپ میں ایسی بصیرت پیدا ہو گئی ہے جس سے آپ کلام الہی کو سمجھ سکتے ہیں۔ اور آپ میں ایسا ملکہ پیدا ہو گیا ہے جس سے آپ حضرت مسیح موعود کے بہت سے دوسرے الہامات کا صحیح مفہوم بھی آپ بڑی سہولت اور عمدگی سے سمجھ سکیں گے۔ کتاب تقریباً دو صد صفحات پر مشتمل ہے۔ پتہ ذیل سے طلب فرمادیں۔ قیمت ع ۱۰ علاوہ اور محضوٹاک

دفتر برہم کو امرتسر ۱۳۶۴ء بلک پبلیشنگ کا لونی لاہور

خلیفہ قادیان مرزا محمود احمد کے ورخلافت میں

جھوٹ، بائیکاٹ، قتل و غارت، زنا کاری اور بد چالنی کا دور دورہ اور حضرت
اقادس کے دلائل کو ٹھکرایا جاتا ہے۔ چیتراہم واقعات
۱۹۲۶ء

۱۔ میاں زاہد اور مولوی عبدالکریم صاحب نے مریاہلہ کے نام سے اختیار
نکالا اور سرزا محمود احمد صاحب کو حضرت اقادس کی تعلیم کے مطابق چیلنج دیا
چونکہ آپ بدکار بد چلن ہیں ^{اعلیٰ} خلیفہ نہیں رہ سکتے۔ دعوت مریاہلہ کو منظور کریں اس
کے جواب میں ان کا مکان نذر آتش کیا گیا۔ اور انہیں قادیان تک سے نکال
دیا گیا۔ اور قاتلانہ حملہ بھی کر دیا گیا۔ مگر خوش قسمتی سے وہ بچ گئے۔ اس کی
جگہ دوسرا شخص مارا گیا۔ جب وہ پھانسی دیا گیا۔ تو اس کو پھولوں سے
لادا گیا۔ اور بہشتی مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ مرزا محمود احمد صاحب نے اس کا جنازہ
از خود پڑھا اور اسے قوی ہیرو کا درجہ دیا گیا۔

۱۹۳۷ء

۲۔ شیخ عبدالرحمن مصری مولانا مولوی فخر الدین ملتانی۔ حکیم عبدالعزیز صاحب
محمد صادق شہتم عبدالرب صاحب برہم جماعت سے غلیحہ ہو گئے ان کا مطبع
نظری تھا کہ آپ مقدس انسان نہیں۔ بدکار بد چلن ہیں حضرت مسیح موعودؑ
اسلام کی تعلیم کی روشنی میں مریاہلہ کا بیانیہ دیا۔ یا آزاد کشن کا مطالبہ

جماعت احمدیہ قادیان سے کیا۔ اس کے جواب میں بھی بدستور بائیکاٹ قتل و غارت کا بازار گرم رہا۔ اور مولانا مولوی فخر الدین ملتانی مالک احمدیہ کتاب گھر قادیان پر حملہ کر کے حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کی صریح خلاف ورزی کی گئی

۱۹۵۶ء

کچھ تحریک جدید کی وقف شدہ مخلص احمدی نوجوان ربوہ میں رہ کر مرزا محمود کی بدچلنی سے واقف راز ہو چکے تھے۔ خلیفہ ربوہ سے اپنی عدم وابستگی کا اعلان کیا کہ اب عدد درجہ کے بدچلین اور بدکار ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تعلیم کے مطابق بدچلین خلیفہ نہیں ہو سکتا اور کہا کہ یہ شخص بدکار اور زانی ہے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصول کے مطابق چیلنج دیا اور متفرق عنوان سے ٹریکٹ اور کتابیں شائع کی ہیں۔ ان تو نوجوانوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

ملک عزیز الرحمن صاحب سابق سپرنٹنڈنٹ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری پنجاب
قاریان اکاؤنٹنٹ ربوہ۔ راجہ شبیر احمد صاحب رازی۔ ڈیٹر صدر انجمن احمدیہ چوہدری
غلام رسول صاحب ایم اے۔ عبدالحکیم صاحب مولوی فاضل چوہدری صلاح الدین
صاحب ناصر بنگالی خواجہ عبدالمجید صاحب اکبر ٹمبر مجلس عاملہ لاہور ملک عطا الرحمن
صاحب راحت۔ محمد یوسف صاحب ناز۔ محمد حیات تاثیر۔ مولوی فاضل محمد صالح
نور مولوی فاضل چوہدری علی محمد صاحب ڈیٹر تحریک جدید۔ اللہ رکھا۔ محمد یونس ملتانی۔
ملک اللہ یار بلوچ مولوی عبدالمنان صاحب عمر ایم اے۔ مولوی عبدالوہاب صاحب عمر
عبدالواسع عمر تلیوں مہر خانان، عبداللطیف بیگم پوری قریشی عبدالحمید صاحب ربوہ

ذلت

پس ایک عقل مند انسان کے لئے یہ ذلت مقبوضی نہیں کہ اس کے خلاف تہذیب اور سچائی اور سفلہ پن کی عادات کے کاغذات عدالت میں پیش کئے جائیں اور پڑھے جائیں اور عام اجلاس میں سب پر بات کھلے اور ہزار ہا لوگوں میں شہرت پائے کہ ان لوگوں کی یہ تہذیب اور یہ شائستگی ہے۔

کیا؟ وہ شخص جس کے چال چلن کے خلاف عدالتوں میں ریکارڈ بنے وہ مصلح موعود ہو سکتا ہے!

کیا؟ قرآن پاک اور حضرت اقدس کی تعلیم کے خلاف فرانس کے تنگے ناچ دیکھنے والا مصلح موعود ہو سکتا ہے؟

کیا؟ اپنی بیویوں اور لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ایک بازاری رقاصہ کو لانے والا مصلح موعود ہو سکتا ہے۔

کیا؟ نامحرم عورتوں سے پہرہ دلوانے والا مصلح موعود ہو سکتا ہے۔
کیا؟ عدالت میں حلف اٹھا کر جھوٹ بولنے والا مصلح موعود ہو سکتا ہے
کیا؟ حضرت اقدس کے ممبر پر کھڑا ہو کر غلط بیانی کرنے والا مصلح موعود ہو سکتا ہے؟

کیا؟ حضرت اقدس کے دس شرائط بیعت کی خلاف ورزی کرنا والا مصلح موعود ہو سکتا ہے؟

کیا؟ جبکہ چال چلن کے خلاف احمدی لڑکے لڑکیاں اور عورتیں گواہی دیں وہ مصلح موعود ہو سکتا ہے۔

آپ مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان کے کردار سے ورتنا س ہونا چاہئیں تو اس کی بد
اگالیوں کو اُجاگر کرنے کے لئے بہت سی کتابیں جماعت احمدیہ کی توجہ کے لئے لکھی گئی
ہیں اختصار چند ایک کتب و ٹریکٹ درج ذیل ہیں۔ ان کا مطالعہ از حد ضروری ہے

۱۔ مرزا محمود ہوش میں آؤ۔ ۲۔ خلیفہ ربوہ کو دعوت مسالہ اشتہار۔ ۵۔

۳۔ کاذب الی میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ۱۵۔ کھلی چٹھی پیام میاں محمود احمد

۳۔ فتنہ محمودیہ کا پس منظر۔ ۲۔ ۱۶۔ خطاب اہل ربوہ۔ ۷۔

۴۔ ربوہ کا خلیفہ یا پاکستان کا ریپبلک۔ ۲۔ ۱۷۔ بلائے دمشق۔ ۷۔

۵۔ خطابات اہل ربوہ۔ ۷۔ ۱۸۔ خلیفہ ربوہ کی لیے اعتدالیاں۔ ۶۔

۶۔ ربوی راج کے محمودی منصوبے۔ ۱۰۔ ۱۹۔ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود کی

۷۔ تاریخ محو دیت کے چتر ایم مگر پوشیدہ وراق تحریر میں مرزا محمود کی تصویر

۸۔ حضرت مولانا نور الدین اور انکی اولاد۔ ۲۰۔ قادیانیت کا دم واپس

۹۔ جماعت احمدیہ ربوہ کے فہمیدہ اصحاب سے۔ ۲۱۔ بیان نبوت کے منافی ہے

۱۰۔ خلیفہ ربوہ کے مظالم۔ ۲۲۔ نشان مصلح موعود

۱۱۔ دردمندانہ اپیل۔ ۲۳۔ ذریت مبشرہ

۱۲۔ دور حاضر کا مذہبی آمر۔ ۲۴۔ مکتوبات برصغری

۱۳۔ خلیفہ ربوہ کے ناپاک منصوبے عم۔ ۲۵۔ تاریخ محو دیت کے چتر ایم مگر پوشیدہ وراق حصہ دوم

دفتر انصار احمدیہ پوسٹ بکس ۲۲۹ علاقہ ۹ لاہور
(تذیب طبع) ملنے کا پتہ

قَاعِدَةُ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ كُلَّ

اس مقبول خاص و عام قاعدہ میں ان نقائص کا ازالہ کر دیا ہے جو پرانے طریقہ تعلیم میں تھے اور قاعدہ بغدادی کی طرح یہ ایک ابتدائی نامکمل قاعدہ نہیں ہے بلکہ اس قاعدہ کے پڑھنے کے بعد بچے اور مبتدی کلام پاک کو نہایت سہولت سے پڑھ سکیں گے

ہدیہ ۱۲ / علاوہ مضمون ڈاکٹ

کلید القرآن حسی

قرآن کریم کا مکمل اشاریہ مع ترجمہ الفاظ و حواجیات مع خلاصہ صرف و نحو۔ یہ کلید ہر ایک مبلغ متاخر و متقدم و مضمون نویس بلکہ ہر ایک مسلمان کی جیب میں ہر وقت رہنی ضروری ہے کیونکہ ایک طرف یہاں کسی حریف کے مقابلے میں قرآن کریم کا حوالہ اور ترجمہ دیکھنے میں کامیاب ہتھیار کا کام دیتی ہے وہاں علوم فرقان کے سمجھنے اور سمجھانے میں زبردست معاون و مددگار ہے رکوع اور پارہ کے حواجیات بٹوں کی صورت میں لکھ دیے گئے ہیں رکوع صفحات ۵۰ - صفحات مجلد

ہدیہ ۱۲ / علاوہ مضمون ڈاکٹ

(دعا و مضمون ڈاکٹ)

(دینے کا پتہ)

دفتر بیت القرآن لاہور منبر

مقدس چارٹ

آج کل بالخصوص دیکھنے میں آیا ہے کہ ہمارے بچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے ناواقف ہوتے ہیں۔ اگر ان سے معمولی سوال بھی دریافت کیا جائے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی کیا تھا۔ تو خواہ لڑکا ہو یا لڑکی نام نہیں بتا سکتے۔ پس اس خیال کے ماتحت یہ مقدس چارٹ انتہائی محنت سے ابتدا سے لے کر آخر تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے واقعات سن سنا کر درج کر دیئے گئے ہیں تاکہ جس واقعہ کو دیکھنا چاہیں۔ نہ مطلوبہ سے فوراً معلوم کر سکیں۔ بچوں کے لئے نہایت ہی مفید ہے۔ نہ صرف اسلامی تعلیم سے بخوبی واقفیت ہو سکتے ہیں۔ بلکہ ہر وقت یاد کرنے سے اسلامی زندگی کا عملی نمونہ سیکھ سکتے ہیں۔

یہ مقدس چارٹ بڑے مائٹز کے کینڈر پر ہے اور مونٹ کیا گیا ہے یعنی وارنش کپڑا اوپریٹی اس چارٹ پر لگا ہوا ہے تاکہ مچھٹے سے محفوظ رہے لکھائی چھپائی بہترین ہے۔ اس کی قیمت علاوہ محصول ڈاک و روپے آٹھ آنے

(نوٹ)

اب آپ کا بھی قومی اور اخلاقی فرعن ہے کہ اس مقدس چارٹ کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کریں۔ اور خصوصیت سے سکولوں میں رائج کیا جائے۔
(خط و کتابت کا مختصر پتہ درج ہے)

دفتر بیت القرآن لاہور۔ نمبر ۱

خلیفہ صاحب کا ظاہر و باطن

خلیفہ صاحب کو اپنی عیاری کی وجہ سے اپنے نظام میں اقتدار حاصل ہے عوام الناس کو تقریروں میں بھی یہ کہا جاتا ہے۔ کہ ناظروں کا حکم میرا ہی حکم ہے ان کے حکم کی تعمیل میرے حکم کی تعمیل ہے۔ عوام الناس میں کوئی فرد ان کا حکم بجالائے تو اس کو ظاہری طور پر خلاف شریعت قرار دیتے ہیں۔ لیکن اندرون خانہ اس کی پوری پوری مادی کی جاتی ہے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ خلیفہ صاحب نے ۲۳ جولائی ۱۹۳۷ء کو ایک اشتعال انگیز خطبہ دیا۔ جو بعد میں یکم اگست کے اخبار الفضل میں شائع کیا گیا۔ اس خطبہ میں خلیفہ نے جماعت سے علیحدہ ہونے والے شخصوں پر حملے کئے۔ اور ایسے الفاظ تھے ان کی نسبت عدالت یہ کہتے ہیں مجبور ہو گئی (unlawfully) کہ منحوس اور فسوسناک تھے۔ اس کے جواب میں مولانا مولوی فخر الدین صاحب ملتانی مالک کتاب گھر قادیان نے بھی جو جواب لکھا۔ وہ ذیل میں درج ہے۔

”اسی لئے تو ہم بار بار جماعت سے آزاد کشن کا مطالبہ کرتے رہے ہیں تاکہ اس کے روبرو تمام امور اور شہادتوں اور مخفی و مخفی حقائق و وقایع پیش ہو کر اس قضیہ کا جلد فیصلہ ہو جائے کہ کس کا خاندان ”فحش کام کرتا ہے“ یا بالفاظ دیگر وہ ہے جو خلیفہ نے بیان کیا۔“

اس کے چند دن بعد ہی سات اگست ۱۹۳۷ء کو سر بازار حملہ کر دیا گیا اور ۱۳ اگست ۱۹۳۷ء کو گورداسپور ہسپتال میں اپنے حقیقی مولا سے جا ملے

انا لله وانا اليه راجعون۔ ان کا آخری
پیغام دوسری جگہ ملاحظہ فرمائیں۔ میں عرض کر رہا
تھا خلیفہ صاحب ظاہری طور پر کچھ سرانجام دیتے
اور اندر فی طور پر کچھ ملاحظہ فرمائیے۔

”بعض لوگ اس وہم میں مبتلا ہوتے ہیں کہ
بس خلیفہ کی بات ماننا ہی ضروری ہے اور کسی
کی ضروری نہیں خلیفہ کی طرف سے مقرر کردہ لوگوں
کا حکم بھی اسی طرح ماننا ضروری ہوتا ہے جس
طرح خلیفہ کا۔ کیونکہ خلیفہ تو براہ راست ہر ایک
شخص تک اپنی آواز نہیں پہنچا سکتا۔“
الفضل ۱۹۳۷ء

پھر فرماتے ہیں۔

”بیشک میرا عزیز احمد صاحب نے جو فعل کیا
وہ خلاف شریعت تھا۔ اور ہم اسے برا ہی قرار
دیتے ہیں۔“
الفضل ۱۹۳۷ء

جیسا کہ مذکورہ بالا عبارت سے ظاہر
ہے کہ آپ نے عزیز احمد کے قاتلانہ فعل کو خلاف
شریعت اور برا ہی قرار دیا۔ لیکن اندرون خانہ اسکی
امداد بھی جاری رکھی یا دوسرے اس نکستی چھٹی پر جس کے دستخط میں
یہ خطیفہ کا سالہ ہے۔ اس کا نام زین العابدین ہے۔ ملاحظہ فرمادیں چھٹی ناظر الوداع

۱۹۳۷ء

司馬

Handwritten signature: *Handwritten signature*

1. *Handwritten text, likely a signature or name, written vertically.*

عن ابن عمر کے خلاف جو مضمون شائع ہوا ہے

اسکی طور سے دلائے طور پر آئیے سیراد ہوگی۔ - زراعت و
کھدائی کے لئے لگائے گئے ہیں۔ کل غناسی جان
سب سے پہلے آئے ہیں۔ طور پر طبیارتی کسر و خوار کم دیں۔
مقتدرہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ————— نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
 لَا تَقْرَبُ الْمَوْتَ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بِلِ احْیَاءٍ وَلٰکِنْ لَا تَقْرَبُ الْمَوْتَ
 زَندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر۔ اللہ اللہ موت کو کس نے مہیا کر دیا

شہید احمدیت حضرت مولانا فخر الدین صاحب ملتان کا آخری پیغام
 جماعت احمدیہ کے نام

۱۳ اگست ۱۹۲۷ء کو حضرت مولانا فخر الدین صاحب ملتان نے اپنے چھوٹے
 چھوٹے بچوں اور خون کے آنسو رنے والی معذور بیوہ کو خدا کے سپرد کرتے
 ہوئے محفل احمدیت کی خاطر جام شہادت نوش فرمایا

لیکن رخصت ہوتے ہوئے انہوں نے ایک آخری پیغام جماعت احمدیہ کو دیا ہے
 قوم رہتی دنیا تک فراموش نہیں کر سکتی شہید کے خون سے ہی قوم کو ثبات
 ہے۔ آج پھر ان کے ایمان کو تقویت دینے والے اور روحانیت کو زندہ کرنے
 والے الفاظ کا اعادہ کرتے ہوئے ان کی یاد کو تازہ کیا جاتا ہے۔ تاکہ اہل ایمان
 کے دلوں میں یقین اور ایمان کی مشعل فروزاں رہے اور ابد الابد تک ایک
 حق پر قربان ہونے والے مرد مجاہد کا آخری پیغام ہمارے
 اور ہماری نسلوں کے کانوں میں گونجتا رہے۔ اور باوجود مٹھی بھر
 ہونے کے باطل کی کشتی سے مرغوب نہ ہوں اور دنیا
 کی ظاہری ٹیپ ٹاپ اور شوکت ان کی آنکھوں میں نہ چھے
 مرحوم نے دم توڑتے ہوئے فرمایا میں احمدی ہوں۔۔۔ یا اللہ احمدیت

حضرت مولانا مولوی فخر الدین صاحب شہید ملتانی

(مالک احمدیہ کتاب گھر قادیان)

روح کی پکار

ہر اک احمدی کا بس اب بچہ بچہ
شہیدوں کا خون رنگ لاتا رہے گا
فریاد چالوں سے باطل کہاں تک
میرے خون ناحق کا ایک ایک قطرہ
صداقت، طہارت، حقیقت یہ کتنی
میرے ننھے ننھے یتیموں کا نالہ
کوئی اپنی منطق کے پردوں میں کتنی
میرے مرقہ پاک کا ذرہ ذرہ
کہاں تک نہیں ڈھیل ملتی رہے گی
کہاں تک پرستار باطل کہاں تک
کوئی میری مرگ شہادت یہ کتنی
جو فرعون بھی سپر ہوتے رہینگے
کسی کی زبردستیوں کے مقابل
ہر اک احمدی کا بس اب بچہ بچہ

شب دروزہ گیت گاتا رہے گا
ظالم کے چھکے چھڑاتا رہے گا
صداقت کی گردن دیتا رہے گا
خدا کے غضب کو جگاتا رہے گا
کوئی تیرا اپنے چلاتا رہے گا
زمین آسمان کو ہلاتا رہے گا
حقیقت کا چہرہ چھپاتا رہے گا
میری داستان کو سناتا رہے گا
کہاں تک خدا آزماتا رہے گا
خدا تیری رستی بڑھاتا رہے گا
چرخ اپنے گھر میں جلاتا رہے گا
تو ایک دم موسیٰ بھی آتا رہے گا
خدا فخر الدین کو اٹھاتا رہے گا
شب دروزہ گیت گاتا رہے گا

مقتدر، ستیوں اور ان کی علیحدگی کے اسباب

مکرمی محترمی جناب مرزا محمد حسین صاحب بی کام اجاب مرزا

صاحب موصوف بہت ہی بلند پایہ ادیب ہیں۔ جن کی شہرت ادبی حلقہ میں نمایاں ہے۔ اور جماعت احمدیہ کا ہر فرد بشر ان کی شخصیت سے متعارف ہے۔ آپ کے متعدد مضامین ریویو آف ریلیجنس اور سن رٹر میں شائع ہو چکے ہیں۔ آپ کو پڑھانے میں بھی قدرتی صلاحیت حاصل ہے۔ اس لئے خلیفہ صاحب قادیان دربوہ، کے لڑکوں اور لڑکیوں اور بیویوں کے جلیل القدر استاد رہے۔ اسی زمانہ میں انہیں خلیفہ صاحب کو بہت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ اور انہیں اس کی ناپاک سیرت کا بخوبی علم ہو گیا۔ اور اپنے قطعی علم اور حق الیقین کی بنا پر آپ نے خلیفہ صاحب سے علیحدگی اختیار کر لی۔ اور قادیان کو خیر باد کہہ کر لاہور میں قیام پذیر ہو گئے۔ اور بدستور نہایت احسن طریق سے اپنی آنکھوں و بچی بات کا تذکرہ محض عوام کی بہبودی کے لئے جرات اور دلیری سے کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کو خدمت دین کے لئے مزید استقامت بخشنے۔

جناب چوہدری محمد عبداللہ صاحب - بی - اے - بی - ٹی
 سابق قائم مقام ہیڈ ماسٹر سنٹر ماڈل ہائی سکول لاہور جنرل پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ ربوہ
 جناب چوہدری صاحب موصوف نہایت دیانت دار اور مخلص احمدی ہیں۔
 انہوں نے اپنی تمام زندگی اجمیت کی تبلیغ میں بسر کی ہے۔ اور ہر قسم کے چہندہ
 میں بڑھ چڑھ کر نمایاں حصہ لیا۔ اور متواتر چندہ باقاعدگی کے ساتھ خود ادا کرتے
 اور لوگوں سے باقاعدگی کی سرٹوف کو شش کرتے اور ہمیشہ اپنے منقوضہ کاموں
 کو محنت اور خلوص اور دیانت سے سرانجام دیا ہے۔ اور ہزار ہا لوگ
 جنہیں آپ سے کسی رنگ میں بھی ملنے کا موقع ملا ہے۔ آپ کے صفات
 حسنہ سے متاثر ہوئے۔ جب چوہدری صاحب موصوف گورنمنٹ کے محکمہ
 تعلیم میں ایک لمبی ملازمت کے بعد عزت و افتخار کے ساتھ ریٹائرڈ ہوئے
 تو خلیفہ صاحب ربوہ نے خدمت سلسلہ کے لئے ربوہ بلوالیا۔ اس وقت چوہدری
 صاحب موصوف کو متعدد جگہوں سے کام کی پیش کش آچکی تھی لیکن آپ
 نے دین کو دنیا پر مقدم کیا۔ اور دنیا کو لات مار کر محض دین کی خاطر ربوہ
 تشریف لے گئے۔ وہاں انہیں ربوہ کی جماعت کا جنرل پریذیڈنٹ منتخب کیا
 گیا۔ نیز احمدیہ گزٹ کالج (جامع نصرت) میں پروفیسر متعین کیا گیا۔ یاد رہے
 کہ اس کالج کے ڈائریکٹر ایس خلیفہ ربوہ کی بیوی ام متین ہیں۔ اپنے فرائض
 سرانجام دہی کے سلسلہ میں انہیں خلیفہ صاحب کے خاندان اور بعض ان
 حالی موالی کے زندگی کے ایسے گھناؤنے اور ناگفتنی واقعات کا علم ہوا تو
 آخر انہیں سرزمین ربوہ کو تیرا دکھنا پڑا۔

حضرت مولانا مولوی عیدالمرنان صاحب امر خلیفہ حضرت حکیم الامتہ
 حاجی مولوی نور دین صاحب خلیفہ اولیٰ آپ جماعت احمدیہ کے مقتدر اور
 قابل قدر رہتی ہیں۔ آپ نے اپنی خدا داد قابلیت سے جماعت احمدیہ کی
 مختلف طریق سے خدمت کی۔ اور مختلف شعبہ جات میں کام کیا۔ آپ ۱۹۵۶ء
 میں ہارڈ ویرو نیو یارک کے بلاوسے پریسنگ کے لئے مدعو کئے گئے۔ جماعت
 احمدیہ کا ہر فرد و بزرگ آپ سے بخوبی روشناس ہے۔ آپ کی مقبولیت اور
 قابلیت کے پیش نظر مرزا محمود احمد صاحب کو خطرہ لاحق ہو گیا۔ کہ کہیں خلافت ہاتھ سے
 نہ نکل جائے۔ خلیفہ صاحب نے فوراً موقع پا کر بے سہرا یا الزام لگا ان کو الگ کر دیا
 تاکہ اپنے لڑکے کے واسطے راستہ صاف ہو جائے۔ مولانا صاحب موصوف
 کو ربوہ کے مکان سے بھی جبراً نکال دیا گیا۔ اور پوری طرح سوشل بائیکاٹ اور
 مقاطعہ کا شکار رہے بالآخر آپ کو ربوہ چھوڑنے پر مجبور کر دیا گیا۔ حضرت
 خلیفہ اولیٰ کا تمام خاندان ان سے الگ ہو کر لاہور میں قیام پذیر ہے۔ آپ مرزا
 محمود احمد کے برادر بھتیجی بھی ہیں اور مرزا محمود احمد کی آلودہ زندگی کو بہتر طریق سے
 جانتے اور بہتر طریق سے بیان کرتے ہیں۔ رنگین اور سنگین حالات سے بخوبی روشناس
 ہیں اور ربوہ کی بے اعتدالیوں پر بھی کافی سے زائد عبور حاصل ہے آپ
 ربوہ گورنمنٹ کی مکمل ٹکشنری ہیں۔ بعض اوقات نہایت دلیری سے یہ بھی اظہار
 کرتے ہیں کہ خلیفہ صاحب مرتد نہیں مرتد ع ہیں آپ کی پراسرار ڈپلومیسی کے قیامات
 آئندہ کسی وقت منظر عام پر لائے جائیں گے کہ انکے دل میں کیا ہے اور زبان پر کیا ہے!
جناب قریشی عبدالوحید صاحب ربوہ کے ایک بہت بڑے

رہیں اور نہایت ہی مخلص احمدی ہیں ربوہ گول بازار میں آپ کی ایک شاندار
بلڈنگ ہے جس میں انہ خود بھی رہائش پذیر ہیں۔ قصور میں آپ کا مجھڑہ کا کاروبار
ہے آپ جفاکش اور نڈر مجاہدوں میں سے ہیں جب آپ کے علم میں بعض حالات
خصوصی آئے تو جس جذبہ ایمانی کے ساتھ آپ نے احمدیت قبول کی تھی اسی
ایمانی قوت کے ساتھ کھلے من و اندرون خانہ کے راز افشا کئے تو ربوہ
گورنمنٹ نے آپ کی کڑی نگرانی کی اور مکمل سوشل بائیکاٹ اور مقاطعہ کا مظاہرہ
کیا۔ ہر لمحہ ان کو تختہ مشق بنا کر خوف زدہ کیا گیا آپ نے بارہا دفعہ خلیفہ
صاحب ربوہ کی صاحبزادی صاحبہ کی سستی گئی روایات بیان کیں اور خلیفہ ربوہ کے
بدکار ہونیکے واقعات سنا کئے اللہ تعالیٰ ان کو ہر بلا سے محفوظ رکھے۔

جناب مرزا محمد حیات صاحب: تاثیر مولوی غاضل واقف
زندگی کھاریاں کئے رہتے والے ہیں۔ دین کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو وقف
کر کے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا۔ لیکن آپ کو مرزا محمود احمد کی ذاتی
لائبریری کا انچارج مقرر کیا گیا۔ آپ نے لائبریری کے کام کو نہایت خوش سلیلی
سے کیا کہ کوئی کتاب بھی ہو۔ فوراً آن واحد میں نکل آوے۔ تاثیر صاحب
موصوف کو خلیفہ ربوہ کو قریب سے دیکھنے اور ملنے کے بارہا مواقع ملتے
آئے خلیفہ صاحب کے کردار کو دیکھ کر آپ حق الیقین تک پہنچ گئے۔ اور
نامیہ ربوہ لکھے۔



جناب مولوی علی محمد صاحب جمیری مولوی فاضل | مولوی علی محمد

صاحب الجمیری مولوی فاضل آپ سے جماعت کا ہر فرد متعارف ہے۔ آپ سالہا سال جماعت احمدیہ تادیان کے بہترین اور کامیاب مبلغ رہے اور ہندوستان اور پنجاب میں آپ نے کامیاب لیکچر دیئے۔ جس کی وجہ سے بارہا سیدھے آپ کے دلائل سے متاثر ہو کر احمدیت کے بہت ہی قریب آ گئیں۔ آپ نے ۱۹۵۶ء میں خلیفہ صاحب و یوہ کو ایک مفصل خط لکھا جو کسی وقت شائع کیا جاسکتا ہے۔ جس میں آپ نے کمشنر کا مطالبہ کیا۔

جناب حکیم عبدالوہاب صاحب عرف حضرت امامت مولانا نور الدین صاحب خلیفہ اول رضی اللہ عنہ | آپ کثایت ہی پایا کے خاندانی حکیم ہیں۔ آپ کو مرزا محمود کو بہت ہی قریب سے دیکھنے کے مواقع ملتے آئے۔ اس کی وجہ حکیم صاحب مرحوم مرزا محمود احمد کی ناپاک سیرت پر بے انداز روایتیں حقیقت پسندانہ طریق سے برکس و ناکس سے بیان کرتے ہیں۔

تعارف

حضرت مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری مولوی فاضل دینی سے ہندو گھرانے کے چشم و چراغ ہیں۔ ان کا پہلا نام لالہ شکر داس تھا آپ اپنے خاندان میں صرف اکیلے میں جنہوں نے سب کچھ حق کے لئے قربان کر کے اسلام کو قبول کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں بیعت کی۔ اور حضور کی صحبت میں بیٹھنے کا شرف حاصل کیا حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت خلیفہ اقل کی صحبت میں رہ کر قرآن مجید کے علوم حاصل کئے آج بھی وہی صحیفہ آپ کی شرح کی غذا ہے ۲۶ جولائی ۱۹۱۳ء حضرت خلیفہ اول کے زمانہ میں فریقہ تبلیغ سرانجام دینے کے لئے مصر کو روانہ ہوئے۔ آپ نے اس مقدس فریقہ کی سرانجام دہی کے علاوہ مصر میں عربی کی تعلیم حاصل کی جب آپ واپس تشریف فرما ہوئے۔ تو حضرت خلیفہ اول بقضائے الہی فوت ہو چکے تھے۔ آپ کو خلیفہ قادیان سرنا محمود احمد صاحب نے مدرسہ احمدیہ کا ہیڈ ماسٹر مقرر کیا۔ آپ نے اس ادارے کو نہایت دیانتدارانہ اور خوش اسلوبی سے چلایا۔ سینکڑوں مبلغ تیار ہوئے آپ کے حسن کارکردگی علم ادب تقویٰ طہارت کی شہرت جماعت میں پھیل گئی۔ آپ مختلف شعبہ جات کے ناظر بھی رہے مثلاً

آئین صد انجمن احمدیہ قادیان، جائزہ بیت المال قادیان و ناظر دعوت تبلیغ قادیان وغیرہ۔ ان شعبہ جات کے علاوہ سلسلہ کے متعدد کام آپ کے سپرد

تھے اور دن رات کی ان تھک کوشش کے ساتھ آپ انہیں سرانجام دیتے رہے
 جب خلیفہ صاحب قادیان کو کسی کے ساتھ عالمانہ گفتگو کا موقع پیش آتا۔ تو شیخ
 صاحب موصوف کو ہی پیش کرتے۔ چنانچہ جب خلیفہ صاحب ۱۹۳۴ء میں انگلستان
 گئے تو شیخ صاحب کو اسی غرض سے ہمراہ لے گئے۔ اور اسی طرح جب بھی خلیفہ
 صاحب قادیان سے باہر جاتے تو بسا اوقات شیخ عبدالرحمن صاحب مصری
 کو امیر جماعت قادیان مقرر کرتے۔ آپ ٹاؤن کمیٹی کے نو سال ممبر بھی رہے
 آپ کی بلند شخصیت کا اندازہ اسی امر سے ہو سکتا ہے۔ آپ مفسر قرآن بھی
 ہیں۔ رمضان المبارک کے ایام خلیفہ صاحب کے ارشاد پر مسجد اقصیٰ میں درس
 قرآن بھی دیا کرتے تھے

شیخ صاحب موصوف کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وجہ سے ان کی
 اولاد سے بھی والہانہ عقیدت تھی۔ اور

ے پیر من خس خس۔ یقین من پس پس

کے ماتحت خلیفہ صاحب پر اندھا دھند تقلید اور پورا پورا اعتماد تھا
 اچھاپتی اولاد کا ان سے ملنے کو باعث فخر تصور کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کے
 صاحبزادہ حافظ بشیر احمد صاحب نے خلیفہ صاحب کی اندرونی زندگی کا اصل
 نقشہ بتایا۔ تو صوفی غشی اور پرہیزگاری کی وجہ سے آپ نے اس کی بات کو تسلیم نہ
 کیا اور سخت ناراض ہوئے اور اپنے بیگناہ لڑکے کو گھر سے نکالنے کا قطعی فیصلہ کر لیا
 بالآخر متعدد دوسرے ذرائع سے شیخ صاحب موصوف کو خلیفہ صاحب کی

بدکرداری اور عیاشی کے متعلق خبر ملی۔ تو آپ نے متواتر تحقیقات کی تو صداقت سامنے آگئی
 اور حق الیقین تک پہنچ گئے۔ تو ان کو شہید صمدیہ ہوا۔ آپ نے اصلاح کی غرض
 سے تین درسدانہ خطوط تحریر کئے جو ہادیہ ناظرین میں آپ اس میں دیکھیں گے
 کہ کس سوز اور درد سے خط لکھے گئے ہیں۔ تاکہ جماعت کو کسی وجہ سے نقصان نہ
 پہنچے۔ الیہا معذرت ہو تا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں حقیقت کو
 آشکارا کرتے کے لئے اپنا آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے پیش نظر ایسے
 دلائل اور براہین عطا کر رہا ہے جس سے پوری پوری حقیقت سامنے آجاتی ہے
 ان کا وطیرہ اور عملی طرز عمل سے ثابت ہو رہا ہے کہ روح القدس بھی ان کی تائید
 میں رطب اللسان ہے۔ بہر کیف اس کیفیت کا اندازہ اس وقت ہی لگے گا جب کہ آپ
 اس خط کو پوری سنجیدگی اور غور و تحمل سے پڑھیں اور سنیں گے۔ میں عرض کر رہا تھا
 آپ نے تیسرے خط پر ۲۲ گھنٹے کا زبانی دے کر از خود اس طاغوتی نظام سے علیحدگی
 اختیار کر لی۔ تاکہ آزادانہ طور پر جماعت کو تالیف صاحب کی آلودہ زندگی کے متعلق
 بتا سکیں۔ ان خطوط کے بعد میں ظلم و ستم اور مراحل سے شیخ صاحب کو گزند پہنچا
 وہ ایک طویل داستان ہے جو کسی دوسرے وقت میں پیش کی جاوے گی۔ اس ظلم و ستم کا کسی قدر
 اندازہ چند تاریخی تحریرات پڑھنے کے بعد ہی لگایا جائے گا۔ طوالت کے خوف سے مختصر آقا
 نوٹ پیش کر دیا ہے تاکہ پڑھنے سمجھنے میں آسانی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے میری ولی و حامی ہے کہ
 صاحب موصوف کی نیک کام کرنے کی عمر عطا فرماوے تاکہ اپنے دلائل اور براہین سے اس بدکردار اور
 بد اعمال کی سرکوبی کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کو اجاگر کر سکیں۔
 خادمہ احمدیت۔ منظر ملتان

نقل خط نمبر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ تَعَمَّدُوهُ وَنُصَلِّيْ عَلَى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

الْفِتْنَةُ نَائِمَةٌ لَعَنَ اللَّهُ مِنَ الْعِيْظِهَا

سیدنا۔ السلامہ علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں ذیل کے چند الفاظ محض آپ کی غیر خواہی اور سلسلہ کی غیر خواہی کو مد نظر رکھتے ہوئے لکھ رہا ہوں۔ مدت سے میں چاہتا تھا کہ آپ سے دو ٹوک بات کروں مگر جن باتوں کا درمیان میں ذکر آنا لازمی تھا۔ وہ جیسا کہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں ایسی تھیں کہ ان کے ذکر سے آپ کو سخت شرمندگی لاحق ہونی لازمی تھی اور جن کے نتیجہ میں آپ میرے سامنے منہ دکھانے کے قابل نہیں رہ سکتے تھے اور ادھر چونکہ سلسلہ کے کاموں کی وجہ سے اکثر ہمیں آپس میں ملنے کی ضرورت پیش آتی تھی میری فطرتی شرافت اس بات کو گوارا نہیں کر سکتی تھی کہ آپ ہمیشہ کیلئے میرے سامنے شرمندگی کی حالت میں آئیں۔ اس لئے میں اس وقت تک آپ کے ساتھ فیصلہ کن بات کرنے سے رُک رہا ہوں۔ لیکن اب حالات نے مجھ کو دیا ہے کہ میں آپ کے سامنے آپ کی اصل (SITUATION) رکھ دوں اور آپ کو بتاؤں کہ جس طرف آپ جا رہے ہیں وہ راہ آپ کے لئے اور سلسلہ کے لئے کیسی پُر از خطرات ہے یہ سچ ہے کہ سلسلہ خدا کا ہے اور خدا خود اس کی حفاظت کریگا اور خدا تعالیٰ کے فرشتے لوگوں کے دلوں کو خود اس طرف بھیج کر لائیں گے۔ لیکن آپ اپنی غلط پالیسی کے نتیجہ میں ہر طرح سے لوگوں کو اس سے دور پہچاننے کی کوشش کر رہے ہیں

اور اس سے اپنے لئے تباہی کے سامان پیدا کر رہے ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ میں نے تو
مظلوم جو کر بھی (جس کو شریعت نے بھی ظالم کے ظلم کے علی الاعلان اظہار کی اجازت دی
ہے) اس بات میں شرم محسوس کرتا رہا کہ آپ کے سامنے بالمشافہ یا تحریر کے ذریعہ
آپ کی ان خاص راز کی باتوں کا ذکر لاؤں لیکن آپ جو ظالم تھے اور ایسے افعال
شنیعہ کے مرتکب تھے جن کے سننے سے بھی ایک مومن چھوڑ معمولی شریف
آدمی کی بھی روح کا پیہتی ہے اس آدمی کو جس کا قصور اور بوم صرف اسی قدر
تھکا کہ بدقسمتی سے اس کو آپ کے افعال شنیع کا علم ہو گیا۔ اور آپ کو یہ علم ہو گیا کہ
اسے علم ہو گیا ہے۔ دکھ دینے اور قسم قسم کے مصائب کا اسے نشانہ بنانے اور اس کو
جماعت کی نظر میں گرانے کے لئے طرح طرح کے بہتان اس پر باندھنے اور ان
بہتانوں کو ہاتھ میں لے کر اس کے خلاف جماعت میں جھوٹا پراپیگنڈا کرنے کی لگاتار
ان تھک کوشش کرنے میں ذرا شرم محسوس نہیں کیا اور یہ سب کچھ اس لئے کیا گیا کہ

آپ کا *Conscience* (ضمیمہ)
ہر وقت آپ کو اس بے شر اور بے ضرر انسان کے متعلق اندر سے یہی آواز دیتا رہا کہ اگر
اس شخص نے میری ان کارروائیوں کا جو میں نے اندر خانہ کر رہا ہوں جماعت کو علم
دیا۔ تو میرا سارا کاروبار بگڑ جائے گا۔ اور میں آسمان شہرت سے گر کر قبر مذلت
میں جا پڑوں گا کیونکہ آپ اچھی طرح سے جانتے تھے کہ اس شخص کو جماعت میں عزت
حاصل ہے مستریوں کے متعلق تو اس قسم کے عذر گھڑائے گئے تھے کہ ان کے خلاف مقدمہ
کیا جاتا ان کی لڑکی پر صوت لانے کا مشورہ دیا جاتا۔ مگر یہاں اس قسم کا کوئی بھی عذر
نہیں مل سکتا۔ اس کے اخلاص میں کوئی دھبہ نہیں لگایا جاسکتا اس کی بات کو چھٹا

ستروں کی طرح رد نہیں کریگی بلکہ اس پر اسے کان دھرنا پڑیگا۔ اور وہ ضرور دھبے لگی
 اس لئے آپ نے اسی میں اپنی غیر کجی لکھ آہستہ آہستہ اندر ہی اندر اس شخص کو چھوٹے
 پراپیگنڈا کے ذریعہ جماعت کی نظر سے گرا دیا جائے۔ اور اس کو اس مقام پر سے آیا
 جائے کہ اگر یہ میرے اس گندے راز کو فاش کرے تو جماعت توجہ نہ کرے
 اور اس کی بات کو بھی اس طرف منسوب کرتے ٹک پڑے کہ اس شخص کو بھی کچھ ذاتی
 اغراض اور خواہشات تھیں جن کو چونکہ پورا نہیں کیا گیا۔ اس لئے یہ بھی ایسا کہنے
 ٹک پڑے ہیں اور ادھر سے آپ ضرور چھانا ضرور رخ کر دیں کہ دیکھائیں نہیں کہتا
 تھا کہ یہ اندر سے ستروں یا پیٹیا میوں یا اوریوں سے طے ہوئے ہیں اور ایسے لوگوں
 کا منہ بند کرنے کے لئے جن کو آپ کے ان گندے رازوں کا علم ہو جاتا ہے آپ کے
 پاس زیادہ تر یہی ایک حربہ ہے۔ یہ آپ مت خیال کریں کہ جو کچھ آپ میرے خلاف کر رہے
 ہیں اس کا مجھے علم نہیں ہوتا۔ مجھے آپ کی ہر کارروائی کا علم ہوتا رہا ہے اگر میں بھی
 آپ کے اس اشتعال انگیز طریق سے متاثر ہو کہ جلد بازی سے کام لیتا اور ابتدا میں
 ہی اپنا مبنی بر حقیقت بیان شائع کر دیتا۔ اور جو مقدمہ اس کا بناؤ ٹی پر وہ
 اپنے اوپنڈا لا ہوا ہے اس کو اٹھا کر آپ کی اصل شکل دنیا کے سامنے ظاہر کر دیتا
 تو آج نہ معلوم آپ کا کیا عشر ہوتا۔ یعنی شخص اللہ تعالیٰ کے لئے صبر سے کام لیا آپ کے
 ظلم پر ظلم دیکھے اور اُف تک نہیں کی۔ میں نے سمجھا تھا کہ میری خاموشی سے آخر آپ
 سبقت حاصل کریں گے اور سمجھ میں آئے کہ یہ شخص اس راز کو فاش کرنے کا ارادہ نہیں
 رکھتا۔ اور کچھ عرصہ تک میرے رویہ کو دیکھ کر خود بخود اپنی غلطی محسوس کر کے نا دم
 ہو کر اپنی ان ناجائز اور ظالمانہ کارروائیوں اور جھوٹے پراپیگنڈا سے باز آ جائیں گے

لیکن آپ کا (Conscience) (مجرم ضمیر)
 آپ کو کب آرام سے بیٹھنے دے سکتا تھا۔ اور آپ کا اضطراب اور گھبراہٹ سے
 پھر بڑا دلی اس وقت تک آپ کو چین کی فیندے دے سکتا تھا جب تک
 آپ اس شخص کو اپنی راہ سے دور نہ کر لیں جس سے آپ کو ذرا سا بھی خطرہ خواہ
 وہ بھی ہی کیوں نہ ہو محسوس ہو رہا ہو۔ آپ غالباً اس وقت تک اس غلط فہمی کا شکار
 ہو رہے ہیں کہ یہ اس وقت تک جو خاموش رہا ہے اپنی ملازمت کے چلے جانے
 ڈر رہا ہے۔ اس غلط فہمی کو جتنی جلد ہی بھی ہو سکے اپنے دل سے نکال دیں
 اور آپ کو دلیری بھی زیادہ تر اسی وجہ سے ہے کہ آپ سمجھتے ہیں کہ لوگوں کی زندگی
 میرے قبضہ میں ہے مگر میں خود کے فضل سے مشرک نہیں ہوں کہ ایک یکنہ کے
 لئے بھی اس بات کا خیالی کرنا تو کچھ اس کو دہم میں بھی لاسکوں ہیں یہ آپ کو
 یاد رہے کہ میں جو اس وقت تک باوجود آپ کی غلط کاریوں کا علم ہو جائے
 اور اپنے خلاف غلط کاریوں کو دیکھنے کے خاموش چلا آ رہا ہوں، اس کی وجہ
 کسی قسم کے مالی جانی نقصان کا ڈر نہ تھا کیونکہ علماء و ربانی حق گوئی کے مقابلہ
 میں کسی نقصان سے خواہ وہ کتنا بڑا ہی کیوں نہ ہو نہیں ڈرا کرتے۔ لیکن وہ
 جہاں لایمخافون لومہ لا ٹم کا مصداق ہوتے ہیں وہاں وہ حق گوئی کا محل
 اور موقع بھی دیکھتے ہیں۔ اور اس کے اظہار اور عدم اظہار میں موازنہ بھی کرتے ہیں
 اپنے ذاتی نفع نقصان کو مد نظر رکھ کر جس بلکہ وہ یہ دیکھتے ہیں کہ اسلام اور سلسلہ
 حق کے حق میں ضیاء اکبر من لفعہ یا نفعہ اکبر من ضیاء ہے اس
 میں اگر خاموش تھا اور ہوں تو محض اس لئے کہ میں اس کے اظہار کو سلسلہ کے

مُضر یقین کرتا تھا۔ نہ صرف کرتا تھا بلکہ اب بھی کرتا ہوں۔ دوسری بات جو اس
گندہ کے اظہار کیلئے میرے لئے مانع تھی۔ اور ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ
الصلوٰۃ والسلام غداہ روحی و جسمی کے لئے انتہا احسانات تھے جن کے نیچے
سے ہماری گردنیں کبھی نکل ہی نہیں سکتیں۔ پس ان احسانات کو دیکھتے ہوئے
طبیعت اس بات کو قطعاً گوارا نہیں کر سکتی کہ حضور علیہ السلام کی اولاد کا مقابلہ کیا جائے
یا انہیں بدنام کیا جائے۔ تیسری بات جو میرے لئے مانع تھی وہ آپ سے دیرینہ
تعلقات اور ایک حد تک آپ کے احسانات تھے جو جو ظلم آپ نے مجھ پر میری اولاد
کو اپنے گندہ نمونہ کے ذریعہ سے اور مسلسل حق سے منحرف کرنے اور ان کو دہتر
بنانے کی کوشش میں کیا۔ وہ اتنا بڑا ہے کہ وہ احسانات اس کے مقابلہ میں بالکل بیچ
ہیں۔ اور قطعاً قابل ذکر نہیں ہے۔ تعجب ہے مجھے تو ان دیرینہ تعلقات کا اس قدر
پاس ہو کہ آپ کے گندے افعال کا ذکر آپ کے سامنے کرنے سے بھی شرم محسوس کروں
اور محض اس خیال سے کہ میرے سامنے آنے سے آپ کو شرم محسوس ہوگی۔ آپ کے
سامنے تہنہ سے حتی الوسع اجتناب کرتا رہا ہوں۔ لیکن ان تعلقات کا آپ کو اتنا
بھی پاس نہ ہوا جتنا کہ ایک معمولی قماش کے بدچلن انسان کو ہوتا ہے میں نے
سنا ہوا ہے بدچلن سے بدچلن آدمی بھی اپنے دوستوں کی اولاد پر ہاتھ ڈالنے
سے احتراز کرتے ہیں۔ لیکن محسوس آپ نے اتنا بھی نہ کیا۔ اور اپنے ان مخلص دوستوں
کی اولاد پر ہی ہاتھ صاف کرنا چاہا۔ جو آپ کے لئے اور آپ کے خاندان کے لئے
جہاں تک قربان کر دینا بھی معمولی قربانی سمجھتے تھے۔ میرے اظہار کا تو یہ عالم تھا
کہ جس وقت فضل و احوال انجمنی علم پڑا اور پھر بشیر احمد نے اس کی تفصیلی تصدیق کی

تو میرا یہی فیصلہ تھا کہ بشیر احمد کو گھر سے نکال دوں اور ہمیشہ کے لئے اس سے
 تعلقات منقطع کر دوں مگر میں نے اس سے نرمی اس لئے کی کہ اس کے ذریعہ سے اب
 میں اس سازش کا پتہ رکھانے میں کامیاب ہو جاؤں گا جس کے متعلق میں پہلے یقین
 کئے بیٹھا تھا کہ آپ کے چال چلن کو بدنام کرنے کیلئے اپنا کام کر رہی ہے مجھے اس
 وقت یہ خیال غالب تھا کہ بشیر احمد بد قسمتی سے ان لوگوں کے ہاتھ پڑ گیا ہے جو
 اس سازش کے بانی مبنی ہیں۔ کیونکہ مجھے اچھی طرح سے علم تھا کہ اس کو آپ کے
 اور آپ کے خاندان کے ساتھ بڑا اخلاص تھا۔ اور اس اخلاص کی موجودگی میں
 وہ کبھی بھی مجھوٹے الزام آپ پر نہیں لگا سکتا تھا۔ پس ایسی حالت میں میرے
 نزدیک دو ہی صورتیں ہو سکتی تھیں یا یہ الزامات سچے ہیں یا یہ کہ بشیر احمد بعض ایسے
 آدمیوں کے ہاتھ پڑ گیا ہے۔ اور انہوں نے اس کو قتل وغیرہ کی دھمکیاں دے کر اس
 سے یہ کہنوا یا ہے۔ مجھے یقین تھا کہ میں بشیر احمد سے اس سازش کا پتہ رکھانے کا کام
 ہو جاؤں گا۔ چنانچہ اس بنا پر اول میں نے بشیر احمد کے ساتھ مختلف رنگوں میں انتہائی
 کوشش کی کہ وہ ان باتوں کے غلط ہونے کا اقرار کرے مگر قطعاً کامیابی نہ ہوئی اور
 کامیابی ہوتی کس طرح اور کسی سازش کا پتہ لگتا کس طرح جبکہ کسی سازش کا نام و
 نشان ہی نہ تھا۔ بلکہ برخلاف اس کے اس نے بعض ایسے دلائل پیش کئے جو ایک
 حد تک قائل کو ادیتے دے تھے۔ ان میں قطعاً بناوٹ نہ معلوم ہوتی تھی۔ دوسری
 طرف میں حیران تھا کہ وہ سب باتیں ان باتوں سے پوری پوری مرطابقت
 رکھتی ہیں جو سیکرٹہ اور زراہد کہہ چکے تھے۔ پس جب میں ادھر سے اپنے مقصد
 میں ناکام رہا۔ تو میں نے اپنی تحقیق کا رخ دوسری طرف پھیرا۔ اور میں نے لوگوں میں

زیادہ طے نہ جلتا نہ دیکھا اور اس وقت تک میری یہی نیت تھی کہ میں سازش کا سراغ
 لگاؤں۔ اس گہری اور لمبی تحقیق نے سازش کا سراغ تو کیا بتانا تھا اٹا چاروں
 طرف سے واقعات اور حقائق کا طومار میرے سامنے لاکھڑا کیا جو بشیر احمد کے
 بیان کے لفظ لفظ کی تصدیق کرنے والے تھے۔ پس اس وقت میں نے بشیر احمد کو
 معذور سمجھ کر اس کو سزا دی کہ اس کا خیال چھوڑا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس بیگناہ
 بچے کو اتنے بڑے ظلم سے جو میں اس پر آپ کے ساتھ اپنے فرط محبت اور سرور
 اخلاص کی وجہ سے کرنے لگا تھا یعنی ساری عمر کیلئے اس کو تباہ و برباد کرنے کا جو
 تہیہ کر لیا تھا۔ اس سے بچانے کیلئے یہ سامان پیدا کر دیئے کہ کئی جگہوں سے اس کے
 بیان کی تصدیق ہوتی چلی گئی۔ اور ایسی ایسی جگہوں سے ہوئی جن کے متعلق وہم بھی نہیں
 کیا جاسکتا کہ وہ کوئی شرارت کریں یا کسی شریہ کی سازش کا شکار ہوں یا خود سازش
 کے بانی ہوں۔ ایسے لوگوں کے نام ابھی میں نہیں بتا سکتا نہ کوئی ایسا اشارہ کر سکتا
 ہوں جو ان کا پتہ بتا دیوے کیونکہ آپ تو اچھی طرح سے واقف ہیں کہ اشارہ آپ کو
 فوراً اصل اشارہ کا پتہ دے دیگا۔ اور میں کسی مصلحت سے اپنی تحریر کو دلائل سے
 خالی رکھنا چاہتا ہوں۔ غرضیکہ میرے پاس ان باتوں کے اثبات کے لئے دلائل کا
 ایک ذخیرہ جمع ہو گیا ہے جو اگر ضرورت پڑی تو پیسہ پاک میں ظاہر کیا جائیگا
 خدا کرے کہ ان کے پیش کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے۔ تب مجھے یقین ہو گیا کہ بشیر
 احمد سچا ہے اور یہ سب افعال جو اس نے بیان کئے ہیں آپ سے سرزد ہوتے تھے
 ہیں۔ مگر باوجود ان تمام باتوں کا علم ہو جانے کے جو میرے اور میری بیوی کے لئے سخت
 دکھ کا موجب تھیں۔ اور جنہوں نے ہم دونوں کی صحت پر اتنا گہرا اثر کیا کہ آج تک بھی ہم

اپنی صحت (R) نہیں کر سکے کافی غرصہ تک ہم دونوں مکروہ میں
 اکیسے دروازہ بند کر کے روتے رہتے تھے۔ بچے بھی ہماری حالت دیکھ کر سونت
 پریشان تھے۔ مگر ان کو کوئی علم نہیں کہ کیا معاملہ ہے۔ وہ ہماری آنکھوں میں سرخ بکھٹے
 اور سہم جاتے۔ مگر ادب کی وجہ سے وجہ دریافت نہ کرتے۔ باوجود اس قدر شدید ہمد
 کے پھر بھی میں نے اس قدر شرافت سے کام لیا۔ اور اپنے فغص پر اس قدر
 قابو رکھا کہ کسی کے سامنے ان باتوں کا اظہار نہیں کیا۔ یہاں تک کہ جن لوگوں سے
 مجھے مختلف واقعات کا علم ہوتا رہا۔ ان سے بھی صرف واقعات سنتا رہا اور یہاں
 تک احتیاط سے کام لیا کہ کسی ایک کو بھی کسی دوسرے کے بتائے ہوئے واقعات
 کا علم نہ ہوئے دیا اس کا علم صرف اس کے بتائے ہوئے واقعات تک ہی محدود
 رہنے دیا۔ اور ادھر بشیر احمد کو یہ سمجھایا کہ ان المحسنات یذہبن السیئات
 کے ماتحت ممکن ہے اللہ تعالیٰ معاف کر دے اور اسے تاکید کی کہ کسی کے سامنے
 اب ان باتوں کو دہرانا نہیں حتیٰ کہ اگر کوئی پوچھے بھی تو معاف انداز کا کر دیتا کیونکہ یہ ہمارا
 فرض ہے کہ مسیح موعود کی اولاد کی پروردہ پوشی کریں۔ بشیر احمد نے جب دیکھا کہ آپ
 میرے خلاف پراسیگنڈا کر کے مجھے جماعت میں گرانے کی کوشش کر رہے ہیں اور
 ادھر اس کو بھی گرانے کے درپے ہیں۔ تو اس نے کئی دفعہ مجھ پر زور دیا کہ میں
 اعلان کر دوں۔ لیکن میں نے اس کو ہمیشہ صبر ہی کی تلقین کی۔ آخر تنگ آکر اس
 نے خود اعلان کا فیصلہ کر لیا۔ اور ایک اعلان لکھ کر میری طرف بھیج دیا۔ چنانچہ اسے
 بخندہ اس خط کے ساتھ اہ سال کر رہا ہوں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے
 اجازت کے بغیر مشائخ نہیں کر دیا۔ ورنہ سبق الصیت القول والی مثل صادق اجمالی

اور پھر ٹھٹھا ہوا تیر واپس لانا مشکل ہو جاتا۔ لیکن میں اسے ہمیشہ روکتا رہا اور
 اس اعلان کو بھی روک لیا۔ اور ہمیشہ اسے یہی تلقین کی کہ خواہ وہ کتنی ہی ہم کو بدنام
 کر لیں اور کتنی ہی کوشش میں جماعت کی نظر میں گہرائی کی کر لیں ہم نے ابتدا نہیں
 کرنی۔ اور ہماری طرف سے یہی کوشش رہے گی کہ ہم صبر سے برداشت کرتے چلے جائیں
 حتیٰ کہ وقت آجائے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو اپنی طور پر اپنا بیان شائع کرنے پر
 مجبور سمجھے جائیں۔ تو جب کسی سے مقابلہ آپڑے تو مقابلہ میں کامیابی حاصل کرنے کے
 لئے جو نقطہ نگاہ ہوتا ہے اس کے لحاظ سے ہمارا Defence بہت
 بعد از وقت ہو گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اسی میں ہے چنانچہ اس وقت تک
 میں اس پر کار بند رہا ہوں۔ اور اب جو میں یہ تحریر لکھ رہا ہوں وہ بھی اسی لئے لکھا گیا ہے
 پر آخری دفعہ محنت پوری کر دوں۔ اور آپ کو متنبہ کر دوں کہ کہیں آپ مجھے اپنا
 Defence پیش کرنے پر مجبور نہ کر دیں۔ چنانچہ اگر آپ نے اس قسم کا
 قدم اٹھانے کی غلطی کی تو میں مجبور ہوں گا کہ اصل واقعات کو روشنی میں لاؤں اور جو
 خفاء و کاپر وہ سب تک ان واقعات پر پڑا چلا آتا ہے اسے اٹھا دوں کیونکہ یہ میں
 قطعاً برداشت نہیں کر سکتا۔ کہ خدا تعالیٰ کی مقدس جماعت میں میں واقعی طور پر
 بدنامی کے ساتھ یاد کیا جاؤں۔ پس اگر میں آپ کے افعال مذکورہ کے اظہار پر مجبور ہوں
 تو پھر اس کی ساری ذمہ داری آپ پر ہو گی۔ اور سمجھ لیں کہ الفتنۃ فائتۃ بعن اللہ
 من القیظ لہا کاکون ممدان بنے گا۔ میں نے آپ کے ظلم پر ظلم دیکھے اور میرے
 کام لیا لیکن آپ باز آنے میں ہی نہیں آتے۔ اور اپنے مظالم میں حد سے بڑھے
 چلے جاتے ہیں۔ پس اب میرے صبر کا پیمانہ بھی پوری ہو چکا ہے اس لئے

انجام کو آپ بھی طرح سے سوچ لیں کتاب اس تحریر کے بعد کھٹے تو ہیں
 بھی جس طرح خاموشی سے وقت گزار رہا ہوں گزارنا چلا جاؤں گا۔ کیونکہ ہر حق کا
 اظہار ضروری نہیں ہوتا نہیں جانتا ہوں کہ اس حق کے اظہار کی وجہ سے چند
 عورتوں وغیرہ کی عصمتیں تو محفوظ ہو جائیں گی اور چند فوجواں دہریہ فتنے
 سے بچ جائیں گے۔ لیکن ہزاروں روہیں جو اس کے عدم علم کی وجہ سے ہدایت
 کے قریب آ رہی ہیں۔ اور بہت سی امن میں سے بھی جو پا چکی ہیں ہدایت سے ہمیشہ کے
 لئے محروم ہو جائیں گی اور یہ اتنا بڑا نقصان ہے جس کے خیال سے بھی میری روح
 کانپتی ہے۔ اور یہ اتنا بھاری بوجھ ہے جس کے اٹھانے کے لئے میری ہیکھ بہت
 کمزور ہے پس ناگزیر وقوع میں آ گیا تو اس کی ذمہ داری آپ پر آئے گی۔ میں تو آپ یاد
 رکھیں اب تنگ آ چکا ہوں۔ اور اگر آپ نے مجھ کو ہی کیا تو میں نے اب مقابلہ کے لئے
 معصم ارادہ کر لیا ہے۔ اور جب تک میری جان میں جان ہے انشاء اللہ آپ کا مقابلہ
 کروں گا۔ اور آپ کے تمام دجل اور فریب کو انشاء اللہ آتش کا کر کے چھوڑوں گا
 وما توفیقی الا باللہ۔ مجھے اس بات کی پروا نہیں کہ اس مقابلہ میں میری جان جائے
 یا مجھے مالی نقصان ہو۔ میں خاموش ہوں تو خدا تعالیٰ کے لئے اور اگر اٹھوں گا تو محض
 خدا تعالیٰ کے لئے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک طرف تو آپ نے اپنی عیاشی کو
 انتہا تک پہنچایا ہوا ہے جس لڑکی کو چاہا اپنی عجیب و غریب عیاری سے بلایا اور
 اس کی عصمت وہی کر دی وہ پھر ایک طرف سے اس کی طبیعت شرم حیا سے ناجائز
 فائدہ اٹھا لیا۔ اور دوسری طرف سے وہ ہنسی دے دے وی کہ اگر تو نے کسی کو بتایا تو تیری
 بات کو کون مانے گا۔ تجھے ہی رنگ پاگل اور منافق کہیں گے۔ میرے متعلق تو کوئی یقین

نہیں کرے گا اور اگر کسی نے جرأت سے اظہار کر دیا۔ تو مختلف بہانوں سے ان کے خلاف
 یاد الدین کو ٹال دیا۔ مگر آپ یہ یاد رکھیں کہ آپ کا یہ ظلم صرف اس لئے ان پر چل جاتا
 ہے۔ کہ وہ اپنے معاملہ کو انفرادی معاملہ سمجھتے ہیں لیکن جس وقت ان کے سامنے
 تمام واقعات مجموعی حیثیت سے آئے تو پھر ان کو بھی پتہ لگ جائے گا کہ
 یہ سب دھوکہ ہی تھا جو ہمیں دیا جا رہا تھا۔ لڑکیوں اور لڑکوں کو پھنسانے
 کیلئے جو خیال آپ نے ایجنٹ مردوں اور ایجنٹ عورتوں کا بچھایا ہوا ہے
 اس کا راز جب فاش کیا جائیگا تو لوگوں کو پتہ لگے گا۔ کہ کس طرح ان کے
 گھروں پر ڈاکہ بڑتا ہے۔ مخلص جو آپ کے ساتھ ادو آپ کے خاندان کے ساتھ تعلق
 پیدا کرنا فرماتے تھے ان کے گھروں میں سب سے زیادہ ماتم پڑے گا۔ اور دوسری
 طرف جن لوگوں کو آپ کی غلط کاریوں کا غم ہو جاتا ہے۔ زیادہ کسی کے سامنے
 اظہار کر بیٹھتے ہیں اور آپ کو اس کا غم ہو جائے تو پھر آپ اسے کچلنے کے درپے
 ہو جاتے ہیں۔ اور اس کچلنے میں رجم آپ کے نزدیک تک نہیں پھٹکتا اور پتھر سے
 بھی زیادہ سخت دل کے ساتھ اسپر کرتے ہیں۔ اور آپ کی سزا دی میں اصلاحی
 پہلو بالکل مفقود اور انتقامی پہلو نمایاں ہوتا ہے۔ چنانچہ مثال کے طور پر سیکنڈ
 بیگم زوجہ مرزا عبدالحق صاحب کو ہی بوجہ کس قدر ظلم اس پر آپ کی طرف سے کیا جا
 رہا ہے۔ جو کچھ اس نے کہا تھا اس کی سچائی تو اب بالکل ثابت ہو چکی ہے لیکن وہ
 بے چاری باوجود سچی ہونے کے قیدیوں سے بدتر زندگی بسر کر رہی ہے۔ اس کی
 صحت تباہ ہو چکی ہے اب تازہ مثال فخر الدین صاحب کی ہے اس کو بھی آپ نے
 اس وجہ سے سزا دی ہے کہ اس کو آپ کی غلط کاریوں کا غم ہو چکا ہے اور آپ پر

یہ خوف غالب تھا کہ یہ مجھے بدنام کرے گا۔ حالانکہ یہ آپ کا دہم ہی دہم تھا۔ وہ بھی
 سلسلہ کی بدنامی کے خوف سے ہمیشہ آپ کی پردہ پوشی ہی کرتا رہا۔ چنانچہ اس دہم
 کی ہی بنا پر آپ مدت سے اس کے پیچھے لگے ہوئے تھے کہ کبھی کوئی موقع ہاتھ
 آئے تو اسے جماعت سے نکال دیا جائے تاکہ یہ روٹی سے تنگ آکر ذلیل ہو کر
 معافی مانگے تاکہ پھر ساری عمر آپ کی سیاہ کاریوں کے متعلق ایک لفظ بھی
 منہ سے نہ نکال سکے۔ اور آپ اطمینان سے اپنی عیاشیوں میں مشغول رہیں
 جیسا کہ آپ پہلے اس طریق سے بعض ایسے آدمیوں کو چپ کر چکے ہیں قاضی
 اکمل صاحب پر جو ظلم کیا گیا اس کی تہ میں بھی یہی مقصد آپ کا کام کر رہا تھا
 اس طرح اور بہت سی مثالیں ہیں جن کو وقت آنے پر پیش کیا جائے گا۔ اور
 ان تمام مظالم کی داستانیں جو تقدس کے پردہ میں آپ کر رہے ہیں۔
 وقت آنے پر کھول کھول کر لوگوں کو بتائی جائیں گی۔ ان تمام مظالم کو ڈھانے
 میں آپ کو عورات ایک تو اس دہم سے ہو رہی ہے کہ آپ نے لیے عرصہ تک مختلف
 رنگوں میں کوشش کر کے لوگوں کے یہ بات ذہن نشین کر دی ہے کہ آپ ایک مقتدر
 انسان ہیں۔ کہیں اپنے آپ کو مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق بتایا ہے کہیں
 موعود خلیفہ۔ لیکن یا درکھیں کہ یہ ظلم آپ کا بہت جلد ٹوٹ جائے گا۔ لوگ آپ
 کے اس ظلم کے نیچے صرف اس وقت تک ہی ہیں جب تک آپ کو ان کے
 چال چلن کا مصلح علم نہیں ہوتا۔ اور ان کو پتہ نہیں لگتا کہ جس قدر دلائل آپ
 کو مصلح موعود بنانے کے لئے دیئے گئے ہیں اور سب غلط ہیں اور یہ کہ مصلح
 موعود کی پیش گوئی کے مصداق آپ ہو ہی نہیں سکتے۔ حضرت مصلح موعود کا

ایک اور خواب ہے جس میں آپ کی اس گندہی زندگی کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ اس کے آپ مصداق ہیں۔ مصلح موعود کی پیش گوئی کا مصداق کوئی اور آنے والا ہے یعنی خدا کے فضل سے اس پیش گوئی کا گہرا مطالعہ کیا ہے اور یقینی دلائل سے یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ آپ مصلح موعود نہیں ہو سکتے۔ پس ایک طرف تو آپ کو اس وجہ سے جرأت ہے کہ لوگوں کے دلوں میں غلط طور پر آپ کا تقدس بھلا دیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے لوگ آپ کی بات کو خدائی بات سمجھ بیٹھے ہیں دوسری طرف آپ کو اپنی طاقت اور اقتدار کا گھمنڈ ہے جو اول الذکر وجہ سے آپ نے حاصل کیا ہوا ہے۔ تیسرے اس وجہ سے آپ نے یہ چال چلی ہوئی ہے کہ لوگوں کو ایک دوسرے سے ملنے نہ دیا جائے۔ اور منافقوں سے بچو۔ منافقوں سے بچو کے شور سے لوگوں کو خوفزدہ کیا ہوا ہے۔ اور ہر ایک کو دوسرے پر بدظن کر دیا ہوا ہے اب ہر شخص ڈرتا ہے کہ میرا مخالف کیس میری رپورٹ ہی نہ کر دے۔ اور پھر فوراً مجھ پر منافق کا فتویٰ لگ کر جماعت سے اخراج کا اعلان کر دیا جائے گا۔ اور یہ سب کچھ آپ نے اس لئے کیا ہوا ہے کہ آپ کی سیاہ کاریوں کا لوگوں کو علم نہ ہو سکے۔ لیکن یہ آپ کا غلط خیال ہے قادیان میں بھی اور باہر بھی ایک بڑی تعداد ہے جو آپ کی سیاہ کاریوں سے واقف ہے۔ امداد بدن بدن یہ تعداد بڑھتی جاتی ہے انشاء اللہ عنقریب یہ مواد پھوٹے گا۔ بہت سے لوگ کسی جرأت کرنے والے کا انتظار کر رہے ہیں اور یہ انسانی فطرت ہے کہ اکثر لوگ خود جرأت نہیں کر سکتے۔ لیکن جرأت کے ساتھ کسی کو اتھنا دیکھ کر خود ہٹھ کھڑے ہوتے ہیں آخری بات جو آپ کو ان تمام مظالم پر جرأت

جلا رہی ہے۔ وہ یا ٹیک کاٹ کا حربہ ہے۔ آپ نے قادیان کے انتظام کو ایسے رنگ
 میں چلا دیا ہوا ہے کہ تمام کی روزی کو اپنے ہاتھ میں رکھتا ہوا ہے۔ اور یہ ایسی چیز ہے
 جس سے انسان بے بس ہو جاتا ہے۔ بے شک ان باتوں کی وجہ سے جو اقتدار آپ
 کو حاصل ہو چکا ہے آپ یقین رکھتے ہیں میں (آپ) اپنے ہاں مقابل کا سر ایک آن
 میں کھل سکتا ہوں اور اب تو آپ قزاقوں کا گروہ بھی بنانے کی کوشش میں لگے
 ہوئے ہیں۔ اور اس میں شک نہیں کہ میں جو آپ کے مقابلہ کے لئے کھڑا ہونا چاہتا
 ہوں۔ ایک نہایت ہی کمزور۔ بے بس۔ بے کس۔ بے مال۔ بے مددگار ہوں۔ اور جہاں
 آپ کو اپنی طاقت پر ناز ہے وہاں مجھے اپنی کمزوری کا اقرار ہے۔ ہاں میں اسطور
 جانتا ہوں کہ حق کی قوت میرے ساتھ ہے اور غلبہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے
 اسی کو ہوتا ہے جو حق کی تلوار لے کر کھڑا ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ابتدا میں میری بات
 کی طرف توجہ نہ کی جائے اور میں اس مقابلہ میں کچلا جاؤں لیکن حق کی تائید کیلئے
 اور باطل کا سر کچلنے کی غرض سے کھڑے ہونے والے علماء اس قسم کے انجاموں سے
 کبھی نہیں ڈرے۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی خاطر باطل کی فوجوں کے مقابل میں
 اکیلے ہی میدان جنگ میں نکلے۔ اور جان دیدی لیکن باطل کے سامنے سر نہیں جھکا
 حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ چند آدمیوں کے ساتھ باطل کی فوجوں کے سامنے صف آراء
 ہو گئے اور ایک ایک کر کے جان دے دی۔ لیکن باطل کی اطاعت نہیں کی نتیجہ
 ہوا جس بات کو وہ ثابت کرنا چاہتے تھے آخر ثابت ہو کر رہی۔

پس اس مقابلہ میں مجھے اس بات کی قطعاً کوئی پروا نہیں کہ میرا انجا ملکیا
 ہو گا اور میری بات کوئی سنے گا یا نہیں میری تقویت اور ہمت بڑھانے کے لئے

صرت یہی کافی ہے کہ میں حق پر ہوں۔ اور آپ باطل پر ہیں۔ اور باطل کا سر کھپتے ہوئے
 اگر میں اور میرے اہل و عیال بھی شہید کر دیئے گئے جس کا اقدام بھی اگر کیا
 گیا تو سخت ناقصبت اندیشہ نہ ہوگا۔ اور خطرناک نتائج پیدا کرے گا۔ تم کا یہاں بھی
 ناکام نہیں انشاء اللہ تعالیٰ۔ آپ ہمیں اس مقابلہ میں بیٹھ پھیرتے نہیں دیکھیں
 گے۔ اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ضرور ہماری تائید کرے گا۔ اور اگر آج نہیں
 تو آئندہ بزرگ حقیقت سے آگاہ ہو کر رہیں گے۔ اور ان پر سچائی ظاہر ہو کر ہے کی
 ہماری قربانیاں رائیگاں نہیں جائیں گی۔ اور آپ کے چال چلن سے واقف ہو کر
 جماعت خلافت کے حقیقی مفہوم سے آگاہ ہوگی۔ اور آئندہ اپنے انتظام کی بنیاد
 مستحکم اصولوں پر رکھے گی۔ اور ان فریب کاریوں سے جن میں اپنے قوم کو رکھا
 ہوا ہے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائے گی۔ کیونکہ دلائل اور حقائق کا مقابلہ آنکھوں
 کب تک کریں گے۔ مجھے اس بات کی بھی بڑی خوشی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک
 وحی میں جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آج سے تیس سال
 قبل نازل کی مجھے منافقت جیسے گندے اطوار سے پاک قرار دیا ہے اور آپ کو اور
 آپ کے خاندان کو اس ظلم سے روکا ہے اور بتایا ہے کہ اگر اس ظلم سے باز نہ آئے
 تو آسمانی تائید تم سے چھین جائے گی۔ آپ اگر چاہیں تو اس کے لئے تذکرہ
 کے صفحہ ۶۹۲ پر ضروری شاہد کے من کے سامنے جو ۸ البانات درج ہیں
 ان پر غور کریں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے یہ پانچویں الہام میں متفقوں اور غصوں
 کے ساتھ سمیت کا ذکر کیا ہے۔ - اظہارِ حیرت الہام

میں کس طرح منافقوں کا ذکر کیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ وہ کس طرح قتل کے مستحق ہیں
لیکن ساتویں الہام میں لا تقتلوا من دینہ کہہ کر بتایا ہے کہ دیکھنا کیسے زیب
کو قتل نہ کر بیٹھنا۔ اس بات سے ڈرنا کہ کہیں اس کے متعلق بھی منافقت کا الزام تراش
کر کے اس کے قتل کے بھی درپے ہو جاؤ۔ اور پھر آٹھویں الہام میں بھی ان الفاظ
”اسمان ایک مٹھی بھر رہ گیا“ میں متنبہ کیا گیا ہے۔ مگر ایسا کہہ دے تو یاد رکھو کہ
آسمانی تائید سکر کر مٹھی بھر رہ جائے گی۔ سبحان اللہ۔ خدا کے نشے کس طرح
پورے ہو کر رہتے ہیں۔ کس طرح آج ان الہامات کے تیس سال بعد ان میں بیان
کر رہے باتیں حوت بوقت پوری ہو رہی ہیں۔ کس طرح اب زینب کو قتل کرنے کی کوشش
کی جا رہی ہے۔ کس طرح اس کے اور اس کے خاندان کے خلاف منافقت جیسا
گنہ اہرام تراشا جا رہا ہے۔ پہلے اس کی اولاد کے ساتھ جو سلوک کیا اس نے اسے
موت کے دھڑکے تک پہنچا دیا۔ جس سے بعد مشکل وہ بچ سکی اور پھر اب اس پر رزاق
بن کر رزق کے وہ ان سے بندہ کر کے اسے قتل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے میرے
بھائی تو یہ تمام واقعات از دیاد ایمان کا موجب بن رہے ہیں۔ لیکن آپ کو یاد رہے
کہ اللہ تعالیٰ اس کا محافظ ہے اسے بھی آج سے کئی سال قبل جبکہ ان باتوں کا نام
و نشان بھی نہ تھا۔ اس نے ان الفاظ میں بشارت دی ہوئی ہے کہ:-

فان خفتكم عيلة فسوف يغنيكم الله من فضله پس میں
خدا تعالیٰ کے فضل پر یقین رکھتا ہوں کہ اگر مقابلہ کی صورت پیدا ہو گئی تو تم ایسا بھی
انشاء اللہ ہمارے ساتھ ہو گے۔ اور آپ جو بے گناہ لوگوں پر ظلم دیکھ رہے ہیں انہیں
مجھ جیسے گائے کی مانند بے ضرر انسان د آپ مجھے ایک خطبہ میں گلے سے مشابہت

دے چکے ہیں) کو دکھ دینے پر تلے ہوئے ہیں۔ یقیناً یقیناً تائید انہی سے محروم
 رہیں گے۔ کس قدر ظلم ہے کہ جس شخص کے متعلق یہ یقین ہو جاتا ہے کہ اس کو
 آپ کی بدچلنی کا علم ہو گیا ہے۔ اس کے پیچھے جا سوس لگا دینے جاتے ہیں
 اور مقرر کرنے سے قبل انہیں یقین دلایا جاتا ہے کہ فلاں شخص منافق ہے اس
 کے نفاق کو روشنی میں لانا ہے۔ اب وہ یہ سمجھ کر کہ خلیفہ نے بتایا ہے کہ فلاں
 منافق ہے۔ اگر ہم ایسی رپورٹیں نہ دیں جو اس کے نفاق کی تائید کرتی ہوں۔ تو ہم
 نالائق سمجھے جائیں گے۔ فوراً اس کی ہر حرکت و نقل اس کے ہر لفظ و حرف کو اسی رنگ
 میں ڈھالتے چلے جاتے ہیں۔ اور رپورٹوں پر رپورٹیں بھیجتے چلے جاتے ہیں جن سے
 ایک فائل تیار ہوتا رہتا ہے۔ اور اس غریب کو علم بھی نہیں کہ اس کے پکڑنے کے
 لئے کس کس قسم کے جالی بچھائے جاتے ہیں۔ اور وہ اس میں پھنستا چلا جاتا
 ہے۔ حتیٰ کہ وہ وقت آ جاتا ہے کہ ایک ذرا سے بھاسے پر اس کو پکڑ کر سزا دی جاتی
 ہے۔ اور گزشتہ تمام رپورٹوں کو بھی دلیل بنا لیا جاتا ہے جسٹوں نے اپنی ساری عمر
 میں تحقیق کی روشنی تک بھی نہیں دیکھی ہوتی۔ کیا آپ پر جو جماعت کے لئے
 بطور مشعل ہونے کے مدعی ہیں یہ فرض نہیں کہ جس شخص کے متعلق پہلی ہی رپورٹ
 آئے یا آپ کے علم میں اس کے خلاف کوئی بات لائی جائے جس میں اصلاح کی ضرورت
 ہو۔ تو اسے بلا کر سمجھائیں۔ اور اس کو غلطی سے نکال کر اس کی اصلاح کی کوشش کریں
 ہے اور یقیناً ہے۔ لیکن یہ آپ کا ایسا نہ کرنا بتاتا ہے کہ آپ اس شخص کی جس کے
 خلاف آپ کو رپورٹیں ملتی ہیں اصلاح نہیں چاہتے۔ بلکہ اس کو تباہی و ہلاکت کے گڑھ
 میں دھکیلنے کے خواہشمند ہیں۔ اور غزال الدین صاحب کے کیس میں کیا یہی کچھ نہیں ہوا

کہ اس کے خلاف دو سال سے آپ رپورٹیں جمع کر رہے ہیں۔ لیکن کسی ایک رپورٹ کی بھی تحقیق نہیں ہوئی۔ اور اب انہیں موجودہ کیس میں دیں بنا لیا گیا ہے۔ حالانکہ اگر ابتدائی رپورٹ کی ہی آپ تحقیق کر لیتے تو میرا غالب خیال ہے۔ کہ صفائی ہو جاتی۔ اور آپ کو اسی قدر سب سے عرصہ تک جو تک و دو کوئی بڑی ہے۔ نہ کوئی پڑتی۔ چنانچہ تفصیلی حالات مشاع کرنے پڑ گئے۔ تو آپ کو علم ہو جائے گا۔ کہ اس میں وہ قصور وار نہیں۔ بلکہ قصور کسی اور کا ہے۔ جس کا ذکر میں ابھی مناسب نہیں سمجھتا۔

میں آپ کی خدمت میں خدا کا واسطہ ڈال کر اور سلسلہ کی غفلت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ساری عمر کی محنت کا واسطہ ڈال کر جو آپ نے اس پودہ کو رنگانے اور اس کی پرورش کرنے میں صرف کی ہے عرض کرتا ہوں کہ اگر آپ چاہتے کہ سلسلہ کی غفلت اور اس کی نیک نامی پر کوئی دھبہ نہ لگے۔ اور یہ کہ دشمنوں کو ہنسی کا موقع نہ ملے۔ تو آپ جلد از جلد اپنی سیاہ کاریوں سے توبہ کریں۔ اور یہ منظم ہو جائے کہ آپ سے سرزد ہوئے رہتے ہیں۔ یہ ہے ان کی ضرورت ہی پیش نہیں آئیگی۔ میں پھر ان ہوں کہ آپ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ جب اس طرح آپ پر اتنے آدمیوں کو لکاتے چلے جائیں گے۔ تو کیا کبھی بھی لوگوں کی آنکھیں نہیں کھلیں گی۔ اور کبھی بھی ان کو خیالی نہیں پیدا ہو گا کہ کیا وجہ ہے کہ اتنے پرانے اور مخلص دوست آپ کی ذات پر اتمام لگانے کے جرم میں جماعت سے الگ کئے جاتے ہیں اور ہر چند سالوں کے بعد کوئی نہ کوئی دوست آپ کی ذات پر اتمام لگانے لگے پڑتا ہے یا وہ کہیں یہ بات ضرور ان کی توجہ کو تحقیق کی طرف پھیر دے گی۔ اور پھر آپ کی غیرت نہیں۔ اس لئے آپ فوراً ان باتوں سے توبہ کر کے اپنے اوپر بھی اور سلسلہ پر بھی رحم کریں اور اس لئے کہ

کا وہ قول کہ جو اس نے امام ابو حنیفہؒ کو کہا تھا کہ میں پھسلنا تو اکیلا پھسلنا نہ لگا۔ لیکن آپ اپنے پھسلنے کی فکر کریں۔ اگر آپ پھسلے تو کئی آدمیوں کو اپنے ساتھ لے ڈوبیں گے۔ ہمیشہ مد نظر رکھیں۔

میں آپ کو حصا بتا دینا چاہتا ہوں کہ فخرالدین صاحب کو نکالنے میں آپ نے سوت غلطی کی ہے اور جلد بازی سے کام لیا ہے اس کو آپ کے چال چلن کے متعلق بہت سے واقعات معلوم ہیں۔ اور اس نے ان کی اشاعت سے باز نہیں آنا صرف واقعات ہی نہیں بلکہ ان تمام اشخاص کے نام بھی شائع کرے گا جنہوں نے آپ کی بد چلنی کی نہ صرف شہادتیں دی ہوئی ہیں بلکہ کئی واقعات اپنی پوری تفصیل کے ساتھ بیان کئے ہوئے ہیں۔ ایسے لوگوں کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ وہ صرف آپ کو حیران کر دیتے والی ہوگی۔ بلکہ دنیا کو بھی حیرت میں ڈال دے گی اور جماعت میں قیامت نیز زلزلہ پیدا کر دے گی۔ پھر ان میں سے ایسے لوگ ہیں جن کو جھٹلانا یا جن کو جماعت سے دکانا مشکل ہو جائے گا۔ آخر ان لوگوں کو سچے گو اسی دینی پڑے گی۔ خصوصاً جب ان سے تریاق القلوب والی قسم کا مطالبہ کیا جائیگا اگر ٹیپ رہیں تب مشکل۔ اگر جھوٹ دیں تب مشکل۔ عجیب مختصرہ میں ان کی جان پڑ جائے گی۔ آخر وہ مجبور ہوں گے کہ ان واقعات سے انکار نہیں کر سکیں گے۔ اور اس کے نتیجہ میں جو مشکلات پیدا ہوں گی۔ اس کا اندازہ آپ خود ہی لگا سکتے ہیں ابھی تو گھر میں ہی بات ہے اندر ہی اندر بغیر کسی کو غم دیئے و بانی جاسکتی ہے اگر ایک دفعہ ہاتھ سے نکل گئی تو پھر اس کا دباننا ناممکن ہو جائے گا۔ میں نے آپ کو عین وقت پر بتلادیا ہے نقد اعلیٰ من اندر من پس آپ وقت ہاتھ سے نکلنے سے قبل

اصلاح کر لیں اور اپنی غلطی کو واپس لے لیں ورنہ پھر پھپھتاٹے کیا ہو ورنہ جب
پڑیاں چگ گئیں کیفیت کی مثل صادق آئے گی۔ اور بجز کف انوس ملنے کے
کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔

ان تمام باتوں کو خدا کے لئے کسی دھمکی پر محمول نہ کریں بلکہ اسے مخلصانہ
نصیحت سمجھیں اور اس رنگ میں اسے پڑھیں سنگے الفاظ میں یہ محض اس لئے
بیان کی گئی ہیں کہ اس کے سوا چارہ نہیں۔ میری غرض محض اصلاح ہے اور سلسلہ
کو بدنامی سے بچانا ہے۔ میں ہرگز اس بات کو نہیں چاہتا کہ سلسلہ کے نظام
کو توڑ دیا جائے یا اس کے نقائص پیدائیں اور دشمنوں کو خوشی ہو۔
کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ نئے نظام کے قائم کرنے میں کس قدر مشکلات ہوں گی اور اس کو
تورنے میں کس قدر خطرات پیش آئیں گے۔ گو آپ اپنی بدچلنی کی وجہ سے معزول
ہونے کے قابل ہیں لیکن چونکہ جماعت آپ کے ہاتھ میں اپنے نظام کی بالک ڈور دے
چکی ہے۔ اس لئے یہ آپ کے ہاتھ میں ہی ہے۔ پس آپ بہت جلد کسی مناسب طریق
سے فخر الدین صاحب دالے اعلان کو واپس لے لیں۔ اور سلسلہ کو بدنامی سے بچائیں
آپ کی بدچلنی کے متعلق جو کچھ میں نے لکھا ہے اس کے متعلق ایک بات میرے دل میں
کھٹکتی رہتی ہے۔ اس کا ذکر کر دینا بھی میں ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ کہ ممکن ہے جس
چیز کو ہم نہ نا سمجھتے ہیں آپ اسے زنا نامی سمجھتے ہوں۔ اور آپ کو چونکہ قرآن شریف
کے عارف ہونے کا دعویٰ ہے اس لئے ممکن ہے آپ کی باریک بین نظر نے شریعت
سے ان افعال کے متعلق جن کے آپ مرتکب ہیں کوئی عجز کی صورت نکال لی ہو پس اگر
ایسا ہے تو مہربانی فرما کر مجھے سمجھا دیں اگر میری سمجھ میں آگئی تو میں اپنے سارے اعتراضات

واپس لے لوں گا۔ اسی طرح فخر الدین صاحب کے متعلق بھی اگر آپ مجھے یہ سمجھاویں کہ
 وہ فی الحقیقت پرمٹامبول اور اٹریوں سے ملا ہوا ہے۔ تو میں اس سے فوراً قطع تعلق
 کر لوں گا۔ اور اس سے قطعاً کوئی ہمدردی مجھے نہیں ہے گی۔ کیونکہ سلسلہ مجھے سب
 تعلقات پر مقدم ہے۔ لیکن اگر آپ اپنی اصلاح بھی نہ کریں۔ اور مجھے بھی نہ سمجھائیں
 تو پھر میں مجبور ہوں کہ آپ کو ان معنوں میں خلیفہ نہ سمجھوں کہ اب حضرت مسیح موعودؑ
 کے ان کی دو حیثیت میں ناٹب ہیں اور اس وقت تک کہ آپ کی اصلاح کا مجھے یقین
 ہو جائے میں آپ کے ذاتی چال چلن کے معاملہ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے یہ سمجھ بیٹھا
 کہ میں ایک ایسی ریاست میں رہ رہا ہوں جس کا ڈالی بد چلن ہے۔ لیکن اسکی بد چلنی
 سے ہمیں کیا تعلق۔ ریاست کے انتظام کے متعلق جو احکام ڈالی کی طرف سے صادر
 ہوں گے ان کی تعمیل حسب استطاعت کرتے رہیں گے۔ پس ٹھیک اس طرح میں
 آپ کو جماعت کے نظام کا ہیڈ یعنی افسر بالاسمجھ کر سلسلہ کی خدمت جو میرے سپرد
 ہوگی کما حقہ بجالاؤں گا۔ بشرطیکہ آپ کی طرف سے اس میں بھی روکیں نہ ڈالی جائیں
 جیسا کہ اب آپ ڈالی رہے ہیں۔ چنانچہ آپ نے میرے سٹاف کے ممبروں اور میرے
 طلباء کو میرے اوپر جاسوس مقرر کیا ہوا ہے۔ اور ایسے آدمیوں کو مجھ پر مسلط کیا ہوا ہے
 جن کو انتظامی طور پر مجھ سے تکلیفیں پہنچی ہوئی ہیں۔ اور جو دشمنی اور انتقام کے جذبات
 اپنے دلوں میں میرے خلاف رکھتے ہیں اور آپ بھی ان کو اچھی طرح سے جانتے ہیں
 ایسی حالت میں قطعاً میرا کوئی رعب سٹاف پر رہ سکتا ہے نہ طلباء پر۔ اس کام میں
 نقص لازمی امر ہے۔ اور اس کی فتنہ داری آپ پر ہے نہ مجھ پر۔ پس اگر آپ چاہتے
 ہیں کہ سلسلہ کے اس کام میں جو میرے سپرد ہے نقص پیدا نہ ہو تو جاسوس دور فرمائیں

اور میرے (Prestige) کو دوبارہ قائم کریں۔ اور نہ سمجھا جانے کا کہ میرے
 کام کو آپ خود عمداً خراب کر کے مجھ پر انتظامی رنگ میں گرفت کرنا چاہتے ہیں اور سب
 کچھ اس لئے کہ اصل سبب لوگوں کی نظر سے اوجھل رہے۔ اور اس پر وہ پڑا ہے
 یہ راہ بھی میں بطور تنزیل اختیار کرنے پر راضی ہوں۔ اور وہ بھی محض اس لئے کہ جماعت
 کو فتنہ سے بچانے کے لئے میری طرف سے کوئی کوتاہی نہ رہے۔ میں آپ سے آپ کی
 ان بد چلتیوں کی وجہ سے الگ ہو سکتا ہوں لیکن جماعت سے علیحدہ نہیں ہو
 سکتا۔ کیونکہ جماعت سے علیحدگی ہلاکت کا موجب ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے اور
 چونکہ دنیا میں کوئی ایسی جماعت نہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
 لائے ہوئے صحیح عقائد و تعلیم پر قائم ہو۔ بخیر اس جماعت کے جس نے آپ کو
 خلیفہ تسلیم کیا ہو اسے اس لئے میں دوراہوں سے ایک کو ہی اختیار کر سکتا ہوں
 یا تو میں جماعت کو آپ کی صحیح حالت سے آگاہ کر کے آپ کو خلافت سے معزول
 کر کے نئے خلیفہ کا انتخاب کراؤں اور یہ راہ پُر از خطرات ہے۔ اور یا جماعت میں آپ
 کے ساتھ مل کر اس طرح رہوں جس طرح میں نے اوپر بیان کیا ہے اب یہ آپ کی
 مرضی پر موقوف ہے۔ آپ مجھ سے شقِ اول اختیار کروائیں یا دوسری۔ اگر آپ کی مرضی
 مجھ سے دوسری شقِ اختیار کرنے کی ہو تو اس صورت میں آپ پر یہ فرض ہو گا کہ مجھ
 پر جو حملے آپ نے کئے ہیں۔ ان کا ازالہ بھی خود ہی کسی مناسب طریق سے کریں۔ میں
 اس جگہ اس بات کا اضاہ کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ میں آپ کے پیچھے نماز
 نہیں پڑھ سکتا۔ کیونکہ مجھے مختلف ذرائع سے یہ علم ہو چکا ہے کہ آپ جنبی ہونے
 کی حالت میں ہی بعض دفعہ نماز پڑھانے آجاتے ہیں۔ ہاں اگر کسی موقع پر پڑھنی پڑ جائے

تو میں فتنہ نہیں ڈالوں گا۔ اس وقت پڑھ لوں گا۔ لیکن غیبرگی میں جا کر اسے دہراؤنگا
 میں اخلاقی مجرم ہونگا۔ اگر اس تحریر کے ختم کرنے سے قبل سرور صاحب الدین
 صاحب کے متعلق آپ کی غلط فہمی دور نہ کر دوں میں سُننتا ہوں کہ آپ ان سے
 بھی ناماخذ ہیں اور ان کے ساتھ بھی فخر الدین صاحب و اما معاملہ کرنا چاہتے ہیں
 لیکن میں دیانت داری کے ساتھ آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ بالکل بے قصور ہیں
 ان باتوں سے وہ کبھی دور ہیں وہ مخلص احمدی ہیں سلسلہ کا دروان کے ولی میں
 ہے۔ اور وہ کام کے آدمی ہیں ان سے اگر آپ کام لیں تو وہ آپ کو اخلاص اور
 دیانت داری کے ساتھ کام دے سکتے ہیں اور بہت مفید کام دے سکتے ہیں
 اگر ان میں آپ کے نزدیک کوئی نقص ہے تو کونسا آدمی ہے جو نقصوں سے خالی ہوتا
 ہے پس ایسے مفید اور مخلص انسانوں کی قدر کریں یہی لوگ وقت پر آپ کے کام
 آئیں گے۔ جو لوگ بدچل آپ کے ارد گرد ہیں اور جو بدقسمتی سے مخلص سمجھ لئے گئے ہیں
 یہ سخت مفید اور فتنہ ڈالنے والے لوگ ہیں یہ اتنا بھی نہیں جانتے کہ اخلاص کس
 بلا کا نام ہے۔ اور جماعت کے اتحاد کی کیا قدر و قیمت ہے۔ ان کو اپنی ذاتی اغراض
 سے تعلق ہے۔ جب تک وہ پوری ہوتی رہیں گی وہ سلسلہ کے ساتھ ہیں اور اگر ان
 کے پورا ہونے میں ادنیٰ سا بھی فرق نظر آیا یا دوسری جگہ سے زیادہ دنیاوی فوائد
 مل جائیں تو وہ سلسلہ کو فروخت کر کے اپنی اغراض کو پورا کر لیں گے۔ اس تمنا کے
 لوگ ہیں جو آج کل آپ کے معتمد علیہ بنے ہوئے ہیں ان میں سے بعض کے متعلق
 تو مجھے شبہ ہے۔ وہ حل میں پیغامی ہیں اور یہاں محض جماعت میں فتنہ ڈالنے
 کے لئے جاتے ہیں اور اس مقصد میں وہ کامیاب ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا رحم کرے اور

جماعت کو ہر فتنہ سے محفوظ رکھے۔ آمین

اسی طرح فخر الدین صاحب کے متعلق میں پھر عرض کروں گا کہ اس کے فیصلہ پر نظر ثانی کریں۔ وہ بھی مختص اور کام کا آدمی ہے وہ سلسلہ کا اور آپ کا اور اہل بیت کا دیرینہ خادم ہے۔ ہر شخص اپنی طرز پر خدمت کرتا ہے۔ اس نے بھی اپنی طرز پر کبھی کسی خدمت سے منہ نہیں موڑا۔ اس پر بھی آپ کو غلط طور پر بدظن کیا گیا ہے۔ اس کے معاملہ میں عجیب بات یہ ہے کہ عبدالرحمان برادر اسحاق علی نے دوران مقدمہ میں کہا تھا کہ میں فخر الدین کو جماعت سے نکلا کر چھوڑوں گا۔ اور آج وہ بات پوری ہو جاتی ہے۔ آپ حضرت علی رضا اور طلحہ رضا زبیر رضا کے واقعات کو یاد کریں کہ کس طرح ان کے اندر اتحاد کی سچی تڑپ تھی۔ اور کس طرح انہوں نے عین میدان جنگ میں سمجھوتہ کر لیا تھا۔ لیکن جو لوگ ان کے ارد گرد تھے۔ اور جو اس وقت ان کے معتقد علیہ بنے ہوئے تھے اور بڑے اخلاص کا اظہار کر رہے تھے۔ اور اپنے آپ کو اسلام کے سچے جانشین ظاہر کر رہے تھے۔ انہوں نے اپنی خیانت فطرت کا ثبوت دیتے ہوئے دونوں کو آخر لڑا دیا۔ اور اسلامی اتحاد کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا۔ پس اس وقت بھی بعینہ ایسی ہی حالت سامنے ہے۔ مہربانی فرما کر سوچ سمجھ کر قدم رکھیں ایسا نہ ہو کہ ایک غلط قدم اصل راستہ سے ہزاروں کو جس جماعت کو دور لے جائے اور اس وقت ہوش آئے جبکہ واپس مڑنا سخت مشکل ہو چکا ہو۔ پس اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ التجا ہے کہ وہ آپ کو ٹھنڈے دل سے اس تقریر پر غور کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ایسی راہ پر آپ کو گامزن کرے جس سے جماعت میں فتنوں کا دروازہ نہ کھلے۔ کیونکہ جو دروازہ ایک دفعہ کھلتا ہے وہ بند نہیں ہو سکتا

اے اللہ تو ہمیں فتنوں سے بچا۔ کیونکہ تیرے سوا کوئی بچانے والا نہیں۔
 اللہم انت خیر حافظ۔ اللہم انت خیر حافظ۔ اللہم خیر
 حافظ۔

میں نے جو کچھ عرض کرنا تھا سچائی اور دیانت داری کے ساتھ سلسلہ کی
 اور آپ کی بہتری کو مد نظر رکھ کر عرض کر دیا ہے اب معاملہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ
 میں ہے۔ اس کی جو قضا ہوگی وہی جاری ہو کر ہے گی۔ ہم راہنی ہیں کیونکہ وہ
 جو کچھ کرے گا سلسلہ کے لئے بہتر ہی کرے گا۔

وافوض امری الی اللہ واللہ بصیر بالعباد۔ والحق وعوانا
 ان الحمد لله رب العالمین۔

والسلام

عبدالرحمان مہر

۱۰/۶/۳۷

یہ خط۔ ار کو کھھا گیا۔ اور گیارہ کو بھیجا گیا۔

نقل خط ۲

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مُحَمَّدٌ كَذَنَصْبِي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ
سَيِّدَنَا. اِسْلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

میں ایک عریفہ پہلے ارسال خدمت کر چکا ہوں۔ ابھی تک جناب
کی طرف سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ مجھے ڈر ہے کہ کیس

(عنوان) (وقار) کا خیال اس مخلصانہ اور ہمدردی سے
بھری ہوئی نصیحت کو قبول کرنے سے مانع نہ ہو۔ میں پھر آپ کی خدمت
میں دوبارہ عرض کرتا ہوں کہ آپ مجھ پر اعتماد کریں اور یہ یقین کر لیں کہ جو کچھ
میں نے عرض کیا ہے۔ وہ سلسلہ اور آپ کی ذات و فوہ کو بدنامی سے بچانے
کے لئے عرض کیا ہے۔ اور میں دل سے یہ چاہتا ہوں کہ یہ معاملہ پبلک
میں نہ آئے۔ اور انشاء اللہ یہ بصیغہ راز ہی رہے گا۔ آپ یہ خیال بھی دلیں
نہ لائیں کہ آپ کے عنوان (وقار) یعنی وقار کو یا آپ کے مقام
کو اس سے کوئی صدمہ پہنچے گا۔ اگر آپ ان باتوں سے توبہ کر لیں اور اپنی اصلاح
کر لیں تو آپ ہمیں پہلے سے بھی بڑھ کر مخلص پائیں گے۔

یہ بات آپ سے مخفی نہیں رہ سکتی کہ جماعت کا فرض ہے کہ اپنے اس
خلیفہ کے اعمال کی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے براہ راست مامور نہیں کیا
جاتا نگہداشت رکھے اور اگر اسے شریعت سے منحرف ہوتے دیکھے
تو اس کو شریعت کی اطاعت کی طرف لائے۔ چنانچہ حضرت ابو بکر

کے خطبہ کے مندرجہ ذیل الفاظ ملاحظہ فرمائیں :-

ادمان مثلکم انما الی متبع ولست ببتدع فان
استقامت فتا یصونی وان نزعتم فقومونی الا وان لی شیطاناً
یعتوینی فانراً اتانی فاجتنبونی

ترجمہ :- میں صرف تمہاری مانند امت کا ایک فرد ہوں۔ میں تو مقررہ شریعت
کی اتباع کرنے والا ہوں۔ میں اس شریعت میں کوئی نئی چیز داخل
نہیں کر سکتا۔ اگر میں سیدھا ہوں تو میری تابعداری کرو اگر میں شریعت
کے احکام سے منحرف ہو جاؤں تو مجھے سیدھا کر دو۔ یہ بھی سن لو کہ
میرا بھی شیطان ہے جو مجھے آجیتتا ہے پس جب وہ میرے پاس
آئے تو مجھ سے الگ ہو جاؤ۔ (زاہد طباطبائی) یہ ترجمہ خط میں نہیں

لکھا گیا

الفاظ واضح ہیں مجھے آپ کے سامنے کسی قسم کا استدلال کر کے پیش
کرنے کی ضرورت نہیں۔ آپ خود اچھی طرح سے سمجھ سکتے ہیں
پس ایسی صورت میں ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم آپ کے اعمار میں اگر
کوئی خلاف شریعت جرم دیکھیں تو اس سے آپ کو روکنے کی اپنی پوری
کوشش کریں۔

اب میرے علم میں جب وہ باقیں آچکی ہیں جن کا ذکر میں اپنے
پہلے مضمون میں کر چکا ہوں تو میرا فرض ہے کہ میں اس کی اصلاح کروں اور اس
کے دوسری طریق ہو سکتے ہیں۔ اول یہ کہ میں خود بصیغہ راز آپ کے طرف سے

اور اس پر میں نے عمل کیا ہے۔ دوم۔ اگر آپ توجہ نہ فرمائیں تو پھر جماعت کے سرکردہ اصحاب کے سامنے تمام واقعات بالتفصیل رکھ کر ان سے مشورہ کروں۔ اور جو تجویز آپ کو ان باتوں کے روکنے کے قرار پائے اس پر عمل کیا جائے۔ اور اگر وہ بھی ڈریں اور توجہ نہ کریں تو پھر ساری جماعت کے سامنے رکھ کر اس کا فیصلہ کراؤں۔ لیکن میری انتہائی کوشش یہی ہوگی کہ دوسروں کو چھوڑ اپنی جماعت کے بنی کسی فرد کو اس کا علم نہ ہو۔ صرف میرے اور آپ کے درمیان ہی یہ بات رہے۔ دوسری دو صورتیں انتہائی مایوسی کی حالت میں عمل میں لائی جائیں تو لائی جائیں ورنہ نہیں لیکن میں نے جیسا کہ پہلے عریضہ میں بھی عرض کیا ہے ان واقعات کا علم صرف مجھے تک ہی محدود نہیں بلکہ بہت لوگوں کو اس کا علم ہے اور انہی میں سے فخر الدین صاحب بھی ہیں۔ ان کو جماعت سے الگ کیا گیا ہے۔ اور وہ جانتے ہیں کہ ان کو علیحدہ محض اسی وجہ سے کیا گیا ہے کہ وہ ان واقعات کا علم رکھتے ہیں۔ اسی حالت میں اپنے آپ کو ہدائی سے بچانے کے لئے وہ بھی مجبور ہوں گے کہ پبلک میں کوئی بیان شائع کریں۔ اور مجھے علم ہے کہ ان کا ارادہ تھا اور اسی بنا پر میں نے آپ کو لکھا تھا کہ پبلک میں بات آنے سے قبل آپ ان کی تلافی کریں اور کسی مناسب طریقہ سے اس اعلان کو منسوخ کر دیں جس سے آپ کا وقار بھی قائم رہے اور وہ بھی مجبور ہو کر کوئی ایسا قدم نہ اٹھائے جس کا واپس لینا پھر مشکل ہو جائے۔ پر سوں اتفاق سے میں بکٹ پڑ

کی طرف گیا اور میں نے دیکھا کہ منظر اور مولوی فضل دین صاحب وہاں بیٹھے ہیں۔ محمد یوسف بن مولوی قطب الدین صاحب نے منظر سے پوچھا کہ تمہارے ابا کا کہا حال ہے اس نے کہا کہ معافی تو مانگ رہے ہیں مگر ابھی تک کوئی جواب نہیں ملا۔ یہ سن کر مجھے بے حد خوشی ہوئی۔ اور میں نے شکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل کو معافی کی طرف پھیر دیا ہے اور پہلے ارادہ سے وہ باز آ گیا ہے اس کیلئے یہ ایک اچھا موقع ہے اب اس سے فائدہ اٹھا لینا چاہیئے۔ اب اس سے جناب کے وقار کو بھی صدمہ نہیں پہنچے گا۔ اور معاملہ بھی نہایت تسدئی سے طے ہو جائے گا۔ پس میں پھر آپ سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں اور سلسلہ حق کی عزت کا واسطہ ڈال کر عرض کرتا ہوں کہ آپ نرا کسبت وقت کو بچائیں اور سلسلہ کو بدنامی سے بچالیں اور دشمنوں کو مہلکی کا موقع نہ دیں اور فوراً اس کی معافی کا اعلان فرمادیں کیونکہ اب اس نے خود معافی مانگ لی ہے ورنہ بات ہاتھ سے نکل جائے گی اور پھر کچھ نہیں بن سکے گا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس کے پاس تو ادبیت زیادہ ہے اور اس کو اگر اس نے استعمال کیا تو مشکلات کا ڈھاٹھیں مارتا ہو اسلئے ہمارے سامنے آ جائے گا جس کی روکو روکنا ناممکن ہو جائے گا۔

یہ ایک سچے نا مع کی نصیحت ہے کاش آپ اس کی طرف پوری توجہ دیں اور اس کو قبول کر کے جماعت کو فتنہ سے بچالیں اللہ تعالیٰ ہی آپ کے دل کو سیدھا رائے اختیار کرنیکی توفیق عطا فرمائے (الناصح المشرق سید الرحمن مصری)

نقل خط نمبر ۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 محمد کا وصال علی رسول اللہ اکبر
 سیدنا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دو عرصے میں جناب کی خدمت میں قبل ازیں ارسال کر چکا ہوں۔ ان کے بعد مزید غور کرنے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اس معاملہ میں مجھے نرمی نہیں دکھانی چاہیے کیونکہ اس معاملہ میں نرمی سلسلہ کے ساتھ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات اور حضور کی اولاد کے ساتھ خیانت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغمبر احسانات کے نیچے ہم دبے ہوئے ہیں۔ میرا نفس مجھے بار بار ملامت کر رہا ہے کہ کیا ان احسانات کا یہی بدلہ ہے۔ کہ ان کی اولاد کو ایک بدی میں مبتلا دیکھ کر اس میں سے انہیں نکالنے کے لئے کوئی کوشش نہ کی جائے۔ سلسلہ کے ساتھ بھی خیانت ہے اور وہ اس لئے کہ سلسلہ کے افراد اندر ہی اندر آپ کی یہ حالت دیکھ کر دہریہ ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اور ہم اعلیٰ نسبہ من کو اس سے روک نہیں سکتے۔ یہ بدی ابھی اتنی سرعت کے ساتھ سرایت کر رہی ہے کہ دیکھ کر حیرت اور حالت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ اب اس بدی کو بدی ہی نہیں سمجھا جاتا۔ اگر اس مرد کو اس وقت نہ روکا جائے تو خدا جانے کتنی نسلوں تک یہ وبا اس طرح پھیلی چلی جاوے گی۔ اور کب اس کا خاتمہ ہوگا۔ اگر ہم علماء خاموش رہیں۔ تو یقیناً خدا کے حضور جواب دہ ہونگے۔

میں عرض کرتا ہوں کہ اخذ قہ القویہ بالاقثم کی حالت آپ پر نہ
آئے۔ آپ ایک گناہ کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ اور گناہ سے توبہ کرنے میں
عزت ہے بے عزتی نہیں۔ پس اگر آپ توبہ کے لئے تیار ہوں تو
توبہ کی جو اہم شرائط تمام صوفیائے لکھی ہیں۔ اس پر عمل شروع ہو
جانا چاہیئے۔ اور وہ یہ کہ اس بدی کا ماحول بدلا جائے اور اس کو عملی جامہ پہنانے
کے لئے مندرجہ ذیل باتوں پر عمل ضروری ہے۔

- ۱۔ آپ کے پاس محرم عورتوں کے سوا کسی بالعموم عورتیں نہ جائیں۔
- ۲۔ تمام غیر محرم عورتیں آپ سے پردہ کریں۔ اور یہ آپ ان سے حکماً
کہوائیں۔ یہ ایک شریعت کا حکم ہے جس کی پیروی کو بالکل نظر انداز
کیا ہوا ہے اور قطع نظر اس کے اس حالت کے ویسے بھی آپ پر بحیثیت
فلیفہ ہونے کے یہ فرض ہے کہ آپ شریعت کے احکام کو نافذ کریں
- ۳۔ تمام وہ لوگ خواہ مرد ہوں خواہ عورتیں جو اس کام میں آپ
کے معاون بنے ہوئے ہیں۔ ان کو اب رخصت کیا جاوے۔ میں یہ نہیں

کہتا کہ آپ فوراً ایسا کریں۔ بے شک حکمتِ عملی سے کام لے کر کچھ نرغہ تک
انہیں اپنے سے علیحدہ کر دیں۔

۴۔ جو سختیاں آپ نے محض اپنے اس عیب کو چھپانے کے لئے بعض صحت
مسیح موعود پر کی ہوئی ہیں۔ ان کی تلافی کی جائے۔ یہ میرے جائز اور دوسری
چار مطالبات ہیں۔ جو تقویٰ دیانت اور انصاف تقاضا کرتا ہے کہ آپ
ان پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ اور دل کی خوشی کے ساتھ انہیں پورا
کریں۔ ہاں اگر انہیں یا ان کے پورا کرنے کی طرز اور حکمت میں کوئی ترمیم
وغیرہ کرنا چاہیں تو مجھ سے زبانی گفتگو کر سکتے ہیں۔

شیخ عبد الرحمن مصری

۳۶ - ۴ - ۲۳

چند
تاریخی تحریکات

جماعت احمدیہ کی خدمت میں ایک زندانہ پریل

اور

ایک غلط بیانی کی تردید

جب سے میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو اطلاع دی ہے کہ میں آپ کے بعض ایسے نقائص کی وجہ سے جو خلافت کے منصب کے منافی ہیں جکی بالتفصیل میں نے اپنی تین چٹھیوں میں بیان کر دی ہے، آپ کی بیعت سے الگ ہوتا ہوں۔ مگر آپ اپنے نقائص کی اصلاح کر لیں۔ اور مجھے یقین دلا دیں کہ آئندہ پھر یہ نقائص پیدا نہیں ہوں گے۔ تو میں اپنی فسخ بیعت کا اعلان نہیں کروں گا۔ اور آپ کا خادم رہوں گا۔ اور جس کو انہوں نے کسی خاص مصلحت کے ماتحت پبلک میں اس طرح ظاہر کیا ہے کہ گویا وہ مجھے خود جماعت سے خارج کر رہے ہیں۔ حالانکہ جماعت سے خارج کرنے کا انہیں کوئی اختیار ہی نہیں۔ ان باتوں کے متعلق انشاء اللہ مفصل بحث بعد میں کی جاوے گی۔ اس وقت سے جماعت میں سخت ہیجان اور اضطراب پھیلا ہوا ہے اور لوگ دریافت کر رہے ہیں کہ اس فسخ بیعت کی کیا وجہ ہے۔ خاکسار جسے حضرت صاحب سے اتنا اخلاص و محبت اور حضرت صاحب کو خاکسار سے اتنا تعلق و محبت اور خاکسار کے خاندان کو اُن کے خاندان سے اور اُن کے خاندان کو خاکسار کے خاندان سے گہرا تعلق رہا ہے اور جس نے اتنا لمبا عرصہ نہایت اخلاص کے ساتھ خدمت کی ہے۔ آج وہ اُن کی بیعت سے الگ ہوا ہے

اور اس علیحدگی میں اس نے اپنی تمام عزت جو اس کو جماعت میں حاصل تھی اس کے ضائع ہونے کی بھی پرواہ نہیں کی اپنی ملازمت کو ایسی حالت میں جبکہ بظاہر اسے کوئی اور ذریعہ معاش میسر نہیں آسکتا خطرہ میں ڈال دیا ہے اور یہ نقصان اور بھی اہمیت اختیار کرتا ہے جب کہ یہ دیکھا جاوے کہ پندرہ سولہ نفوس پر مشتمل کنبہ کی پرورش اس کے ذمہ ہے۔ دو بچے کالج میں بھی تعلیم پا رہے ہیں۔ پس مال و عزت کی اتنی بڑی قربانی کسی معمولی بات کی وجہ سے نہیں ہو سکتی۔ اس کی تہ میں ضرور کوئی بڑی بات ہے۔ لوگوں کے اس استعجاب و حیرت کو دور کرنے کے لئے ایک نہایت ہی چھوٹا و مکروہ پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے کہ گویا میں نے اپنی لڑکی حضرت صاحب کی خدمت میں بغرض شادی پیش کی تھی اور حضرت صاحب نے اس کو اپنے عقد میں لینے سے انکار کر دیا اس پر میں حضرت صاحب سے ناراض ہو گیا اور اس ناراضگی کے غقد میں اس قسم کی حرکت کا مرتکب ہوا ہوں۔ میں اس پروپیگنڈہ کو دیر سے من رٹا ہوں لیکن خاموشی اور صبر کے ساتھ اس کی تکلیف برداشت کرتا چلا آ رہا ہوں۔ لیکن اب جبکہ تمام قادیان میں اور باہر دونوں جگہ یہی وجہ ذہن نشین کرا دینے کی کوشش کی جا رہی ہے اور مجھے خیال پڑتا ہے کہ یہ سب کچھ اس لئے کیا جا رہا ہے تاکہ لوگوں کو وجہ دریافت کرنے کی جو طبعی خواہش ہے وہ اس وجہ کے بیان کر دینے سے پوری ہو جائے اور وہ اس سے تسلی پا کر وہ امر جو اس علیحدگی کا حقیقی باعث ہے اسے دریافت کرنے سے رک جائیں میں بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اس غلط بیانی کی اب اعلانیہ تردید کروں۔ قادیان میں تو

ہر ایک کی زبان پر یہی وجہ جاری ہے کہ لیکن مجھے اطلاع ملی ہے کہ لاہور میں بھی مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے بیان کیا کہ شیخ صاحب نے خاندان نبوت میں داخل ہونے کی کوشش کی۔ مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ اس لئے شیخ صاحب نے علیحدگی اختیار کر لی۔ گو مجھے یقین نہیں کہ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی جیسے عالم آدمی نے اتنی بے احتیاطی سے کام لیا ہو کہ ایسی بے بنیاد بات بغیر تحقیق کہہ دی ہو لیکن بہر حال چونکہ اس کا چہرچا عام ہے اس لئے میں اس کے متعلق اتنا عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ کیا دوستوں کا یہ فرض نہ تھا کہ ایسی بات منہ سے نکالنے سے قبل وہ اُن سے بھی دریافت کر لیتے جن کا اس معاملہ کے ساتھ تعلق تھا یعنی خود حضرت صاحب سے یا اس خاکسار سے۔ میرے نزدیک یقیناً ان کا مذہباً اور اخلاقاً دونوں لحاظ سے فرض تھا۔ پس انہوں نے ایک اہم فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کر کے اپنے لیک بھائی کے احساسات کو نا واجب طور پر مجروح کیا ہے اور اس کی طرف ایسی گندی اور کمینہ بات منسوب کی ہے کہ اس پر جتنی بھی نفرین کی جاوے کم ہے یعنی ایک ادنیٰ سی دنیوی خواہش کے پورا نہ کئے جانے پر جماعت کے خلیفہ کے خلاف آواز اٹھا کر جماعت کے اتحاد کو خطرہ میں ڈالنے کے لئے تیار ہو گیا ہے۔ اس ذہنیت پر میں سوائے اقل اللہ وانا الیہ راجعون کہنے کے اور کیا کہہ سکتا ہوں میں امید کرتا ہوں کہ جن دوستوں نے اس قسم کی وجہ گھڑنے میں جلد بازی سے کام لیا ہے وہ اپنی غلطی کی معافی اللہ تعالیٰ سے مانگیں گے اور آئندہ سے اس کی اشاعت سے اپنی زبانوں کو روک لیں گے۔۔۔۔ میں اس تحریر کے ذریعہ تمام دوستوں کو خواہ

وہ قادیان کے ہیں یا باہر کے اطلاع دیتا ہوں کہ یہ بات بالکل غلط ہے میں نے کبھی
 بھی حضرت صاحب کی خدمت میں اپنی لڑکی کا رشتہ پیش نہیں کیا نہ تحریراً نہ تقریراً
 نہ اشد نہ کنایت نہ بالواسطہ نہ کسی کو میرے اس بیانی میں شک ہو تو خود حضرت صاحب براہ راست
 دریافت کر لے مجھے چند ماہ قبل ایک محرز دوست اور پھر چند دن قبل ایک دوسرے محرز دوست نے بتایا
 کہ حضرت صاحب نے کہا کہ یہ بات بالکل غلط ہے شیخ صاحب نے کبھی یہ نہیں کہا مجھے بھی یہ یاد ہے یہی ہے مگر نہ معلوم شخص نے اسے
 پھیر دیا ہے پس دوستو! یاد رکھنا چاہئے کہ یہ وجہ بالکل غلط اور کسی شریعہ کی بنیادی
 ہوئی ہے اسی طرح پر اگر کوئی اور وجہ جس کا تعلق کسی نفسانی غرض یا دنیوی مفاد
 کے ساتھ ہو۔ میری طرف منسوب کی جاوے تو اس کو بھی اسی طرح غلط سمجھیں
 اور میرے مفصل بیان کا انتظار کریں جس میں اس اقدام کی اصل وجہ بیان کر دوں گا
 اس مفصل بیان کو شائع کرنے کے لئے مسرت میں مسرت ہوں کیونکہ
 جماعت کے شیرازہ کے بکھر جانے کا غم میرے دل کو کھائے جا رہا ہے میں
 نے بہت کوشش کی۔ کہ کسی طرح یہ معاملہ بغیر پبلک میں آئے اندہ ہی اندہ
 طے ہو جائے لیکن میری کوشش کامیاب نہیں ہوئی اور اس کی بھی اصل وجہ
 میرے مفصل بیان میں آجائے گی۔ اگر وہ شائع ہوا لیکن اس کے شائع کرنے سے
 قبل میں جماعت کے تمام ذمہ دار دوستوں کی خدمت میں پکڑو اور درد مندانہ
 اپیل کرتا ہوں کہ بہتر صورت یہی ہے کہ اس نازک معاملہ کو باہمی طور پر سلجھا لیں
 مجھ پہ گالیوں اور گند اچھالنے اور کمینگی دکھانے کا الزام لگایا جا رہا ہے میں ان
 دوستوں کے سامنے اپنی تینوں چٹھیاں رکھ دوں گا اور تمام اپنی شکوے
 پیش کر دوں گا اور اگر ضرورت ہوئی تو ان کے درست ہونے کے ثبوت بھی بتلا

دلوں کا جن کی روشنی میں وہ خود دیکھ لیں گے کہ آیا میری تحریروں میں کسی قسم کی
 گالی ہے میں نے جو قدم اٹھایا ہے محض خدا کے لئے اٹھایا ہے اور جماعت کے
 اندر ایک بہت بڑا بگاڑ مشاہدہ کر کے جو بہت سے لوگوں کو دہریت کی طرف لے
 جا چکا ہے اور بہتوں کو یحییٰ بنو اللہ ہے اسکی اصلاح کی ضرورت محسوس کر کے ملک اس کو صوفی و دیگر
 اٹھایا ہے اور اس سے میرے پیچھے نہیں ہٹ سکتا ممکن ہے کہ میرے خلاف نفرت کے ریزہ لیوشن
 پاس کلائیے جائیں یا جماعت کو ہمدنگ میں آجاء دیا جاوے لیکن مجھے اس کی پرواہ نہیں
 میری آواز آج نہیں کل نہیں برسوں سنی جاوے گی اور ضرور سنی جاوے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ
 کیونکہ وہ آواز اپنے اندر حق رکھتی ہے۔ اور حق کبھی دیا یا نہیں جاسکتا۔ مجھے ناکامی سے ڈرایا جاتا
 ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس سے قبل بھی لوگ اٹھے اور ناکام رہے۔ ممکن ہے کہ پہلے اٹھنے والے کسی
 دنیوی غرض کے ماتحت یا افتقاری جذبہ کے ماتحت اٹھے ہوں اس لئے ناکام رہے ہوں لیکن مجھے
 اپنی کامیابی پر خدا تعالیٰ کی مدد اور نصرت اور تائید کے ساتھ پورا یقین ہے۔ کیونکہ میں اس کی ذات پر مجبور
 کر کے اسی کے پیارے مسیح موعود کی لائی ہوئی تعلیم اور اس کی بنائی ہوئی مقدس جماعت میں جو بگاڑ پیدا ہو کر
 اُسے تباہی کی طرف لیجا نیو لایا ہے اسکی اصلاح کیلئے کھڑا ہوا ہوں مجھے بعض دوستوں نے کہا ہے کہ اُن کو
 جماعت پر بڑا اقتدار ہے پھینک مار کر تمہیں اڑا دیں گے میں نے کہا کہ اُن کے اقتدار اور اپنی بے بسی کو میں بھی
 سمجھتا ہوں لیکن حق کی قوت بڑی زبردست قوت ہے جو باطل کی تمام قوتوں کو مٹا ڈالتی ہے ممکن ہے کہ
 میں کچلا جاؤں اور جماعت میری طرف توجہ نہ کرے لیکن جو بات میں جماعت کے اندر قائم کرنا چاہتا ہوں اور
 جس پجائی کی طرف لانا چاہتا ہوں وہ ضرور قائم ہو کر رہے گی اور وہ نقائص جو گھن کی طرح سلسلہ کی چھتوں کی
 لکڑی کو کھارہم ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اسکے ذریعہ دور ہو جائیں گے۔ دعا علیہا الا البلاغ۔ پس میں دوستوں کی طرف
 اس درد مندانہ اپیل کے جواب کا چند دن تک انتظار کر کے اپنے مفصل بیان کو شائع کرنے کے متعلق فیصلہ کرنا
 والسلام علی من اتبع الهدی ۲۹ خاکسار عبد الرحمن مصری ہیڈ ماسٹر مدرسہ امجدیہ قادیان

جماعت کو خطاب

وَلَا يَجْرُ مِنْكُمْ شَيْءٌ قَوْمٌ عَلَى الْاِتِّعَادِ لَوْ اَعْدَلُوا هُوَ

اقرب ملتقوئے

(ترجمہ) (اے مومنو) لوگوں کی دشمنی ہمیں اس بات پر آمادہ نہ کروے کہ تم انصاف کو ہاتھ سے دیدو۔ انصاف کرو۔ کیونکہ یہی تقوئے کے زیادہ قریب ہے۔

اے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بروز جماعت! میں آپ کو ارشاد الہی ذکر فان الذکر یقنع المؤمنین (الہی ارشادات یاد دلاتا ہوں۔ کیونکہ یہ مومنوں کو نفع دیتا ہے) کے ماتحت آپ کی ایک عظیم الشان غلطی کی طرف توجہ دلاتا ہوں جس کا ارتکاب آپ سے نادانستہ اور بغیر سوچے سمجھے ہو گیا ہے اور یقیناً رکھتا ہوں کہ اس کا غم پانے پر آپ فوراً اس غلطی پر اظہار افسوس کرتے ہوئے اسے واپس لیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں مومنوں کی یہ صفت بیان فرمائی ہے وَالَّذِينَ اِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاَسْتَغْفَرُوا وَلَذَنُوْهُمْ وَ مَنْ يَغْفِرِ اللّٰهُ ذَنْبًا لَاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يَصِيْرْ اَعْلٰی مَا فَعَلُوا فَنَهَدِیْهُمْ یَعْلَمُوْنَ یعنی مومن سے اگر کوئی غلطی ہو جائے، خواہ بڑی ہو یا چھوٹی وہ اللہ تعالیٰ سے فوراً اس کی معافی کا طالب ہوتا ہے۔

اور علم پا کر اس پر کبھی اصرار نہیں کرتا۔ اور پھر فرماتا ہے (انما المؤمنون
 الذین اذا ذکر الله وجلت قلوبهم واذ اقلیت علیہم آیاتہ
 نہاد تہم ایماناً و علی سبھم یتوکلون) یعنی حقیقی مومن صرف
 وہی ہوتے ہیں جن کے سامنے جس وقت بھی اللہ تعالیٰ کا نام آجائے
 ان کے دل فوراً ڈر جاتے ہیں اور جس وقت بھی اللہ تعالیٰ کے
 احکام ان کو سنائے جاتے ہیں ان پر عمل کرنے کی وجہ سے ان کے
 ایمانوں میں زیادتی شروع ہو جاتی ہے اور جس کے نتیجہ میں ان کو
 ماسوی اللہ کا کوئی خوف نہیں رہتا۔ بلکہ محض اللہ تعالیٰ پر ہی توکل
 ہو جاتا ہے۔ میرے عزیزو! میرے بزرگو! آپ نے اپنے ایک
 بے قصور بھائی۔ ہاں اس بھائی کو جو محض آپ لوگوں کو ایک خطرناک
 ظلم جس سے آپ میں سے اکثر بے خبر ہیں کے پنجم سے چھڑانے کے
 لئے اپنی عزت، اپنا مال، اپنی سبیل معاش، اپنا آرام، اپنے اہل و عیال
 کا آرام، اپنے عزیز بچوں کی تعلیم سب کچھ قربان کر کے محض اتنا غرض
 اللہ آپ کی خدمت کے لئے نکلا ہے (مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ
 اپنے فضل و کرم سے میری اس قربانی کو ضائع نہیں کرے گا۔ اور ضرور
 اس کے نیک نتائج پیدا کرے گا۔ اور میری تمام ضروریات کا بھی وہ
 خود ہی متکفل ہو گا۔ انشاء اللہ) دشمن قرار دے کر بغیر کسی قسم کی تحقیق کئے
 اس کے خلاف نفرت و حقارت کے ریزولیوشن پاس کرتے ہوئے ہیشمار
 گالیوں کا اسے نشانہ بنایا ہے۔ عزیزو! بیشک اس سب دشتم سے

آپ نے ایک انسان کو تو خوش کرنے کا سامان کر لیا ہے۔ لیکن یہ بھی توبہ
 جیتنے کے جزاء و سزا کے دن جس کی شان میں لا تضر و انما تضر و ذرا آخری
 وارد ہوا ہے کیا جواب تیار کیا ہے میں نے تو دل سے یہ سب گالیاں
 آپ کو معاف کر دی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے ارشاد فیتبخوا یعنی تحقیق
 کر لیا کرو۔ اور رسول کریم صلیم کے فرمان المسلم من مسلم المسلمون
 من لسانہ دینہ (مسلم وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان کی ایذا رسانی
 سے تمام مسلمان محفوظ رہیں) کو جو آپ نے توڑا ہے اس لئے مجھ کو
 ڈر ہے۔ کہ اس کی وجہ سے کہیں آپ گرفت کے نیچے نہ آجائیں۔
 عزیز دیا آپ خشیتہ اللہ کو دل میں رکھتے ہوئے غور تو کریں کہ کہیں
 آپ نے ایک مومن بھائی کو منافق بناتے ہوئے منافق کے متعلق
 رسول کریم صلیم کی بیان کردہ علامتوں میں سے اس غلامت کے
 ماتحت ادخال خاصم فخر یعنی منافق کی ایک یہ بھی غلامت ہے کہ جب
 اس کا کسی کے ساتھ جھگڑا ہو جائے تو گالیاں دیتا ہے آپ نے اپنے
 اندر تو کوئی غلامت نفاق پیدا نہیں کر لی؟

میرے پیارے بھائیو! آپ نے اپنے تمام ریز و لیو شنز کی بناء
 اس بات پر رکھی ہے کہ میں نے خلیفہ و مدت کے مقابل جماعت میں
 اپنے اثر و رسوخ کا دغوئے کیا ہے۔ اور یہ کہ اس اثر و رسوخ سے کام
 لیکر میں خلیفہ کو گرا دینے کا مدعی ہوں۔ لیکن میں آپ سے تمایز
 ادب سے یہ درپاقت کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ کیا آپ نے

یہ زو لیو شنز پاس کرنے سے قبل میرے اس دعویٰ کو میرے خطوط میں خود پڑھ
 لیا تھا یا میرے وہ الفاظ جن میں میرا یہ دعویٰ صراحتہ مذکور ہو سُن لئے تھے
 اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر آپ ہی خدا کے خوف کو مد نظر رکھتے ہوئے
 بتلائیں کہ اپنے ایک بھائی کے خلاف اتنا خطرناک قدم اٹھانے میں اللہ
 تعالیٰ اور تمام منصف مزاج لوگوں کے نزدیک آپ کس طرح حق بجانب
 ہو سکتے ہیں۔ اگر آپ کہیں کہ خلیفہ وقت کے اعلان میں اس عاجز کی طرف
 یہ دعویٰ منسوب کیا گیا تھا اس لئے آپ لوگوں نے اسے صحیح تسلیم کر لیا تو میں
 نہایت ادب سے عرض کروں گا کہ اپنے ایک بھائی کو منافق، مرتد، بدماں
 فتنہ پرداز، ابلیس بے شرم وغیرہ کے خطابات عنایت کرنے میں یہ عذر
 قطعاً قابلِ سماعت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خلیفہ خدا نہیں آخر وہ بھی انسان
 ہے جس کی طرف گونہ اور غلط بیانی منسوب نہ کی جائے لیکن اس سے
 غلطی نسیان و سہو وغیرہ کے وقوع میں آنے کا تو ہر وقت احتمال موجود
 ہے۔ پس مذہب اور اخلاق کے لحاظ سے یہ تھا کہ آپ مکمل تحقیق کے ذریعہ علی و جوالبعیر
 ہونے سے قبل بالکل خاموش رہتے، اور میرے اصل الفاظ کے منہج کرنے
 کا مطالبہ کرتے۔ اور ساتھ ہی مجھ سے بھی حقیقت دریافت کرتے۔ اس
 کے بعد آپ کا حق تھا کہ اخلاق کا یہ درد کے اندر رہتے ہوئے جو قسم
 آپ چاہتے اٹھاتے۔

میرے بہن بھائیوں ایمان کے ثمرات میں سے ایک یہ بھی ثمرہ ہے کہ
 اس نعمت عظمیٰ کو حاصل کر لینے والا انسان حق گوئی، حق بینی، حق نبی میں

کسی شخصیت کے دباؤ کے نیچے نہیں آتا۔ خواہ وہ کتنی عظیم الشان ہی کیوں
 نہ ہو۔ بلکہ وہ کہ بخافون لومہ لا ٹمہ کا مصداق ہوتا ہے پس آج میں اپنے
 اس اشتہار کے ذریعہ آپ کی خدمت میں اس ایمان کا واسطہ دے کر
 جو خدا کے رسول حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ آپ
 لوگوں کو ملا ہے عرض کرتا ہوں کہ میرے اصل الفاظ کو دکھلانے کا مطالبہ
 کریں۔ جن میں میں نے اثر و رسوخ اور اس کی بنا پر خلیفہ کو گراسنے کا دعویٰ
 کیا ہے۔ اور اگر وہ نہ دکھا سکیں اور یقیناً نہیں دکھا سکیں گے تو آپ خود
 ہی فیصلہ کر لیں کہ مجھ پر کس قدر ظلم کیا گیا ہے۔ اور ان تمام گالیوں کی
 ذمہ داری کس پر آتی ہے۔ جو تمام اکنافِ عالم سے مجھے دی گئی ہیں
 یا دی جائیں گے۔ خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ انہیں غلم بھی دیدیا گیا
 ہے۔ کہ اس عاجز سے تینوں خطوط نہ صرف یہ کہ وہ اس دعویٰ سے
 خالی ہیں بلکہ اس کے برعکس ان میں اس حقیقت کا کھلے الفاظ میں اظہار
 ہے۔ آپ کے اقتدار کی وجہ سے شروع میں جماعت اس عاجز کی طرف
 بالکل توجہ ہی نہیں کرے گی۔ اور یہ کہ یہ عاجز بالکل بے بس اور بے کس ہے
 یا جو وہ غلم پانے کے وہ اب تک خاموش ہیں اور اس کی تردید نہیں کرتے
 اب میں ذیل میں دوستوں کے غلم کے لئے بھی اپنے خط میں سے چند الفاظ
 نقل کر دیتا ہوں تاکہ احباب کو اصل حقیقت تک پہنچنے میں آسانی ہو۔
 بے شک ان باتوں کی وجہ سے کہ جو اقتدار آپ کو حاصل ہو چکا ہے
 اس پر آپ کوتاہ ہے۔ اور آپ یقین رکھتے ہیں کہ میں (آپ) اپنے مد مقابل

کامر ایک آن میں کچل سکتا ہوں۔ اور اس میں بھی شک نہیں کہ میں جو آپ کے مقابلہ کے لئے کھڑا ہونا چاہتا ہوں۔ ایک نہایت ہی کمزور، بے بس بے مال، بے مددگار ہوں۔ اور جہاں آپ کو اپنی طاقت پر ناز ہے وہاں مجھے اپنی کمزوریوں کا اقرار ہے۔ ہاں میں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ حق کی قوت میرے ساتھ ہے اور غلبہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی کو ہوتا ہے۔ جو حق کی تلوار سے کمر کھڑا ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ابتداء میں میری بات کی طرف توجہ نہ کی جائے۔ اور میں اس مقابلہ میں کچلا جاؤں لیکن حق کی تائید کے لئے اور باطل کا سر کچلنے کی غرض سے کھڑے ہونے والے علماء اس قسم کے انجاموں سے کبھی نہیں ڈرتے،

”پس اس مقابلہ میں مجھے اس بات کی قطعاً پروا نہیں کہ میرا انجام کیا ہوگا اور میری بات کوئی سننے گا یا نہیں میری تقویت اور ہمت بڑھانے کے لئے صرف یہی کافی ہے کہ میں حق پر ہوں اور آپ باطل پر ہیں“

میری مندرجہ بالا عبارت میں ایسی واضح باتیں ہیں کہ ان پر ایک سرسری نظر ڈالنے والا بھی باسانی اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے۔ کہ ان میں اثر و رسوخ کا دعویٰ تو کچا اثر و رسوخ کی صورت میں غلطی میں نفی کی گئی ہے اور کھلے الفاظ میں اقرار کیا گیا ہے۔ کہ ابتداء میں جماعت توجہ نہیں کرے گی۔ اور میں کچلا جاؤں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جو قدم میں نے اٹھایا ہے۔ اس کے اٹھانے وقت یہ سب کچھ میرے سامنے تھا۔

جواب وقوع میں آ رہا ہے۔ چنانچہ میں نے اپنے اشتہار و مدعا میں

جون ۲۶ کو لکھا گیا تھا۔ صاف الفاظ میں ذکر کیا ہے: "ممکن ہے میرے
 خلاف نفرت کے ریزولیوشن پاس کروا دیئے جائیں یا جماعت کو اور رنگ
 میں ابھار دیا جائے۔ لیکن مجھے اس کی پروا نہیں میری آواز آج نہیں
 کل۔ کل نہیں پرسوں سنی جائے گی۔ اور ضرور سنی جائیگی انشا اللہ کیونکہ وہ
 آواز اپنے اندر حق رکھتی ہے۔ اور حق کبھی دبایا نہیں جاسکتا۔"

پس یہ ریزولیوشنز خدا کے شخص سے میرے دل میں ذرا بھی گہرا ہٹ
 نہیں پیدا کر سکتے۔ اور نہ میری ہمت کو پست کر سکتے ہیں۔ کیونکہ جب ناقابل
 تردید حقیقت سامنے آئے گی۔ اس وقت ان ریزولیوشنز کو کس نے پوچھنا
 ہے اور انہما عقیدت کے ان دعووں کی کس نے پروا کرنی ہے جو روزانہ
 "الفصل" میں چھپتے رہتے ہیں۔ یہ جماعت چونکہ مومنوں کی جماعت ہے
 اور اس کا تعلق خواہ کسی شخص کے ساتھ ہو محض خدا کے لئے ہے اس
 لئے مجھے اطمینان ہے کہ جب وہ اس شخص کو خدا تعالیٰ کے احکام کے
 صریح خلاف چلتے دیکھے گی اور اس پر یہ بات دلائل سے ثابت ہو جائے
 گی۔ تو وہ اس تعلق کو توڑنے میں ایک سیکنڈ کی بھی دیر نہیں لگائے گی
 میری طرف جو دعویٰ اٹھو اور سوخ منسوب کیا گیا ہے میری طرف سے
 اس کے ثبوت کے مطالبہ پر میرے خط میں سے ایک عبارت "الفصل" میں
 شائع کی گئی ہے۔ گو اس عبارت کا اس دعوئے کے ساتھ دور کا بھی تعلق
 نہیں۔ لیکن یہ خیانت ہوگی اگر میں اس جگہ کا بھی ذکر نہ کروں اور وہ عبارت
 یہ ہے:۔

”کیونکہ آپ اچھی طرح سے جانتے تھے کہ اس شخص کو جماعت میں عزت حاصل ہے ماستریوں کے متعلق تو اس قسم کے عذر گھڑائے گئے تھے کہ ان کے خلاف مقدمہ کا فیصلہ کیا تھا یا ان کی لڑکی پر سوت کے لانے کا مشورہ دیا تھا۔ مگر یہاں اس قسم کا کوئی عذر بھی نہیں چل سکتا۔ اس کے اخلاص میں کوئی دھبہ نہیں رکھایا جاسکتا۔ اس کی بات کو جماعت ماستریوں کی طرح رد نہیں کر دے گی۔ بلکہ اس پر اسے کان دھرنا پڑے گا۔ اور وہ ضرور دھرے گی۔“

اب قطع نظر اس کے کہ اس عبارت کو پیش کرتے وقت متشابہ کو محکم کے ماتحت کرنے کے مسئلہ اصول کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اور قطع نظر اس کے کہ اس سے پہلی اور اس کے بعد کی عبارت کو کاٹ کر اسے پیش کیا گیا ہے، پھر بھی اس عبارت میں سے نہ ہی اثر و رسوخ کا لفظ کھلایا جاسکتا ہے اور نہ ہی کوئی ایسا لفظ بتایا جاسکتا ہے جو اثر و رسوخ پر دلالت کرتا ہو۔ گو میری عبارت میں کوئی ایسا لفظ موجود نہیں لیکن ”افضل“ میں جن الفاظ سے غلط طور پر ایسا نتیجہ نکالا گیا ہے وہ یہ ہیں۔

”بلکہ اس پر اسے کان دھرنا پڑے گا اور وہ ضرور دھرے گی“
اب ابواب خود ہی غور فرمائیں کہ میری عبارت میں کیا کان دھرنے کی وجہ اثر و رسوخ بتائی گئی ہے یا اس کی یہ وجہ بتائی گئی ہے کہ میری طرف نہ تو کوئی دینی غرض منسوب کی جاسکتی ہے جیسی کہ ماستریوں کی طرف کی گئی تھی، اور نہ کوئی ایسی بات پیش کی جاسکتی ہے جو میرے اخلاق

کو مشتبہ کر کے پس جب خود میری غبارت میں اصل وجہ موجود تھی تو اس کو چھوڑ
کر کوئی دوسری وجہ دکانے کی بجائے شمش کرنا کیا حقیقت پر پردہ ڈالنے کی کوشش
کے مترادف نہیں؟ کیا تغویٰ اسی کا نام ہے؟

عزت کے لفظ سے بھی یہ استدلال کیا گیا ہے مگر میں اس استدلال کو
سمجھنے سے قاصر ہوں۔ کیا جماعت میں بہت سے احباب عزت کی نظر سے
نہیں دیکھے جاتے۔ تو کیا عزت کرنے والے یا وہ جن کی عزت کی جاتی ہے
ان میں سے کوئی ایک شخص بھی یہ خیال دل میں لا سکتا ہے۔ کہ اس کے یہ معنی
ہیں کہ فیلسفہ کے مقابل اسے جماعت میں اثر و رسوخ حاصل ہے اگر نہیں تو
پھر میرے اس لفظ کے استعمال سے یہ کیوں سمجھ لیا گیا۔ کہ میں کسی اثر و رسوخ
کا مدعی ہوں میں اس جگہ اس امر کو بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ عبارت
موجودہ وقت کے ساتھ تعلق ہی نہیں رکھتی بلکہ اس کا تعلق دو سال قبل
کے زمانہ کے ساتھ ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جس نقص کو دیکھ کر میں
موجودہ خلیفہ کی بیعت سے علیحدہ ہوا ہوں اس کا علم مجھے قریباً دو سال
قبل ہوا تھا۔ اور میں نے اسی وقت سے اس کی تحقیق شروع کر دی خلیفہ
عاصی کو بھی علم ہو گیا۔ کہ مجھے علم ہو گیا ہے اور میں اس کی تحقیق میں لگا ہوا
ہوں تو اسی وقت اندری اندر میرے خلاف جماعت میں ایسا پراپیگنڈا
شروع کر دیا گیا ہے جس کی غرض احباب کی نظر میں مجھے گرانا تھا۔ تاکہ اگر
بہ ذرا کسی وقت اس شخص کو ظاہر کرے تو کہا جائے جیسا کہ اب کہا جا
رہا ہے کہ فلاں دنیاوی غرض کا پورا نہ کرنا اس علیحدگی کا محرک ہوا ہے،

پس میں نے اس عبارت کے قبل ہی بات لکھی ہے کہ میرے مخالف یہ
 پراپیگنڈا شروع کیا گیا ہے۔ "کیونکہ آپ اچھی طرح سے جانتے تھے چنانچہ
 "کیوں کہ" کا لفظ بتا رہا ہے کہ اس سے قبل کوئی بات ہے جس کی غلط اور
 وجہ اب بتائی جانے لگی ہے۔ اور "جانتے تھے" کا لفظ بتا رہا ہے کہ یہ
 بات کسی گزشتہ زمانہ کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ نہ کہ موجودہ وقت کے ساتھ
 اگر میں اس نقص کا اظہار اسی وقت کرتا جس وقت مجھے اس کا علم ہوا تھا
 یعنی دو سال قبل تو اس وقت چونکہ میرے خلاف آپ کے ہاتھ میں کوئی
 بات نہ تھی جس کو پیش کر کے آپ جماعت کو میری بات پر کان دھرنے
 سے روک سکے۔ اس لئے جماعت ضرور میری بات پر کان نہ دھرنی چنانچہ
 نقل کروہ عبارت کے بعد کی عبارت اس مفہوم کو اچھی طرح سے واضح کر رہی ہے
 اس لئے آپ نے اس میں اپنی خیر سمجھی کہ آہستہ آہستہ اندر ہی اندر اس
 شخص کو جب سے پراپیگنڈے کے ذریعہ جماعت سے گرایا جائے اور اس
 کو اس مقام پر لایا جائے کہ اگر یہ میرے اس (نقص) کو فاش کرے تو
 جماعت تو نہ کرے۔ اور اس کی بات کو بھی اس طرف منسوب کرنے لگے کہ
 کہ اس شخص کی بھی کچھ ذاتی اغراض اور خواہشات تھیں جن کو چاہیے نہیں
 کیا گیا۔ اس لئے یہ بھی ایسا کہنے لگ رہے ہیں۔ اور اذہر سے آپ خود
 مچانا شروع کر دیں کہ دیکھا میں نہیں کتنا غصا کہ یہ اندر سے مستربوں یا
 پیغمبروں یا افرادوں سے ملے ہوئے ہیں۔ اور ایسے تمام لوگوں کے منہ
 بند کرنے کے لئے جن کو آپ کے من (نقص) کا غم ہو جاتا ہے آپ کے پاس

زیادہ تر یہی ایک زبردست حربہ ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ جماعت کے سامنے میں نے کھول کر اس امر کو رکھ دیا ہے کہ میری طرف جو اثر و رسوخ کا دعویٰ منسوب کیا گیا ہے اور جس موہوم اور فرضی دعویٰ کو میری طرف سے جماعت کو پیش کر دے کر جماعت سے میرے خلاف رینڈولیوٹنری پاس کر دیا ہے گئے ہیں وہ بالکل غلط اور بے بنیاد ہیں۔ اور اس بات کا فیصلہ کرنا کہ اس معاملہ میں کہاں تک تقویٰ اللہ اور دیانت داری سے کام لیا گیا ہے، جماعت کا کام ہے اور جماعت کا یہ بھی فرض ہے کہ اس کے نتیجہ میں جو ظلم مجھ پر ہوا اس کی تلافی رسول کریم صلعم کے ارشاد مبارک انصر خات ظالموا و مظلمو مآ کی تکمیل میں کرے۔ اور اب یہ جماعت کا کام ہے کہ وہ اپنے فرض کو پہچانے یا پہچانے نہیں نے اس کے سامنے حقیقت رکھ دی ہے۔

ایک اور غلط بات جو اعلان میں میری طرف منسوب کر کے جماعت کو بھڑکایا گیا ہے اور اس کو بھی جماعت نے میرے خلاف رینڈولیوٹنری بنا کر پھیرا ہے۔ کہ اعلان میں یہ لکھا گیا ہے: اس کے چند گھنٹہ بعد آپ کا تیسرا خط ملا کہ اگرچہ بیس گھنٹہ تک آپ کی تسلی نہ کی گئی، تو آپ جماعت سے علیحدہ ہو چائیں گے۔ حالانکہ میرے کسی خط میں بھی نہ صرف یہ کہ جماعت سے علیحدہ ہوئے گا ذکر ہی نہیں بلکہ برعکس اس کے ان خطوں میں جماعت کے ساتھ وابستہ رہنے کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ ذیل کی عبارتیں میرے اس بیان کی پوری طرح تصدیق کر دیں گی۔

”میں آپ سے الگ ہو سکتا ہوں، لیکن جماعت سے غلطی نہیں ہو سکتی
 کیونکہ جماعت سے علیحدگی ہلاکت کا موجب ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے
 اور چونکہ دنیا میں کوئی ایسی جماعت نہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام
 کے لئے ہوئے صحیح عقائد و تعلیم پر قائم ہو، جو اس جماعت کے جس نے
 آپ کو خلیفہ تسلیم کیا ہوا ہے، اس لئے میں دوسرا نہیں میں سے ایک کو ہی اختیار
 کر سکتا ہوں، یا تو میں جماعت کو آپ کی صحیح حالت سے آگاہ کر کے آپ کو
 خلافت سے معزول کر اکر نئے خلیفہ کا انتخاب کر اؤں، اور یہ راہ پرانہ خطرات
 ہے اور یا جماعت میں آپ کے ساتھ مل کر اس طرح رہوں جس طرح میں
 نے اوپر بیان کیا ہے۔“

پس اگر آپ توبہ کرنے کیلئے تیار نہیں تو مجھے آپ اپنی بیعت سے علیحدہ سمجھ
 لیں، کیونکہ میں ایسے آدمی کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دے سکتا جو ایسے
 (نقائص) میں مبتلا ہو، ہاں جیسا کہ میں پہلے بھی مفصل عرض کر چکا ہوں،
 میں جماعت کا باقاعدہ فرد ہوں، جماعت سے میں الگ نہیں ہو سکتا، آپ
 کی بیعت کا جو اپنی گردن منہ اتارنے کی یہ قسمی و جہر ہے کہ میں آزاد ہو کر جماعت
 کو دوسرے خلیفہ کے انتخاب کی طرف جلد توجہ دلا سکوں۔“

”اگر آپ اس توبہ پر ماضی ہوں تو میں آپ کا خادم ہوں اور انشاء اللہ
 تعالیٰ رہوں گا، ورنہ جیسا کہ میں نے اوپر ذکر کیا ہے، میں آپ کے ساتھ قطعاً
 نہیں رہ سکتا۔“

منہ مجھ بالا عبارتوں میں سے سات باتیں عیاں ہیں۔

۱۔ میں جماعت سے علیحدگی کو ہلاکت یقین کرتا ہوں۔

۲۔ میں جماعت کا باقاعدہ فروہوں

۳۔ موجودہ خلیفہ کے وجود میں بعض اہم نقائص کی وجہ سے میں ان کی بیعت میں نہیں رہ سکتا۔

۴۔ وہ نقائص ایسے ہیں جو ان کی معزولی کے متقاضی ہیں

۵۔ میری بیعت سے علیحدگی بدین وجہ ہے کہ میں آزاد ہو کر جماعت کرنے خلیفہ کے انتخاب کی طرف توجہ دلا سکوں۔

۶۔ میں خلافت کا قائل ہوں (جو لوگ مجھے خلافت کا منکر قرار دے رہے ہیں وہ میری مندرجہ بالا تحریر کو غور سے پڑھیں)۔

۷۔ میری انتہائی کوشش ہے کہ اگر موجودہ خلیفہ ہی رجوع کرے تو خلافت

کو نہ بدلا جائے۔ اس کی تائید میری مندرجہ ذیل عبارت سے بھی ہوتی ہے۔
 "میں ہرگز اس بات کو نہیں چاہتا کہ سلسلے کے موجودہ نظام کو توڑ دیا جائے اور اس وقت تک کہ آپ کی اصلاح ہو جائے آپ کے نقائص کے معالہ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں ایہ سمجھ لوں گا"

۸۔ اب ان واضح تحریروں کے ہوتے ہوئے یہ اعلان میں ظاہر کرنا کہ میں نے یہ لکھا کہ میں جماعت سے علیحدہ ہو جاؤں گا کس قدر بسمارت اور جماعت کی عقول اور اس کے اخلاص کے ساتھ کھیلنا ہے

میں اس جگہ بعض دوستوں کے اس خیال کے متعلق بھی کہ خلیفہ سے علیحدگی جماعت سے علیحدگی کے ہی مترادف ہے کچھ غرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔

یہ بات بالکل غلط ہے کہ جو شخص خلیفہ کی بیعت نہیں کرتا یا بیعت سے غلیحہ کی اختیار کرتا ہے۔ وہ اصل سلسلہ سے بھی الگ ہو جاتا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت ابوبکر رضی کی چھ ماہ تک بیعت نہیں کی تھی تو کیا کوئی ان کے متعلق یہ کہنے کی جرأت کر سکتا ہے کہ وہ اس وقت تک اسلام سے خارج تھے۔ حضرت علیؑ کی بیعت مسلمانوں کے ایک بڑے گروہ نے نہیں کی تھی تو کیا وہ سب اسلام سے خارج تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی نے حضرت علیؑ کی بیعت نہیں کی تھی تو کیا اسلام سے خارج سمجھتے ہو۔ ؟ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ جیسے جلیل القدر صحابہ نے حضرت علیؑ کی بیعت کر لینے کے بعد بیعت کو فسخ کر لیا مگر کوئی ہے جو جرأت کر کے انہیں اسلام سے خارج قرار دے۔ دوستو! یہ خیال کسی مصلحت کے ماتحت آج پیدا کیا جا رہا ہے ورنہ قرآن کریم، احادیث نبوی، عمل صحابہ کرام میں اس کا نام و نشان بھی نہیں ملتا۔

امور مندرجہ اعلان سے میں اس وقت صرف اتنی دوامروں کی وضاحت یہ اکتفا کرتا ہوں کیونکہ جماعت کو میرے خلاف مشتعل کرنے کے لئے نبی دو یا تین تراشی گئی ہیں مفصل تنقیب اس اعلان پر انشاء اللہ الگ ٹریکٹ میں کروں گا۔ اس وقت احباب کو اور بھی وضاحت سے معلوم ہو جائے گا کہ کس عجیب و غریب ڈھنگ سے جماعت کو اصل حقیقت سے تاریکی میں رکھا گیا ہے۔

میرے پیارے بھائیو! آپ خود ہی غور فرمائیں کہ ایک ایسے شخص کو جو خلافت

جیسے عظیم الشان منصب پر مرفراز ہے۔ اور جس کا توکل تمام تر محض اللہ تعالیٰ پر ہی ہے۔ مجھ جیسے ناچیز اور بے حیثیت انسان سے جماعت کو بدظن کرنے کیلئے ایسا طریق اختیار کرنے کی کیوں ضرورت پیش آئی (مجھے معاف فرمایا جائے اگر میں یہ کہوں) کہ یقیناً یہ تقویٰ سے کہ سوں دور ہے میں چیلنج کرتا ہوں کہ میرے خطوط میں سے اثر و رسوخ کا دغوی دکھلایا جائے میں چیلنج کرتا ہوں کہ میرے خطوط میں سے جماعت سے غلیحہ ہونے کا ذکر دکھلایا جائے اور میں دغوی سے کہتا ہوں کہ اگر تمام وہ علماء جو میرے خلاف آج کل یکپہلو دینے اور منافرت پھیلانے میں مشغول ہیں اکٹھے ہو کر بھی کوشش کریں تب بھی وہ یہ دو باتیں نہیں دکھلا سکیں گے۔ اور ہرگز نہیں دکھلا سکیں گے۔

ہاں مجھے یاد آیا کہ میر محمد اسحاق صاحب نے قادیان میں تقریر کرتے ہوئے یہ بھی کہا تھا کہ یہ عاجز اپنے خطوط میں شمارہ کا طلب گزار ہوا ہے میں اس امر کو بھی اپنے چیلنج میں شامل کر لیتا ہوں۔

اب احباب ہی مجھے بتلائیں کہ ان کھلی کھلی تحریروں کہہ دیتے ہوئے جن میں نہ صرف یہ کہ اثر و رسوخ کا ذکر تک نہیں بلکہ اس کے خلاف عدم اثر و عدم رسوخ کا پُر زور الفاظ میں اقرار ہے۔ اور جن میں نہ صرف یہ کہ جماعت سے غلیحہ کی اشارہ تک بھی نہیں بلکہ برعکس اس کے جماعت کا باقاعدہ فرد ہونے پر زور ہے۔ کیوں اعلان میں اس عاجز کی طرف غلط طور پر یہ دونوں باتیں منسوب کی گئی ہیں۔

ہر بانی فرما کر مجھے بتلایا جائے کہ کیا یہ فعل خلیفہ صاحب کے شایاں ہے
 اور مجھے یہ بھی جماعت بتلائے کہ اگر میں اس طریق کو خلافت تقویٰ طریق کے
 نام سے موسوم کروں تو میں حق بجانب ہوں یا نہیں کیا خلیفہ کی طرف سے
 اس قسم کی تصریح غلط بیانی کا ارتکاب حیرت میں ڈالنے والا نہیں میرے
 نزدیک تو ایک غور کرنے والے شخص کے لئے میرے سچا ہونے پر ان کا
 یہ فعل ہی زبردست دلیل ہے کیونکہ یہ اظہر من الشمس ہے کہ اثر و رسوخ
 کے ادعا کے الفاظ زائد کرنے سے بغیر اس کے اور کوئی غرض نہیں ہو سکتی
 کہ جماعت یہ دیکھ کر کہ ایک شخص خلیفہ کے مقابل اثر و رسوخ کا دعوے
 کرتا ہے فوراً بھڑک اٹھے اور نفرت کا اظہار شروع کر دے۔ چنانچہ اشارہ
 پر ہی اکتفا نہیں کیا گیا۔ بلکہ اس اعلان کے بعد افضل میں یہ اعلان کر کے
 کہ عبدالرحمان مصری کا جماعتوں کا کھلا چیلنج ہے اب دیکھیں جماعتیں اس
 چیلنج کا کیا جواب دیتی ہیں۔ اس غرض کی وضاحت کر دی گئی۔
 لیکن سوال یہ ہے کہ یہ غیر مستحسن طریق کیوں اختیار کیا گیا۔ اور کیوں جماعت
 میں منافرت پھیلانے کی کوشش کی گئی ہے سو یاد رہے کہ اس کی وجہ صرف
 ایک ہی ہے۔ اور وہ یہ کہ یہ سب کارروائی محض اس لئے کی گئی ہے کہ جماعت
 کی توجہ اس اصل وجہ کی تحقیق سے ہٹ جائے۔ جو میرے بیعت سے
 علیحدگی کا باعث ہوئی ہے۔ کیونکہ اس بات کو ہر شخص یا سانی سمجھ سکتا ہے
 کہ جس شخص کے خلاف دل نفرت کے جذبات سے بھر جائے اس کی بات
 خواہ کتنی ہی سچی کیوں نہ ہو اثر نہیں رکھتی۔ پس انہوں نے بھی انسانی فطرت کی

اس کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جماعت کو میرے خلاف مشتعل کر کے
 احباب کے دلوں میں نفرت کے جذبات پیدا کر دیئے۔ تاکہ جس وقت یہ عاجز
 ان مبنی بر حقیقت نقائص کو بیان کر دے تو جماعت کے دل اسے رد
 کرنے کیلئے تیار ہوں۔ اگر وہ نقائص سچے نہ ہوتے، تو انہیں اس پر فریب
 (Credence) راستہ کو اختیار کرنے کی بھی ضرورت پیش نہ آتی
 بلکہ مومنانہ سادگی، صاف گوئی اور تقویٰ سے کام لیتے ہوئے جرات اور
 دلیری کے ساتھ یہ جواب دیتے کہ جو نقص تم نے میری طرف منسوب کئے
 ہیں وہ بالکل غلط ہیں۔ بیشک علانیہ ان کی تحقیق کر لو۔

چاہیئے تو یہ تھا کہ فوراً ایک آزاد کمیشن بھانے کی نائے کا اظہار کرتے
 لیکن ایسا کرنے کی بجائے تسلی چاہنے والے کے متعلق جماعت سے
 اخراج کا اعلان کر دیا جاتا ہے

اے صحابہ کرامؓ کے بروز کھلانے والی جماعت ایسے مواقع پر صحابہ کرامؓ
 کا جو طرز عمل ہوا کرتا تھا۔ وہ آپ لوگوں کے سامنے رکھتا ہوں اور وہ یہ
 تھا کہ جب کسی سمان کو کوئی شکایت پیدا ہوئی اور خلیفہ وقت نے اس
 کی طرف توجہ نہ کی۔ تو وہ حضرت بنی کریمؓ کے صحابہؓ کو توجہ دلاتے
 تھے اور وہ فوراً خلیفہ وقت کے پاس جاتے اور ان شکایات کو پیش کرتے
 اور اگر انہیں درست پاتے۔ تو خلیفہ وقت سے ان کی تلافی کراتے اور
 خلیفہ وقت بھی علی الاعلان اپنی غلطی کا اقرار کرتا۔ اور اس سے رجوع کا
 اعلان کرتا۔ پس صحابہ کرامؓ کے اس طرز عمل کو پیش کر کے میں بھی اپنی

جماعت سے پرزور اپیل کرتا ہوں۔ مگر وہ میری شکایات کو سننے کے لئے فوراً
ایک آزاد کمیشن مقرر کرے۔ اگر وہ کمیشن میری شکایات کو سن کر میرے ساتھ
متفق ہو جائے۔ کہ ان شکایات کی موجودگی میں خلیفہ خلیفہ نہیں رہ سکتا
تو پھر وہ ان شکایات کی تحقیق کرے۔ اور تحقیق میں اگر وہ شکایات
صحیح ثابت ہو جائیں تو موجودہ اور آئندہ خلیفہ کے متعلق اپنا فیصلہ کر لے
میں جماعت کو یقین دلاتا ہوں کہ جن نقائص کی وجہ سے میں بیعت
سے علیحدہ ہوا ہوں وہ یقیناً خلیفہ میں موجود ہیں اور ان کے اثبات کے
لئے میرے پاس کافی دلائل ہیں۔ اور وہ ایسے نقائص ہیں کہ جن
کی موجودگی میں کوئی شخص خلیفہ نہیں رہ سکتا۔

پس جماعت کا یہ فرض ہے کہ ان کی تحقیق کی طرف فوراً توجہ کرے
ورنہ وہ بحرمانہ خاموشی کی مرتکب ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی
اس غفلت کی جوابدہ ہوگی۔ جب تک انہیں علم نہیں تھا اس وقت
تک وہ معذور تھے۔ لیکن اب جبکہ ان کے علم میں بات آگئی ہے
تو اب خاموشی اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں انہیں قصور وار بنا دے گی
پس دوستو! مٹو! اور خوف کی چادر اتار کر مومنانہ دلیری سے
کام لیتے ہوئے تحقیق شروع کر دو۔ خلیفہ کی اجازت کی اس میں
قطعاً ضرورت نہیں۔ خلیفہ اور خاکسار کا مقدمہ جماعت کے
سامنے پیش ہے جماعت کا فرض ہے کہ وہ فریقین کے
بیانات سن کر انصاف کے ساتھ اپنا فیصلہ دے نہ کہ یک طرفہ

بیان سن کر ہی ایک بھائی کے خلاف ڈگری دیدے جیسا کہ اس وقت تک کیا گیا ہے۔ دوست یا دور کہیں کہ اگر انہوں نے اس وقت دلیسری سے کام لیکر تحقیق نہ کی تو وہ خلیفہ کو ان نقائص میں مبتلا رکھنے میں ان کے محروم معاون بن کر اللہ تعالیٰ کے حضور خود مجرم قرار پائیں گے۔ اور ان کے نقائص کی وجہ سے جو خطرناک نتائج جماعت میں پیدا ہو رہے ہیں ان کی تمام ذمہ داری خود جماعت پر ہوگی۔

اے خدا۔ تو گواہ رہ کہ میں نے وصا علینا الا البلاء غم کے ماتحت اس کے فرض سے آگاہ کر دیا ہے اور اب اگر وہ اپنے فرض کو شناخت نہیں کرتی تو یہ اس کا قصور ہے میں اب پری الذمہ ہوں۔ ہاں میں اللہ تعالیٰ کے دوسرے ارشاد ذکر کی تعمیل میں حسب توفیق و حسب استطاعت پھر بھی یاد کرتا رہوں گا۔
وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ
وَالسَّلَامُ عَلَيَّ مِنْ أَيْدِي الْمُهْدِي

خاکسار

عبد الرحمان مصری

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَعَلَى عَبْدِ الْمَسِيحِ الْمَوْعُودِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَلَيْكُمُ

کیا تمام خلیفے خدا ہی بناتا ہے؟ خدا تعالیٰ کے حکم اور عدل کا فیصلہ

جب سے میں نے جناب خلیفہ صاحب کی بیعت سے علیحدگی اختیار کی ہے اس وقت سے جماعت کے احباب نے تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ مجھ پر میری غلطی واضح کرنے کیلئے جو سب سے بڑی دلیل پیش کی ہے وہ یہی ہے کہ خلیفہ خدا ہی مقرر کرتا ہے اس کے بنانے میں انسانوں کا دخل نہیں اس لئے اس کے معزول کرنے کا بھی ہمیں اختیار نہیں اور اس کے ثبوت میں آیت استخلاف کو پیش کیا ہے۔ غول خلفاء کے متعلق تو میں نے ایک دوسرے اشتہار میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اس اشتہار میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ احباب کا یہ خیال کہ ہر قسم کے خلفاء خدا ہی مقرر کرتا ہے میرے خیال میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں کے بالکل خلاف ہے گو اس خیال کی غلطی کو متعدد دلائل سے واضح کیا جاسکتا ہے۔ مگر اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے میں اس اشتہار میں صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں سے ہی حجت پکڑوں گا۔ اور ایک احمدی کہلانے والے شخص کی تسلی کے لئے خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ حکم و عدل کے فیصلہ سے بڑھ کر اور کوئی فیصلہ ہو سکتا ہے۔ میرے نزدیک ان خلفاء میں سے جن

کو قوم منتخب کرتی ہے۔ صرف پہلا خلیفہ ہی ایسا ہوتا ہے جس کے متعلق حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عقیدہ ہے کہ وہ آیتہ استخلاف کے ماتحت منتخب کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد آنے والے خلفاء کے متعلق آپ کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں کہ ان کے انتخاب میں اللہ تعالیٰ کا دخل ہوتا ہے۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

”صوفیاء نے لکھا ہے جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے۔ تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اس کے دل میں حق ڈالا جاتا ہے۔ جب کوئی رسول و مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے۔ اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے۔ مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعے اس کو مٹاتا ہے۔ اور پھر گویا اس امر کا از سر نو اس خلیفہ کے ذریعے اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔ آنحضرت صلعم نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا اس میں بھی یہی بصیرت تھا۔ کہ آپ کو بھی خوب علم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرمائے گا۔ کیونکہ یہ خدا کا ہی کام ہے اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں۔

چنانچہ انہوں نے حضرت ابو بکر صدیق رض کو اس کام کے واسطے خلیفہ بنایا اور سب سے اول حق انہیں کے دل میں ڈالا۔

الحکم جلد ۱۲ نمبر ۲ مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۵۸ء صفحہ ۲

اس حوالہ کی عبارت پکار پکار کر کہہ رہی ہے۔ کہ نبی کی وفات کے بعد جس شخص نے خلیفہ ہونا ہوتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے انتخاب سے ہوتا ہے اور اس کی وجہ بھی بیان فرمادی۔ کہ نبی کی وفات پر دنیا پر ایک زلزلہ آتا ہے اور وہ ایک بہت ہی

خطرناک وقت ہوتا ہے۔ اس لئے خدا کے انتخاب کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ اس
 دین کو جس طرح اس نے نبی کے ذریعہ سے مستحکم کیا تھا، اسی طرح اس خلیفہ کے
 ذریعہ بھی کرے۔ لیکن اس کے بعد چونکہ وہ خطرناک وقت اور زلزلہ گزر جاتا
 ہے۔ اس لئے پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے انتخاب کی ضرورت بھی باقی نہیں
 رہتی۔ چنانچہ رسول کریم صلیم کا اپنے بعد کسی خلیفہ کو خود مقرر نہ کرنے کی اپنے
 یہی وجہ بیان فرمائی ہے کہ آنحضرت صلیم کو اس قانون الہی کا خوب علم تھا اور
 آنحضرت صلیم خوب جانتے تھے کہ میری وفات کے بعد اللہ تعالیٰ کسی ایسے
 شخص کو ہی کھڑا کرے گا جن کے دل میں وہ خود حق ڈالے گا۔ اور جس کے
 ذریعہ سے وہ دین کو مستحکم کر دے گا۔ (خاکسار غرض کرتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے
 کہ حضرت ابوبکر رضا کو بھی اس قانون الہی کا کہ صرف پہلے خلیفہ کا تقرر ہی خدا
 تعالیٰ پر چھوڑا جاسکتا ہے۔ خوب علم تھا۔ اسی بنا پر انہوں نے صرف چند
 صحابہ رض کے مشورے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تقرر خود فرما دیا بعد میں
 باقی قوم سے رضامندی حاصل کر لی۔ اسی طرح حضرت عمر رض نے بھی ایک
 رنگ میں اپنے بعد آنے والے خلیفہ کا تقرر کر دیا) حضرت مسیح موعودؑ کے اس
 عقیدے کی تصدیق حضور کی کتاب اسر الخلیفۃ سے بھی ہوتی ہے اور
 سے ہوتی ہے۔ چنانچہ اسر الخلیفۃ کے صفحہ ۷۱ پر صاف الفاظ میں فرماتے
 ہیں۔ اور اس میں کہ فی شک نہیں کہ آیت استخلاف کی اس پیشگوئی کا مصداق
 کہ اللہ تعالیٰ ایسے زمانے میں کسی مومن کو خلیفہ بتائے گا۔ اور مومنوں کو ان
 کے خوف کے بعد امن دے گا۔ اور متزلزل دین کو استحکام بخشنے گا۔ (وہ

دوست جو دینہم سے مراد خلیفہ کی پالیسی لیتے ہیں فوراً کریں کہ اس تحریر
 میں حضرت مسیح موعودؑ نے دینہم سے مراد اللہ تعالیٰ کا دین یعنی اسلام
 مراد لیا ہے۔ یا خلفاء کی پالیسی اور مفسدوں کو ہلاک کرے گا۔ سوائے
 ابو بکر رضی اللہ عنہ اور آپ کے زمانے کے اور کوئی نہیں، بلکہ آپ نے یہاں تک فرمایا
 کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے سوا آیات اختلاف کو کسی اور کی خلافت
 پر مبنی نہیں کیا جاسکتا۔ اور ممکن نہیں کہ دوسرے لوگوں میں سے اس کی
 نظیر پیش کی جائے۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۸ پر فرماتے ہیں مجھے
 علم دیا گیا ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی شان تمام صحابہ سے بڑھ کر اور آپ
 کا مقام تمام صحابہ سے بلند تھا۔ اور آپ ہی بغیر کسی شک و شبہ کے پہلے خلیفہ
 تھے۔ اور آپ ہی کے بارے میں خلافت کی آیات نازل ہوئی ہیں۔ اسے
 عقل کے دشمنوں! اگر تم پر خیال کرتے ہو کہ آیت اختلاف کا مصداق حضرت
 ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے کے بعد کوئی اور بھی ہے تو اس کے متعلق یقینی خبر پیش
 کرو۔ اگر تم سچے ہو اور اگر تم پیش نہ کر سکو۔ اور تم ہرگز پیش نہیں کر سکو گے تو
 تم نیکیوں کے دشمن مت بنو۔

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۹ پر فرماتے ہیں: آیت اختلاف کا مصداق
 ہونے کی اہل صرف حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی ہی خلافت ہے جیسا کہ اہل تحقیق
 پر مبنی نہیں۔ اب احباب ان تینوں حوالوں پر غور کریں اور دیکھیں کہ کس صفائی
 کے ساتھ حضرت اندلس صرف حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کو ہی
 آیت اختلاف کا مصداق قرار دے رہے ہیں۔ وہ صرف مصداق قرار دے رہے ہیں

بلکہ دوسروں سے اس بات کو منوانے کیلئے کس قدر زور دے رہے ہیں اور انکار کرنے والوں کو چیلنج کر رہے ہیں کہ اگر حضرت صدیق رضا کے زمانے کے بعد کوئی اور اس آیت کا مصداق ہوا ہے تو اسے پیش کر دے اور پھر اسی پر بس نہیں بلکہ تعدی کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اسے انکار کرنے والو تم ہرگز پیش نہیں کر سکو گے۔

اول تو یہی حوالے جو اوپر پیش کئے جا چکے ہیں حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لانے والوں کے لئے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کافی سے بھی زیادہ ہیں کہ نبی یا کسی شیخ کی وفات کے بعد تمام خلفاء خدا تعالیٰ ہی نہیں بنایا کرتا بلکہ صرف پہلے خلیفہ کے انتخاب میں ہی اللہ تعالیٰ کا دخل ہوتا ہے دوسرے یا بعد کے خلفاء میں اللہ تعالیٰ کے انتخاب میں ہرگز دخل نہیں ہوتا لیکن حضرت مسیح موعودؑ کی ایک اور تحریر ہے جو اس بات کا قطعی فیصلہ کر دیتی ہے کہ تمام خلفاء خدا نہیں بنایا کرتا بلکہ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے نزدیک خلفاء دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جو آیت استخلاف کے ماتحت ہوتے ہیں اور دوسرے وہ جو آیت استخلاف کے ماتحت نہیں ہوتے بلکہ وہ تحریر حسب ذیل ہے۔

”لیکن حضرت علیؑ کی خلافت اس امن کی مصداق نہیں ہے جس کی بشارت رحمان کی طرف سے آیت استخلاف میں دی گئی ہے بلکہ حضرت علی مرتضیٰ کو ان کے زمانے کے لوگوں کی طرف سے سخت تکلیف دی گئی اور آپ کی خلافت مختلف قسم کے فتنوں اور فسادوں کے بیچے روندی گئی

آپ پر اللہ تعالیٰ کا فضل بڑا تھا۔ لیکن آپ کی زندگی غم ادا الم میں گزری اور آپ
 اس بات پر قادر نہ ہو سکے کہ جن کی شاعت کر سکیں اور شیاطین کو شکست دے
 سکیں جیسا کہ پہلے خلفا کرتے رہے۔ پس یہ ممکن نہیں کہ ہم آپ کی خلافت کو آیت
 اختلاف کی بشارت کا موقعا قرار دے سکیں۔ پس آپ کی خلافت یقیناً فساد
 بغاوت اور خسران کے زمانے میں تھی۔ اور اس زمانے میں امن ظاہر نہیں ہوا
 بلکہ امن کے بعد خوف ظاہر ہوا۔ اور فتنے شروع ہو گئے۔ اور تکالیف اور مصائب
 پہ درپے آ گئے۔ اور اسلام کے نظام میں خلل ظہور پذیر ہو گئے۔ الا خیر الا نام علی
 اللہ علیہ وسلم کی امت میں اختلافات نمودار ہو گئے۔ اور فتنوں کے دروازے
 کھل گئے۔ اور کینے اور بغض نے مرنکال لیا۔ اور ہر نئے دن میں نئی قوم کا
 جھگڑا شروع ہو جاتا تھا۔ اور زمانے کے حقے کثیر ہو گئے۔ اور امن سکے پر عہدے
 اڑ گئے۔ منافق جوشیوں پر فتنے اور فتنے موجیں مار رہے تھے کہ اسلام فساد
 اب یہ بات تو تمام اسلامی دنیا میں مسلم ہے۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ برحق ہیں اور
 ہمارے اصحاب بھی۔ ہمیں خلیفہ برحق ہی تسلیم کرتے ہیں پس وہ اصحاب ہو خلفاء
 برحق کی یہ علامت قرار دیتے ہیں کہ ان کے زمانے میں ایمان کا دین مدد کے ذریعہ پر
 مستحکم ہو جاتا ہے۔ اور خوف امن سے بدل جاتا ہے وہ اس حوالے پر غور کریں
 اور دیکھیں کہ کیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت
 کے متعلق بالکل اس کے برعکس نہیں فرماتا ہے کیا حضرت اقدسؑ نے صریح نہیں
 فرمایا کہ ان کے زمانے میں دین کی افاعت نہ ہوئی۔ شیاطین کو بچاؤ دکھایا جا
 سکا۔ اور صرف یہ کہ خوف امن سے نہیں جلا۔ بلکہ اس کے برعکس امن خوف سے

متبدل ہو گیا پس اس حوالہ کی روشنی میں وہی صورتیں ہو سکتی ہیں اول یا تو حضرت
 علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا ہی انکار کر دیا جائے اور یہ مان لیا جائے کہ وہ خلیفہ برحق
 نہ تھے اور یہ بات مسلمات کے خلاف ہے اور خود حضرت اقدس بھی آپ کو خلیفہ
 تسلیم کرتے ہیں۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ وہ خلیفہ تو بے شک تھے لیکن
 آیت استخلاف کے ماتحت نہ تھے اور یہی صورت صحیح ہے اس حوالہ سے
 صاف ثابت ہو گیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے نزدیک خلفاء و قسَم کے ہونے میں ایک
 وہ آیت استخلاف کے ماتحت ہوتے ہیں اور ایک وہ وہ خلیفہ تو ہوتے ہیں لیکن
 آیت استخلاف کے ماتحت خلیفہ نہیں ہوتے۔ اس لئے یہ کہنا کہ تمام خلیفہ ائمہ علیہ
 السلام ہی آیت استخلاف کے ماتحت مقرر کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کی تحریروں سے غلط ثابت ہو گیا اور اس لئے جو نتیجہ عدم غزنی غلطہ کا اس
 سے نکالا گیا تھا وہ خود بخود ہی باطل ہو گیا۔ بعض دوست یہ فرماتے ہیں کہ
 حضرت مسیح موعودؑ کا یہ حوالہ شیعہ حضرات کے جواب میں ہے لیکن جہاں
 تک میں نے غور کیا ہے مجھے یہ جواب درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ جن امور پر
 حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے استدلال کی بنیاد رکھی ہے وہ امور وہ ہیں جن کی
 تصدیق ہماری اپنی تاریخوں سے ہوتی ہے۔ لیکن اگر ایسے دوستوں کو اپنے خیال
 کی صحت پر اصرار ہو تو وہ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں سے اگر دیکھا دیں کہ حضورؑ نے کسی
 اور جگہ حضرت علیؑ کو آیت استخلاف کے ماتحت خلیفہ تسلیم کیا ہو۔ تو پھر اس حوالہ
 پر غور ہو سکتا ہے۔ و نیز اس نص کے مقابلہ میں کسی خیالی بات کی کوئی وقعت
 نہیں ہو سکتی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ تو کجا حضرت مسیح موعودؑ تو صرف حضرت

صدیق و مذکور ہی آیت استخلاف کے ماتحت خلیفہ تسلیم کرتے ہیں جیسا کہ اوپر متعدد حوالوں سے ثابت کیا جا چکا ہے اور ان کے سوا کسی اور خلیفہ کو آیت استخلاف کے ماتحت تسلیم نہیں کرتے۔ گو مجرد خلیفہ انہیں مانتے ہیں مگر خلاصہ کلام یہ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں سے یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ انبیاء اور مشائخ کی وفات کے بعد صرف پہلا خلیفہ ہی خدائی انتخاب سے ہوتا ہے۔ باقی منتخب شدہ خلیفہ آیت استخلاف کے ماتحت نہیں آتے۔ اور متنازعہ فیہ خلافت پہلی خلافت نہیں ہے۔ بلکہ دوسری خلافت ہے۔ اور اس لئے یہ آیت استخلاف کے ماتحت نہیں لکھی۔ اور جب یہ خلافت آیت استخلاف کے ماتحت نہیں ہوئی۔ تو اس کا انتخاب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں کیا جاسکتا۔ اور اہل ہاب کے مسلمات کی رو سے اس کے عزل کے بعد اس کا جو نتیجہ اس بنا پر نکال لیا وہ درست نہ رہا۔ پس یا تو عدم عزل کی کوئی اور نص پیش کرنی چاہیے۔ اور یا اس کا عزل کو تسلیم کر لینا چاہیے۔

پس میں جماعت سے امید نہیں بلکہ یقین رکھتا ہوں کہ وہ اپنے آقا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مندرجہ ذیل ارشاد (۱) جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے اور ہر ایک جہاں میں مجھے حکم ٹھہراتا ہے اور ہر ایک خانہ کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا اس میں تو نخوت خود پسندی اور خود اکتیاری پاؤ گے پس جہاں کہ وہ مجھ میں سے نہیں کہہ سکے وہ میری باتوں کا جو مجھے خدا سے ملی ہیں عزت سے نہیں دیکھتا اس لئے آسمان پر اس کی عزت نہیں، پر عمل کرتے ہوئے

حضور کے اس فیصلے کو ہی جو حضور اس مسئلہ میں اپنی کتب میں ایک مشعل ہدایت
 کے طور پر ہمارے لئے چھوڑ گئے ہیں آخری فیصلہ سمجھ لیں گی۔ اور اس کے مقابل
 میں ہر اس قول کو جو اس کے مخالف ہو خواہ وہ کتنے ہی بڑے انسان کے منہ
 سے نکلا ہو ٹھکرا دے گی۔ اسے ہمارے پادری خدا! تو محض اپنے فضل و کرم
 سے ہم صعب کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیصلوں پر ایمان
 لانے اور انہیں دل سے قبول کرنے اور ان پر التشریح عدد سے عمل پیرا ہونے
 کی توفیق عطا فرما۔ تاہم خود پسندی اور خود اختیاری سے پاک ہو کر تیرے
 حضور میں حقیقی عزت حاصل کرنے والے بنیں۔ آمین یا رب العالمین

والسلام

قوم کا سچا خادم

خاکسار شیخ عبدالرحمان مصری

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَعَلَى عِبَادِ الْمَسِيحِ الْمَوْعُودِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَسَلَّمَ رَسُوْلَهُ الْكَرِيمِ

عزل خلیفہ

موجودہ خلیفہ کے معزول کرنے کے سوال پر غور کرنے کے لئے جو کمیشن کا مطالبہ میں نے جماعت سے کیا اس کی طرف عدم التفات کی سب سے بڑی دو وجوہات احباب کی طرف سے پیش کی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ موجودہ خلیفہ صاحبِ حقارت مسیح موعودہ کی پیشین گوئی دربارہٴ مشیخ موعودہ کے مصداق ہیں۔ دوم یہ کہ خلیفہ معزول نہیں ہو سکتا۔

درجہ اول کے متعلق تو میں کسی دوسرے اشتہار میں اپنے خیالات کا اظہار کروں گا۔ اس اشتہار میں میں صرف دو سہری وجہ کے متعلق اپنے خیالات کو احباب کے سامنے رکھ کر ان سے اپنی تسلی چاہتا ہوں۔ امید ہے وہ مجھے اپنے علم سے مستفیض فرما کر ممنون فرمائیں گے۔

عزل خلیفہ کے عدم امکان پر جو سب سے بڑی دلیل احباب کی طرف سے اس وقت تک پیش کی گئی ہے۔ وہ یہی ہے کہ آیتہ استخلاف سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خلیفہ بنانا خدا کی بنائی ہوئی چیز کو انسان گرانے کے بجائے نہیں ہیں اس لئے سوا اور کوئی دلیل اس وقت تک میری نظر سے نہیں گزری۔ لیکن میں نے اپنے اشتہار کیا تمام خلیفہ خدا ہی بناتا ہے میں ثابت کر دیا ہے کہ یہ خیال حقارت مسیح موعودہ کی تعلیم کے سراسر خلاف ہے پس جب اصل ہی سراسر خلاف ثابت ہو گئی تو وہ مسئلہ جو بطور فرع اس میں سے نکالا گیا ہے کس طرح صحیح

قراردیا جاسکتا ہے گو اس دلیل کے بعد میرے لئے کسی اور دلیل کے پیش کر نیکی
ضرورت باقی نہیں رہتی۔ لیکن محض اس لئے کہ اس مسئلہ پر مزید وہ فہمی پر کار کر ہمیشہ
کے لئے یہ مسئلہ صاف نہ ہو جائے ذیل میں چند معروضات پر اسے غور احباب
کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

ان معروضات کے پیش کرنے سے قہری نہیں یہ بتا دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں
کہ میری غرض کوئی مناظرہ یا مباہلہ نہیں اور نہ ہی میں اپنی جماعت کے علماء کو اپنے
مذہب مقابل سمجھتا ہوں۔ میری غرض محض تحقیق حق اور ان سے استفادہ کرنا ہے
اس لئے میں ان کا نہایت ہی مشکور ہوں اگر وہ اپنے علم سے مجھے استفادہ کا
موقع دیں گے۔ میں ان سے خود مل کر بالمشافہ تبادلہ خیالات کر لیتا لیکن بائیکاٹ
کی دیوار میرے سامنے میں حائل ہے۔ اس لئے اشتہار کو ہی تبادلہ خیالات کا
ذریعہ بنانے پر مجبور ہوا ہوں۔ بہر حال اس مسئلہ پر میری معروضات جو موقع کے
مناسب حال نہایت اختصار کے ساتھ پیش کی جا رہی ہیں حسب ذیل ہیں۔
خلیفہ کا عزل ایک ایسی بات ہے جس کے امکان پر قریباً قریباً تمام صحابہ
کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے۔ اسلامی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے
کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ وہم بھی نہ تھا کہ خلیفہ معزول نہیں ہو سکتا۔ جتنے کہ خود خلیفہ
ابوبکر کو بھی یہ خیال نہ تھا کہ وہ معزول نہیں کئے جاسکتے۔ چنانچہ امت محمدیہ میں
سب سے پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کسی مخالفت پر متمکن ہوتے ہی جو
سب سے پہلے خطبہ دیا اس میں وہ فرماتے ہیں۔ اے مسلمانو! میں صرف
تمہارے جیسا امت کا ایک فرد ہوں۔ میں صرف شریعت کی پیروی کرنے

والا ہوں میں اس میں کوئی چیز نئی داخل نہیں کر سکتا۔ اگر میں اس شریعت پر
سیدھا چلتا رہوں۔ تو تم میری اتباع کرو گے اور اگر میں اس سے ادھر ادھر
ہو جاؤں تو تم مجھے سیدھا کر دینا۔ پھر فرماتے ہیں: جب تک میں اللہ اور
اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہوں تم میری اطاعت کرتے رہو اور جب میں
اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کروں تو تم پر میری کوئی اطاعت نہیں؟
اس خطبہ نے اصولی طور پر دو باتوں کا فیصلہ کر دیا۔ اول یہ کہ خلیفہ بالکل آزاد
نہیں۔ شریعت کی اطاعت کا جوا اس کی گردن پر ہے اور وہ شریعت سے
مٹ کر نہ ہو سکتا۔ دوسرے یہ کہ جس طرح امت کا فرض ہے
کہ وہ خلیفہ کی اطاعت کرے اسی طرح اس کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ خلیفہ کے
اعمال کی نگرانی کرے کہ کہیں وہ شریعت سے منحرف تو نہیں ہو رہا۔ اور اگر
اُسے شریعت سے منحرف ہوتا دیکھے۔ تو اس کا فرض ہے کہ اس کو سیدھا کرنے
کی کوشش کرے۔ اور اس وقت تک اس کی اطاعت نہ کرے جب تک کہ
وہ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کر رہا ہے اور اگر وہ باز نہ آئے تو اُسے
اُس کے غمہ سے الگ کر دے۔ کیونکہ غمہ پر قائم رکھنا یا اس سے اُسے
معزول کر دینا اُسی جماعت کے ہاتھ میں ہوتا ہے جس کے سامنے وہ جوابدہ
اس خطبہ نے خلیفہ اور امت کے درمیان جو باہمی تعلق شریعت نے قائم کیا
ہے اس کو اچھی طرح سے واضح کر دیا ہے یعنی یہ کہ جس طرح خلیفہ کا فرض ہے
کہ امت کے اعمال کی نگرانی کرے اور انتظام و انصرام قائم رکھے اور اسی طرح
افراد امت کا بھی فرض ہے کہ وہ خلیفہ کے اعمال کی نگرانی کریں اور دیکھتے رہیں

کہ وہ احکام شریعت کے خلاف تو نہیں چلتا۔
 حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد دوسرے خلیفہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہوئے۔ انہوں
 نے بھی خلیفہ بنے ہی تو پہلا خطبہ پڑھا اس میں بھی یہی فرمایا: اے مسلمانو
 تم میں سے جو کوئی بھی میرے اندر کسی قسم کی کوئی کجی دیکھے تو اس پر
 فرض ہے کہ اس کجی کو سیدھا کر دے۔ ان الفاظ کے فرمانے پر ایک صحابی اٹھا
 اور اس نے کمال آزادی کے ساتھ حقیقی اسلامی روح سے کام لیتے ہوئے کہا
 ہم اس کجی کو تلوامہ سے سیدھا کریں گے۔ یہ کسی حنفی کے الفاظ نہ تھے بلکہ
 اس شخص کے الفاظ تھے۔ جو شریعت اسلامی کی صحیح روح کو سمجھنے والا اور تمام
 مسلمانوں کے خیالات کی صحیح ترجمانی کرنے والا تھا۔ کیونکہ تمام مجمع میں سے
 کسی مسلمان نے اس کے خلاف نہ صرف یہ کہ آواز نہیں اٹھائی بلکہ اپنی خاموشی سے
 اس بات پر ہر تصدیق ثبت کر دی۔ کہ جو کچھ کہا گیا ہے وہ فی الحقیقت ان کے
 خیالات کی صحیح ترجمانی ہے گویا بالفاظ دیگر اس مسئلہ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
 کا اس طرح اجماع ہو گیا جس طرح وفاتِ مسیح کے مسئلہ پر اجماع ہوا تھا۔
 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد تیسرے خلیفے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہوئے انہوں نے
 بھی اپنے پہلے خطبہ میں یہی فرمایا: میں شریعتِ خدا کی پیروی کرنے والا ہوں
 اور اس میں کوئی نئی چیز داخل نہیں کر سکتا اے مسلمانو! جو شیار جو کہ
 سن لو کہ تم مجھ سے اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے نبی صلعم کی سنت کی اتباع
 کے بعد تین چیزوں کا مطالبہ کر سکتے ہو جن میں سے ایک یہ ہے کہ ان لوگوں کی
 اتباع جو مجھ سے پہلے ہوئے ہیں ان امور میں جن میں تمہارا اجماع ہو چکا ہے

ان الفاظ میں خلیفہ وقت نے کس وضاحت کے ساتھ اس بات کو ضروری
 قرار دیا ہے کہ صرف کتاب اللہ اور سنت نبوی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام
 کی اطاعت بھی خلیفہ کے لئے لازمی اور واجب ہے۔ اس کے بعد جو تھے خلیفہ
 حضرت علیؓ ہیں، انہوں نے جب مصر پر قیس بن سعد کو گورنر بنا کر بھیجا تو
 اہل مصر کے نام ایک خط لکھا جس میں یہ الفاظ تھے: "تم میری بیعت کرو۔"
 اور اس بیعت کے بعد تمہارا حق ہے کہ تم دیکھو کہ آیا اللہ تعالیٰ کتاب اور اس
 کے رسول کی سنت پر عمل کرتا ہوں یا نہیں اگر نہیں کرتا تو تم اس کا منہ
 مٹا لیں۔ پھر قیس بن سعد نے اہل مصر کے سامنے ایک خط پڑھا اور
 حضرت علیؓ کی بیعت کی طرف اشارے ہوئے انہیں یہ الفاظ کہے: "اے لوگو!
 اللہ اور حضرت علیؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب پر اور اس کے رسول کی
 سنت پر کرو۔ اگر تم اس پر عمل نہ کریں تو پھر تمہارے اوپر ہماری کوئی بیعت نہیں
 ان تمام حوالوں سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ تمام خلفاء کرام رضی اللہ عنہم
 صحابہ اعظام رضی اللہ عنہم کا یہی عقیدہ تھا کہ اگر خلیفہ وقت شریعت کے احکام
 کی خلاف ورزی کرے تو اول اسے پابندی احکام شریعت پر مجبور کرنا
 چاہیئے ورنہ اس کی بیعت نسخ کر دینی چاہیئے۔ بعض اصحاب نے مجھے مخاطب
 کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا ہے کہ خلفاء راشدین میں سے (خلفاء راشدین
 سے سابقہ دوستوں کی مراد ان چار پانچ خلفاء سے ہے جو آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم کے معاصرین تھے) کسی خلیفہ کی مثال پیش کر دیں جس کا
 عزل ہوا ہو۔ ایسے دوستوں کی خدمت میں میری طرف سے یہ گزارش ہے کہ

اول تو میرے لئے یہ ضروری نہیں کہ میں کوئی ایسی مثال پیش کروں۔ جو چیز میرے لئے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ میں امکان غزل ثابت کراؤں۔ اور جس چیز کا امکان ثابت کرایا جائے اس کے لئے ضروری نہیں کہ وہ کسی خاص زمانے میں وقوع میں بھی آئی ہو۔ اس کے معنی صرف یہ ہوتے ہیں کہ جس زمانے میں بھی اس کی ضرورت پیش آئے وہ وقوع میں لائی جاسکتی ہے جیسا کہ قرآن کریم میں رسول کریم صلعم کی اتباع سے حصول نبوت کا امکان تو مذکور ہے لیکن تیسرہ سو برس میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ لیکن اس زمانہ میں جب اس کی ضرورت پیش آئی تو اس کی مثال مہیا ہو گئی۔ جو دوست مجھ سے مثال کا مطالبہ کرتے ہیں وہ ان لوگوں کو کیا جواب دیں گے۔ جو احمدیوں کی طرف سے قرآن کریم سے امکان حصول نبوت کے ثابت ہونے پر ان سے مثال کا مطالبہ کیا کرتے ہیں جو جواب وہ ان کو دیتے ہیں وہی جواب میری طرف سے سمجھ لیں تو اس جواب کے بعد میرے لئے کسی اور جواب کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ لیکن دوستوں کی تسلی اور ارض مسئلے کی وضاحت کیلئے میں اس کے متعلق ذرا تفصیل سے عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔

سو واضح ہو کہ سب سے پہلے خلیفہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے خود اس امکان کو اپنے خطبہ میں واضح کر دیا۔ اور مسلمانوں کو یہ فرض قراءہ دے دیا کہ وہ خلیفہ سے شریعت کی پابندی کریں اور خلیفہ کے نہ ماننے کی صورت میں اس کی اطاعت ترک کر دیں اور اس کا مقابلہ کریں۔ لیکن آپ کے تمام زمانہ خلافت میں آپ سے کوئی ایسی بات سرزد ہی نہیں ہوئی۔ جو مسلمانوں کے نزدیک قابل اعتراض ہو۔ اس لئے اس اصل پر غفل کرنے کی ضرورت ہی آپ کے غم مبارک میں

میں پیش نہیں آئی۔

آپ کے بعد دوسرے خلیفہ حضرت عمر رضی ہوئے۔ ان کے خلیفہ ہوتے ہی صحابہ رضی اللہ عنہم نے جو یہ کہا تھا کہ ہم آپ کی بجی کو تلوار سے سیدھا کر دیں گے۔ اس پر ان کو ایک دفعہ غسل کی ضرورت پیش آئی۔ اور انہوں نے محض الفاظ پر ہی اکتفا نہیں کی بلکہ حق پر عمل کر کے بھی دکھا دیا۔ چنانچہ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ مال غنیمت تقسیم ہونے پر ہر مسلمان کے حصے میں ایک ایک چادر آئی لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس تقسیم کے بعد ایک دفعہ منبر پر تشریف لائے آپ ایک چغہ پہنے ہوئے تھے تو اس مال غنیمت کی وہ چادروں کا بنا ہوا تھا۔ یہ دیکھتے ہی فوراً ایک صحابی کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے۔ ہم آپ کی بات نہیں سنیں گے۔ جب تک آپ ہمیں یہ نہ بتاویں کہ آپ کے حصے میں تو ایک چادر آئی تھی۔ آپ نے یہ دوسری چادر کہاں سے حاصل کی کہ یہ چغہ تیار کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یا صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے اس صحابی کو یہ نہیں کہا کہ تم منافق ہو خلیفہ پر کیوں اعتراض کر رہے ہو؟ یہی اس کو بھلائیے کی پوشش کی گئی۔ بلکہ اس کی تسلی کیلئے فوراً حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبداللہ کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ اس کا جواب دو۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ اٹھے اور کہا کہ ایک چادر میرے باپ کے حصے میں آئی تھی اور ایک چادر میرے حصے میں آئی تھی میں نے اپنی چادر اپنے باپ کو دیدی۔ اور انہوں نے ان دونوں چادروں سے اپنا چغہ تیار کر دیا۔ اس پر اس صحابی نے کہا اب ہماری تسلی ہو گئی ہے اب فرمائیے ہم کھلتے کو تیار ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی میں یہی ایک واقعہ پیش آیا جس پر مسلمانوں کو گرفت کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے تسلی بخش جواب

نہ دیا جاتا۔ تو ممکن نہیں بلکہ ضروری تھا کہ غزل کا سوال پیش ہو جاتا اور اگر وہ
 معزول نہ ہوتے تو تلوار چل جاتی۔ لیکن چونکہ انہوں نے مسلمانوں کی تسلی کوادی
 اس لئے غزل کے سوال کے پیش آنے کی ضرورت ہی باقی نہ رہی۔ لیکن یہ
 واقعہ صاف بتاتا ہے کہ مسلمان اپنے خلفاء کے اعمال کی نگرانی کرتے تھے
 اور ان کو شریعت سے منحرف ہوتے دیکھ کر چھوڑ دینے کے لئے تیار تھے۔
 حضرت عمرؓ کے زمانے میں جو مسلمان رومیوں سے جنگ کر رہے تھے
 تو اس جنگ کے دوران میں ان کے ایک سردار باہان نامی سے حضرت خالد
 بن ولیدؓ کی ایک دفعہ گفتگو ہوئی جس کے دوران میں باہان نے عمرؓ سے
 کہا کہ ہمارا بادشاہ تمام بادشاہوں کا شہنشاہ ہے ترجمہ ان الفاظ کا پورا
 ترجمہ نہیں کر چکا تھا۔ کہ خالدؓ نے باہان کو روک دیا۔ اور کہا تمہارا بادشاہ
 ایسا ہی ہو گا۔ لیکن ہم نے جس کو سردار بنا رکھا ہے اس کو اگر ایک لمحہ کیلئے
 بادشاہی کا خیال آئے تو ہم فوراً اسے معزول کر دیں۔ اگر غزلی خلفائے
 صورت میں جائز ہی نہیں تو خالد بن ولیدؓ جیسے جلیل القدر صحابی کے لئے
 سے یہ الفاظ کیسے نکلے۔ کیا ان الفاظ سے عداوت ثابت نہیں ہوتا کہ صحابہ
 کو ہم دفعہ شریعت کی ظاہری خلاف ورزی پر ہی نہیں بلکہ اگر ان کو قرآن و فہرہ
 سے معلوم ہو جاسے کہ خلیفہ وقت شریعت کے خلاف خیال رکھتا ہے تو
 اسی بنا پر ہی وہ خلیفہ کو معزول کرنے کے لئے ہر وقت تیار تھے۔ اسی طرح
 ایک موقع پر معاذ بن جبلؓ نے جو ایک بہت بڑے عظیم الشان صحابی تھے
 رومیوں کے دربار میں رومیوں کو مخاطب کرتے ہوئے یہ الفاظ کہے۔

تھے رو میہ اقم کو اس پر ناز ہے کہ تم ایسے شہنشاہ کی رعایا ہو جس کو تمہاری
 جان و مال کا اختیار ہے لیکن ہم نے جس کو اپنا بادشاہ بنا رکھا ہے وہ کسی
 بات میں بھی اپنے آپ کو ترجیح نہیں دے سکتا۔ اگر وہ زنا کرے تو اس کو جوتے
 لگائے جائیں چوری کرے تو ہاتھ کاٹے جائیں۔ پردے میں نہیں بیٹھتا۔
 اپنے آپ کو ہم سے بڑا نہیں سمجھتا۔ مال و دولت میں اس کو ہم پر کوئی ترجیح نہیں
 پس خلاصہ کلام یہ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک ہی واقعہ ایسا پیش آیا
 جو ان کے عزل کے سوال کو پیدا کر سکتا تھا۔ انہوں نے مسلمانوں کو قسمی و لادی جس
 سے یہ سوال پیدا ہونے سے رک گیا پس اس سے ثابت ہوا کہ پہلے وہ نون خلفاء کے
 زمانہ میں ان کے عزل کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی۔ اور بغیر ضرورت عزل جائز نہیں
 تیسرے خلیفہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مسلمانوں کو ان کے
 طرز عمل پر اعتراضات ہوئے اور انہوں نے اپنے حقوق کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں
 محفوظ نہ سمجھا۔ اس پر انہوں نے مسلمانوں کو قسمی و لادی کیلئے کئی مرتبہ کوشش کی تاں چونکہ
 مرتبہ انہوں نے تمام گورنروں کی ایک میٹنگ طلب کی اور ان سے اس بارے میں مشورہ
 کیا۔ ہر ایک گورنر نے اپنا اپنا مشورہ پیش کیا۔ لیکن حضرت عمرو بن العاصؓ کی رائے تسلیم
 صحابی نے اپنا مشورہ ان الفاظ میں دیا۔ ”مناعت و نہا غوا فاعتدل او اعتزل
 یعنی آپ سے بھی کچی سرزد ہوتی ہے اور آپ کے گورنروں سے بھی کچی سرزد ہوتی ہے
 پس یا تو سید سے ہو جائیے یا معزول ہو جائیے۔ حضرت عمرو بن العاصؓ کے یہ الفاظ
 صحاف بتاتے ہیں کہ صحابہ کے نزدیک خلیفہ کا عزل نہ صرف جائز بلکہ بوقت ضرورت
 لازمی تھا۔ پھر ایک وقت جب مسلمانوں کی شکایات زور پکڑ گئیں اور حضرت

عثمانؓ کے اپنے رشتہ داروں میں تقسیم مال پر مسلمانوں کے دلوں میں اعتراض پیدا ہوئے
اور انہوں نے اس اعتراض کو بڑے زور سے پیش کیا۔ تو حضرت عثمانؓ نے یہ کہا۔
اگر تم اسے غلطی سمجھتے ہو تو اس مال کو واپس لے لو۔ میرا امر تمہارے امر کے تابع ہے۔
مسلمانوں نے کہا: آپ نے صحیح فرمایا ہے۔ اور بہت اچھی بات کہی ہے۔ پھر پھر
انہوں نے وہ مال واپس لے لیا۔ اور مطمئن ہو گئے۔ اور یہ موقع بھی حضرت عثمانؓ
کے مسلمانوں کے مطالبات کو تسلیم کر لینے کی وجہ سے مل گیا۔ اور عزل کا سوال ٹل
گیا۔ اسی طرح پھر ایک دفعہ مسلمانوں کو حضرت عثمانؓ رضی اللہ عنہ کے خلاف شکایت
پیدا ہوئی۔ اور انہوں نے حضرت عثمانؓ رضی اللہ عنہ کے سامنے اپنی شکایات پیش
کیں۔ اور کہا کہ آپ سے بہت بڑی بڑی غلطیاں سرزد ہوئی ہیں جن کے نتیجہ میں
آپ عزل کے مستحق ہو گئے ہیں۔ جب آپ سے ان کے ہاتھ میں بات کی جاتی ہے
تو آپ ان سے رجوع کا یقین دلاتے ہیں مگر پھر آپ سے انہیں باتوں کا ارتکاب
ہوتا ہے۔ اس لئے اب ہم واپس نہیں جائیں گے۔ جب تک آپ کو معزول
نہ کر لیں۔ اور آپ کی جگہ رسول کریم ﷺ کے صحابہ میں سے کسی امر کو خلیفہ بنایا
نہیں جس پر اس قسم کی تہمت نہیں لگی جو آپ پر لگ رہی ہے۔ یا اس سے وہ باتیں
نکالیں جن میں آپ سے ظہور میں آئی ہیں۔ پس ہماری خلافت کو واپس کر
دیتے تھے۔ اور ہمارے کام سے معزول ہو جائیے۔ یہ بات ہمارے لئے آپ سے سلامتی
کا موجب ہے۔ اور آپ کے لئے بھی ہم سے سلامتی کا موجب ہی بات ہے۔
حضرت عثمانؓ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: تمہاری یہ بات کہ میں خلافت کو چھوڑ دوں تو میں
اس کیسے کرتا ہوں؟ اتنا جاس کو مجھے افسوس ہے کہ میں نے یہ کیا ہے اور جس کے ساتھ میں نے

مجھے عزت دی ہے اور جس کے معاہدہ مجھے غیروں پر خاص کیا ہے لیکن میں اپنی غلطیوں سے رجوع کرتا ہوں۔ اور ان کو ترک کر دیتا ہوں۔ اور اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ آئندہ میں کوئی ایسی بات نہ کروں گا جس کو مسلمان ناپسند کرتے ہوں اس حوالہ سے بھی صاف واضح ہوتا ہے کہ مسلمان خلافت کو اپنی دی ہوئی چیز سمجھتے تھے۔ اور اگر ان کے خیال میں کوئی خلیفہ خلافت کے فرائض کو کا حقا ادا کرنے کے قابل نہ رہے تو اس سے وہ خلافت سے علیحدہ ہو جانے کا مطالبہ کرتا اپنا فرض یقین کرتے تھے۔ اس موقع پر بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی اصلاح کا وعدہ دیکر عزل کے سوال کو رد کر دیا۔ لیکن آخری دفعہ جب مسلمانوں کو پھر سے شکایت پیدا ہوئی اور انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس اپنی شکایات کو پیش کیا۔ تو گو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس شکایت کی تحقیق بذریعہ کمیشن کروانے کو کہا۔ مگر مسلمانوں نے اس دفعہ ان کے عذر کو تسلیم نہیں کیا۔ اور ان سے یہی کہا یا تو آپ خود خلافت سے علیحدہ ہو جائیں۔ یا ہم آپ کو قتل کر دیں گے آخر جب انہوں نے عزل کو منظور نہ کیا تو وہ شہید کر دیئے گئے۔

ان تمام واقعات میں سب سے عجیب بات جو نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے مطالبہ عزل پر کسی ایک صحابی کا بھی یہ قول منقول نہیں کہ اس نے کہا ہو کہ اے مسلمانو! تم عزل کا مطالبہ کس طرح کر سکتے ہو جب عزل شرعاً جائز ہی نہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اعتراض کرنے والے مسلمانوں کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تو سمجھاتے رہے مگر عزل کے ممنوع ہونے کی دلیل جو سارے جھگڑے کو یک دم ختم کر دینے والی تھی کسی ایک صحابی نے بھی نہ دی جس سے معلوم ہوتا ہے۔

کہ صحابہ عزول کو ناجائز نہیں سمجھتے تھے۔ پس تیسرے خلیفہ کے زمانہ میں خلیفہ
 سے صاف ویسی شکایات پیدا ہوئیں جس سے انہوں نے خلیفہ کے عزول کو ضروری
 سمجھا۔ اور اس کے عزول پر اصرار کیا۔ یہ الگ امر ہے کہ خلیفہ نے معزول ہونے
 سے انکار کر دیا۔ گویا انہوں نے بھی یہ دلیل نہیں دی کہ عزول کا مطالبہ شرعاً ناجائز
 ہے۔ صرف ایک حدیث کی بنا پر جو صرف انہی کی ذات سے تعلق رکھتی تھی،
 خلافت کی قمیص اتارنے سے انکار کر دیا۔ لیکن مسلمانوں نے تو ہر حال ایک
 رنگ میں معزول کر ہی دیا۔

اب ہم پوچھتے خلیفہ کے زمانہ کو لیتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ وہاں بھی اول
 تو خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہی اپنے اس خط میں جو اہل مہر کو لکھا جس کا میں اوپر
 ذکر کیا ہوں کہ مسلمانوں کا حق ہے کہ وہ خلیفہ سے شریعت کی اطاعت کا
 مطالبہ کریں۔ اور پھر اس کے بعد قیس بن سعد جیسے جلیل القدر صحابی نے بھی
 صاف کہہ دیا کہ اگر خلیفہ شریعت کو چھوڑ دے تو اس کی کوئی بیعت نہیں لیکن
 عزول خلیفہ کے متعلق اس سے بھی واضح تر ثبوت ان کے زمانہ کا مندرجہ ذیل
 واقعہ ہے۔ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جنگ ہو رہی تھی
 تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فوج نے یسروں پر قرآن بلند کر دیا۔ جس پر حضرت علی رضی
 اللہ عنہ نے حضرت شعیب سے کہا کہ کہو تاکہ یہ لوگ اب ہمیں کتاب اللہ کی طرف
 بلا رہے ہیں اس لئے اب جنگ کرنا گناہ ہے پس آپ جنگ بند کر دیں حضرت
 علی رضی اللہ عنہ نے اپنی فوج کو بہت سمجھایا کہ یہ محض ایک چال اور فریب کا یہ ہے اس
 کو تقویٰ اور ایماندار ہی سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تقریر کا مسلمانوں

کے رسول پر کوئی اثر نہیں ہوا پس ابو ہریرہ نے اپنی بات پر مصر ہے۔ اور ابو ہریرہ
 حضرت علیؓ کی اپنی بات کو منوانے میں پوری کوشش کرتے رہے۔ لیکن ان مسلمانوں
 نے حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ کو صاف کہہ دیا کہ اگر آپ جنگ کو بند نہیں کریں گے تو ہم آپ کو
 حضرت معاویہؓ کے حوالے کر دیں گے۔ یا آپ کے ساتھ وہی معاملہ کریں گے
 جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا۔ اس پر حضرت علیؓ نے فوراً ان کے
 مطالبہ کو مان لیا۔ اور جنگ کو بند کر دیا۔ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ میں خدا تعالیٰ کا
 بنایا ہوا خلیفہ ہوں۔ جاؤ تم سب بھی مجھے چھوڑ جاؤ تو میرا خدا مجھے نہیں چھوڑے
 گا۔ جاؤ میں اکیلا ہی دشمن کے مقابلہ میں لڑوں گا۔ اگر تم سب مجھے چھوڑ جاؤ
 گے تو خدا مجھے اور جماعت دیکھا جو میرے ساتھ ہو کرتی کی خاطر دشمن کا مقابلہ
 کرے گی۔ نہیں انہوں نے ان میں سے ایک بات بھی نہیں کی۔ بلکہ ایک سچے
 اسلامی خلیفہ کی طرح مسلمانوں کے متعلق فیصلہ کو تسلیم کر لیا اور اپنے عمل سے بنا
 دیا کہ خلیفہ کو مسلمانوں کے فیصلہ کو توڑنے کا کوئی حق حاصل نہیں اب اگر
 حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے فیصلہ کے آگے سر تسلیم خم نہ کرتے تو ان کو عزل کی
 دھمکی مل ہی چکی ہوتی۔ پھر اس کے علاوہ ان کے زمانے میں آخرت جلیل القدر
 صحابی یعنی ابو موسیٰ اشعری اور عمرو بن العاص بطور حکم مقرر ہوئے تاکہ حضرت
 علیؓ رضی اللہ عنہ اور معاویہؓ رضی اللہ عنہ کے درمیان فیصلہ کریں۔ اور ان دونوں صحابیوں کا
 متفقہ فیصلہ حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ کے عزل کے متعلق صادر ہوا۔ اور اس فیصلہ پر کسی
 صحابی نے بھی اعتراض نہیں کیا کہ کیا خلیفہ کا عزل کسی صورت میں جائز ہی
 نہیں اس سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی کبھی یہ بت

نہیں آئی کہ خلیفہ کا عزل شرعاً ممنوع ہے۔ پھر ان چار خلفاء کے بعد امام حسنؓ
یا یحییٰ خلیفہ تسلیم کئے جاتے ہیں۔ اور انہوں نے خود خلافت کو چھوڑ کر بتا دیا
کہ خلافت ایسی چیز نہیں جس سے نہ آدمی خود معزول ہو سکتا ہے نہ معزول کیا
جا سکتا ہے۔

پس ان پانچ خلیفوں کا زمانہ جو خلفاء راشدین کہلاتے ہیں ہمارے سامنے
ہے۔ ان میں پہلے خلیفہ کے زمانہ میں بوجہ کسی قسم کی شکایت نہ پیدا ہونے کے عزل
کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی۔ دوسرے خلیفہ کے زمانے میں شکایت پیدا ہوئی
مگر انہوں نے مسلمانوں کی تسلی کرادی تیسرے خلیفہ کے زمانہ میں شکایت پیدا
ہوئی لیکن مسلمانوں کو تسلی نہ ہوئی۔ پس مسلمانوں نے خلیفہ کے عزل پر رضو دیا اور
جب انہوں نے ان کے مطالبہ عزل کو نہ مانا تو انہیں شہید کر دیا تھا۔ چوتھے خلیفہ
کے زمانہ میں بھی ان کے عزل کا سوال پیدا ہوا لیکن انہوں نے مسلمانوں کے مطالبہ
کو تسلیم کر کے خود کو عزل سے بچا لیا۔ پانچویں خلیفہ نے اپنے آپ کو خود معزول کر دیا
ان تمام واقعات سے صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ خلفاء کو معزول کرنا
جائز ہے اور یہ کہ مسلمانوں کا فرض ہے کہ جب وہ کسی خلیفہ سے خلافت شریعت
و فعال کے ارتکاب کو ملاحظہ کریں تو فوراً اس پر گرفت کریں۔ اور اگر وہ اپنی اصلاح
دکریں تو اسے خلافت سے علیحدہ کر دیں۔ پناچہ بعض علماء نے تو خلیفہ کے متعلق
صاف یہ الفاظ لکھے ہیں کہ اذا جال و فجزا تعزل عن الخلافۃ یعنی
جب خلیفہ ظلم کرے یا فجور کا مرتکب ہو تو وہ فوراً خلافت سے معزول ہو جاتا
ہے۔ آخر میں اس کی تائید میں خود اپنے خلیفہ صاحب کا ایک

حوالہ دے کر مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو
 حق کے سمجھنے کی اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین
 اور وہ حوالہ یہ ہے کہ ہمارے موجودہ خلیفہ صاحب تشیخہ الافان بابت
 ماہ دسمبر ۱۹۱۵ء کے صفحہ ۸ پر کسی شخص کے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں
 ”خلیفہ جسمانی میں روحانی بدیاں پائی جاتی ہیں ہاں اگر روحانی خلیفہ بدکار ہو تو
 اسے فوراً چھوڑ دینا چاہیئے۔ کیونکہ اس سے تعلق روحانیت کا ہے۔“ اب وہ
 درست جو یہ فرماتے ہیں کہ خلیفہ کا غزل کسی صورت میں ہی جائز نہیں ہر بانی فرما کر
 اس حوالہ پر بخور کریں اور خود ہی تبصرا کر لیں کہ ان کا نظریہ کہاں تک درست ہے
 یہاں تک میں سمجھتا ہوں خلیفہ کے غزل کے امکان کو گو اختصار کے ساتھ
 مگر واضح طور پر بیان کر دیا ہے اب جو اجاب عدم امکان کے قائل ہیں وہ بھی شریعت
 اسلامی سے صریح نصوص پیش کریں تاکہ اگر میں غلطی پر ہوں تو اس کی اصلاح کر
 سکوں۔ خلافت کے متعلق اور بھی بہت سی باتیں ہیں جو ہماری جماعت میں
 محض اس لئے غلط طور پر پھیلی ہوئی ہیں کہ ہماری جماعت کے سامنے خلافت
 کے متعلق صرف ایک ہی پہلو بار بار لایا جا رہا ہے اور وہ یہ کہ اُمت پر خلیفہ کی
 اطاعت واجب ہے۔ لیکن اس سوال کا دوسرا پہلو کہ خلیفہ کہاں تک اپنے
 اعمال کے متعلق اُمت کے سامنے جوابدہ ہے۔ بالکل تاریکی میں رکھا ہوا ہے
 مگر طوائف کے خوف سے نہیں صرف اسی قدر ہی اکتفا کرتا ہوں اور اگر اللہ تعالیٰ
 نے توفیق دی تو میں انشاء اللہ اس مسئلہ پر مفصل کتاب میں پوری روشنی ڈالتے
 اور اس کے تمام پہلو جماعت کے سامنے لانے کی پوری کوشش کروں گا۔
 ✽ شان مصلح موعود اور ذریت مبشرہ چھپ چکی ہے

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أَنِيبُ وَأَخُودُ عَوَانَا
الحمد لله رب العالمين

خاکسار جماعت کاسچا خادم

شیخ عبدالرحمان مصری

۱۲
۳۱

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی عبدالمسیح الموعود

بڑا بول

کِبْرَتْ کَلِمَةٍ تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ

اخی الکریم! جناب خلیفہ صاحب نے اپنے خطبہ فرمودہ ۱۳ رجب
۲۰ نومبر کے "افضل" میں شائع ہوا ہے۔ ایک بہت بڑا دعویٰ کیا ہے
جو کسی لحاظ سے بھی ان کو زیب نہیں دیتا۔ وہ فرماتے ہیں "مجھے یقین ہے
کہ ہر وہ شخص جو سچے دل سے حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان رکھتا ہے وہ نہیں
موتیگا جب تک میری بیعت میں داخل نہ ہوے؟ بلکہ اس سے بڑھ کر انہوں نے
یہاں تک فرما دیا ہے کہ مجھے یہ بھی یقین ہے کہ جو شخص مجھے چھوڑتا ہے وہ
حضرت مسیح موعودؑ کو چھوڑتا ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کو چھوڑتا ہے وہ رسول کریمؐ
صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑتا ہے۔ اور جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑتا ہے وہ خدا کو چھوڑتا ہے
پس جو شخص مجھے چھوڑتا ہے وہ خدا کو چھوڑتا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون
کتنی بڑی تعی ہے کتنا بڑا غلو ہے۔ اور کتنا بڑا بول ہے جو سوائے اس کے کہ

کبریت کلمہ تخریج من افواہہم کا مصداق ہوا اور کوئی حقیقت
اپنے اندر نہیں رکھتا۔

نہ معلوم جناب خلیفہ نے یہ الفاظ کس حیثیت سے استعمال کئے ہیں
زیادہ سے زیادہ ان کی حیثیت یک خلیفہ ہونے کی ہے اور خلیفہ بھی وہ خلیفہ جو
عامور نہیں بلکہ لوگوں کے انتخاب سے خلیفہ بنا ہے۔ اور وہ بھی پہلا خلیفہ نہیں
بلکہ دوسرا خلیفہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فیصلہ کی رو سے آپت اختلاف
کے ماتحت نہیں آتا پس کیا جناب خلیفہ صاحب بنا سکتے ہیں کہ انبیاء علیہ
الصلاۃ والسلام کے بعد قوم کی طرف سے منتخب کنندہ خلفاء میں سے کسی خلیفہ
نے کبھی ایسا دعویٰ کیا ہو کہ جو شخص ان کی بیعت میں داخل نہ ہو وہ سچے دل
سے نبی پر ایمان لائے والا نہیں۔ اور جو شخص انہیں چھوڑتا ہے وہ خدا کو
چھوڑنے والا ہوتا ہے پس جب محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم یعنی آقا کے خلفاء کو بھی
یہ جرات نہیں ہوئی کہ وہ کسی صحابی کے متعلق محض ان کی بیعت نہ کرنے کی وجہ
سے یہ فتویٰ دیں کہ اس صحابی کو رسول کریم صلی علیہ وسلم پر سچا ایمان نہیں تو حضرت
مسیح موعود علیہ السلام یعنی غلام کے خلیفہ کو یہ کس طرح حق پہنچ سکتا ہے کہ وہ حضرت
مسیح موعود کے ایسے صحابی کے متعلق جسے حضرت مسیح موعود کے جبارک ہاتھ
پر بیعت کرنے کا فخر حاصل ہوا وہ خلیفہ کی بیعت کئے بغیر فوت ہو جائے
یہ فتوے دے گا کہ حضرت مسیح موعود پر سچا ایمان نہیں تھا اور یا یہ کہ وہ
ایسی حالت میں فوت ہو جائے کہ اس نے خدا کو چھوڑا تھا اور اسے خدا پر کوئی
ایمان نہ تھا۔

میں حیران ہوں کہ جناب خلیفہ صاحب کو اتنی بڑی عقلی کی کس طرح حیات
 ہوئی ہے جیکہ وہ مانتے ہیں کہ صحابہ کرام رضہ میں ایک جماعت نے بعض خلفاء
 کی بیعت نہیں کی۔ اور ان میں بعض بڑے بڑے جلیل القدر صحابی
 شامل ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے رضی اللہ عنہم و رضو عنہ کا سرٹیفکیٹ
 حاصل کیا ہوا تھا۔ اور جو عشرہ مبشرہ میں شامل تھے۔ یعنی جن کو نبی کریم صلی
 علیہ وسلم کی زبان مبارک پر جنت کی بشارت مل چکی تھی۔ اور جو خدا تعالیٰ کی جناب
 سے اس انعام کے وارث ہو چکے ہوئے تھے۔ کہ اعملوا ما شئتم یعنی
 اب جو تم چاہو کرو جس کے معنی یہ ہیں کہ ان کا ہر قول و فعل اللہ کی رضا کے
 بغیر مطابقت ہوتا تھا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے خلاف کچھ نہ کر سکتے تھے
 اور بعض ان میں سے ایسے ہیں جو نہ صرف یہ کہ بیعت میں داخل نہیں ہوئے
 بلکہ خلیفہ کے ساتھ جنگ کرتے رہے۔ اور بعض ایسے ہیں کہ جو مسلمانوں
 کے ایک گروہ کے نزدیک خلفاء راشدین میں شمار کئے جاتے ہیں جیسے
 حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ۔ موجودہ خلیفہ صاحب بھی حضرت معاویہ کو
 خلفاء راشدین میں ہی سمجھتے ہیں (پس ہمارے موجودہ خلیفہ صاحب خلیفہ
 ہونے کی حیثیت سے تو شریعت اسلامی کی دوسرے تو ایسا قول کہنے کے
 مجاز نہیں لیکن اگر ان کی کوئی اور حیثیت ہے جو انہیں حضرت ابوبکر حضرت
 عمر حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم اجمعین سے بڑھ کر برتر ہے
 رہی ہے کہ اس کی بنا پر وہ خود کو اتنے بڑے ادعا کا مجاز سمجھتے ہیں تو
 اسے پیش فرمائیں۔ اس پر غور کیا جاسکتا ہے۔

دسمبر ۱۹۱۵ء میں تو ہمارے موجودہ خلیفہ صاحب کا بھی یہ اعتقاد نہ تھا کہ ان کے انکار سے ایمان ضائع ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ آپ تشہید الازہان کے پرچہ بابت دسمبر ۱۹۱۵ء میں ایک شخص کو اس کے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: "باقی میرے انکار کے متعلق جو آپ نے دریافت کیا ہے میں تو بارہا بتا چکا ہوں کہ خلیفہ کے انکار سے ایمان نہیں جاتا۔۔۔ اسی طرح دوسرے صحابی حضرت علیؑ یا حضرت عثمانؓ کے وقت میں منکر خلافت نہ تھے بلکہ ایک خلیفہ کے بارے میں جھگڑا تھا یا اس سے چند مطالبات تھے" (خاکسار کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ خاکسار بھی تو منکر خلافت نہیں بلکہ ایک خلیفہ یعنی آپ سے جھگڑا ہے۔ اور آپ سے چند مطالبات ہیں) لیکن نہ معلوم اب اکیس سال کے بعد ان کے مقام میں کوئی "رفعت" پیدا ہوئی ہے۔ جس نے انہیں اپنے پہلے عقیدے کو تبدیل کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ امید ہے جناب خلیفہ صاحب اس مقام رفعت سے خاکسار کو بھی مطلع فرما کر مشکور فرمائیں گے۔

جناب خلیفہ صاحب کا یہ یقین ان کے اپنے دل کا یقین ہو تو ہو مگر حقیقت سے کوئی سروکار نہیں۔ شریعت اسلامی ایک ننگی تلوار ہے۔ ہمیں اس عقیدے پر ایمان لانے سے روک رہی ہے۔ ان کا یہ یقین نہ صرف یہ کہ شریعت اسلامی کے سراسر خلاف ہے بلکہ واقعات کے بھی خلاف ہے۔ واقعات ہمیں بتاتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے کئی مخلص بغیر خلیفہ صاحب کی بیعت میں داخل ہوئے فوت ہو گئے۔ لیکن کسی کی یہ جرات نہیں

کہ ان کے متعلق یہ کہہ سکے کہ وہ دہریہ ہونے کی حالت میں فوت ہوئے یا ان کو
حضرت مسیح موعودؑ پر سچا ایمان نہ تھا۔

۱۱۔ سروں کے ایمان اور ان کے اخلاص کے متعلق تو مجھے کچھ زیادہ کہنے
کی ضرورت نہیں۔ لیکن میں اپنے ایمان کے متعلق جناب خلیفہ صاحب کو اللہ
تعالیٰ کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا معینوں کا کام ہے۔ یقین دلاتا
ہوں کہ میں حضرت مسیح موعودؑ پر سچے دل سے ایمان رکھتا ہوں اور مجھے
حضورؑ کی صداقت پر اسی طرح یقین ہے جس طرح ایک اللہ ایک دُور پر یقین
ہے۔ حضورؑ کی صداقت میرے لئے ایسی ہی یقینی بات ہے جس طرح نصف
النہار کا چمکتا ہوا سورج۔ اور کیوں نہ ہو جبکہ میں نے حضورؑ کے ذریعہ ہی زندہ
خدا کو پایا۔ اور اپنے وجود میں حضورؑ پر نور کی صداقت کے نشانات ملاحظہ
کئے۔ ہم نابینا کہتے حضورؑ نے ہی ہمیں بینا بنایا۔ ہم بھرے تھے حضورؑ نے ہی
ہمیں شنوا بنایا۔ ہم گونگے تھے حضورؑ نے ہی ہمیں گویا بنایا۔ ہم اندھیروں میں تھے
حضورؑ نے ہی ہمیں نور عطا فرمایا۔ ہمارا رشتہ ہمارے مالک حقیقی سے ٹوٹا
ہوا تھا۔ حضورؑ نے ہی اکرا سے جوڑا۔ ہم اللہ کے راستہ سے دُور پڑے ہوئے
تھے حضورؑ نے ہی ہمارا ہاتھ پکڑ کر ہمیں ہمارے محبوب حقیقی کی طرف جانے
والے سیدھے راستے پر لا ڈالا۔ الغرض ہم بالکل مردہ تھے۔ حضورؑ نے
ہی ہمیں آپ حیاتِ پلا کر زندگی کی قرناہم میں پھونکی۔ پس ان سب باتوں کو
اپنے وجود میں مشاہدہ کرتے ہوئے میں کس طرح حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت
پر ایک سینڈ کے لئے بھی شبہ کر سکتا ہوں۔ پس یہ تو یقینی بات ہے کہ خدا تعالیٰ

کے فضل و کرم سے یہ ایمان حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر غیر متزلزل ایمان
ہے۔ اور رہے گا۔ اِنَّ اَنْ يَشَاءَ اللّٰهُ

میں جناب خلیفہ صاحب کو یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ ان کی بیعت سے
علیحدگی کے بعد میری روحانیت میں نہ صرف یہ کہ کوئی تفریق نہیں آبا بلکہ پہلے
سے ترقی ہوئی ہے مجھے عبادت الہی اور دعاؤں میں پہلے سے زیادہ
ترقی اور حفظ حاصل ہو رہا ہے مجھے اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اس کے احسانوں
سے کامل یقین ہے۔ کہ وہ آپ کے مقابلہ میں میری ضرورت و فرمائے گا اور
وہ دن ضرور لائے گا جس میں اس تمام جھوٹے پراسپیگنڈے کے پرے
چاک کر دے گا۔ جو میرے خلاف کیا جا رہا ہے۔ اور جماعت پر روشن کو دیکھا
کہ میں جو آپ کے خلاف اٹھا ہوں محض نیک نیتی اور محض مذاقہ کیلئے
اٹھا ہوں۔ کہ کسی دنیوی غرض کے لئے۔ مجھے بدنام کرنے کیلئے جو پراسپیگنڈا
احمدیت یا عقائد کو چھوڑ دینے کا جھوٹا الزام کی اشاعت یا دیگر غلط بیانیوں
سے جو کام لیا جا رہا ہے ان کی حقیقت جماعت پر آشکارا کر دے گا میرے
حق پر ہونے اور آپ کے باطل ہونے پر جو پردے ڈالے جا رہے ہیں ان کو
اٹھا کر اصلیت کو نمایاں کر کے جماعت کے سامنے آئے گا۔ اور جماعت
دیکھ دے گی کہ اُسے کس قدر دھوکے میں رکھا گیا ہے اور ان سے حقیقت
کو چھپانے کیلئے کیا کیا پر فریب کار روایاں کی گئی ہیں۔ یاد رکھیں کہ
اَلْحَقُّ يَخْلُوْهُ وَلَا يَخْلُوْهُ۔ وہ دن آئے گا اور انشاء اللہ ضرور آئے گا جب
جماعت جاء الحق و زهق الباطل کہتی ہوئی اس حقیقت پر قائم ہو جائیگی

جو شریعت اسلامی نے خلفائے کے مقام اور ان کے اور امت کے اختیارات اور حقوق کے متعلق بتائی ہے۔ اور یہ کہ آپ خلافت کے اہل نہیں۔ اور جس حقیقت کو آشکارا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے مجھے کھڑا ہونے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔

قرآن کریم، احادیث صحیحہ اور حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کے مطالعہ سے مجھے پہلے بھی یقین ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کی وفات کے بعد جو خلفاء قوم کی طرف سے منتخب کئے جاتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان روحانیت کے حصول کا واسطہ نہیں ہوتے۔ بلکہ اس وقت صرف انبیاء علیہم السلام کی روحانیت ہی واسطے کا کام دے رہی ہوتی ہے اور انہیں کائناتوں کو منور کر رہا ہوتا ہے اس وقت خلفاء کے تقرر کی کچھ اور ہی غرض ہوتی ہے۔ جس کی تفصیلی بحث میں انشاء اللہ اس کتاب میں کروں گا جو میں خلافت کے متعلق لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اور اب میں آپ کی بیعت سے علیحدگی کے بعد اس یقین پر علی وجہ البصیرت قائم ہوں کیونکہ میں نے اس حقیقت کا اپنے وجود میں مشاہدہ کر لیا ہے کہ میں اس جگہ یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جناب خلیفہ صاحب کا یہ یقین کہ انسان ان کو چھوڑنے سے خدا کو بھی چھوڑ دیتا ہے۔ محض ان لوگوں کے حق میں صحیح سمجھا جاسکتا ہے۔ جنہوں نے اپنے ایمان کا دار و مدار صرف جناب خلیفہ صاحب کے وجود پر ہی رکھا ہوا ہے۔ اور جن کے دل میں حقیقی اور مستقل ایمان ابھی پیدا نہیں ہوا۔ بلکہ ان کا ایمان خلیفہ صاحب کے ایمان سے

ہی مستعار لیا ہوا ہوتا ہے پس ایسے لوگ جناب خلیفہ صاحب کے وجود میں اپنے ایمان کی بنیاد کو گرتے دیکھ کر اگر اپنے ایمان کی عمارت کو بھی سنا ہی گرا لیں تو گرا لیں۔ لیکن ان لوگوں کے مقابل میں آپ کے اس یقین کی کچھ حقیقت نہیں جو ایمان کے حقیقی نشے سے سرشار ہیں جن کا ایمان کسی کا مستعار ایمان نہیں کہ وہ اس کو ضائع ہوتا دیکھ کر اپنے ایمان کو بھی جواب دے بیٹھیں۔ ان کا تعلق خدا سے براہ راست پیدا ہو چکا ہوتا ہے وہ کسی بڑی سے بڑی شخصیت کو دہریہ ہوتے دیکھ کر بھی اپنے اس زندہ خدا کا انکار نہیں کر سکتے جس کے زندہ نشانوں کو انہوں نے اپنے وجود میں بارہا مشاہدہ کیا ہوا ہوتا ہے۔ چہ جائے کہ کسی کی عملی کمزوریاں ان کے ایمان کو ضائع کر سکیں۔

میں جناب خلیفہ صاحب کے اس دعوے کے ساتھ بھی کہ احیاء اسلام کا کام اور اس کی عظمت کا قیام اللہ تعالیٰ نے انہی کے ہاتھ پر مقدر کر رکھا ہے، اتفاق نہیں کر سکتا۔ احیاء اسلام کا کام حضرت مسیح موعود اور حضورؑ کی جہاغت اور حضور پر نورؑ کے حقیقی جانشینوں کے ہاتھ پر مقدر ہے۔ اور وہ انشاء اللہ ہو کر ہے گا کوئی نہیں جو خدا تعالیٰ کے اس منشاء کو پورا کرنے سے روک سکے۔ جو بھی اس میں حائل ہو گا وہ پس دیا جائے گا لیکن جناب خلیفہ صاحب مجھے معاف فرمائیں اگر میں یہ عرض کروں کہ میں انہیں حضرت مسیح موعودؑ کا حقیقی جانشین تسلیم نہیں کر سکتا اور اس کے لئے میرے پاس ایسے قوی دلائل ہیں جن کی تردید یا انعطاف ان کیلئے محال ہے

بلکہ اس کے برعکس میں اس بات پر غلطی و بھلاہٹ صیرت قائم ہوں کہ جماعت
کی بہتری اور ترقی اسی میں ہے کہ جماعت جتنی بھی جلدی ہو سکے موجودہ
خلیفہ کو خلافت سے لگ کر دے۔ مجھے یقین ہے کہ جماعت کی ترقی بہت
جلد تک ان کے وجود کی وجہ سے رُکی ہوئی ہے۔ اور اگر یہ خلیفہ نہ ہوتے
تو جماعت اس وقت تک ہزاروں گنا زیادہ ترقی کر چکی ہوتی۔ اور اس
رُبعہ صدی میں جو ان کی خلافت کا زمانہ ہے احمدیت دنیا کے بیشتر حصہ
کا مذہب بن چکی ہوئی۔

آخر میں میں پھر عرض کرنا ہوں کہ میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے
حضرت مسیح موعودؑ پر تو سچا ایمان رکھتا ہوں لیکن میں جناب خلیفہ مسیح
کے اس دعوے کو قطعاً صحیح تسلیم نہیں کر سکتا کہ ہر وہ شخص جو حضرت
مسیح موعودؑ پر سچا ایمان رکھتا ہے۔ وہ آپ کی بیعت میں ہر در داخل
ہوگا۔ واقعات جہاں اس بات کو ثابت کر رہے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ
پر سچا ایمان رکھنے والوں میں سے ایک حصہ فوت ہو گیا اور آپ کی
بیعت میں داخل نہیں ہوا وہاں آپ کے اپنے اقرار کی رد سے
واقعات اسکے برعکس یہ ثابت کر رہے ہیں۔ کہ جو احمدی جن میں حضرت
مسیح موعودؑ کے صحابہ بھی شامل ہیں جن کو حضرت مسیح موعودؑ کی صحت
کا کافی عرصہ تک شرف حاصل رہا اور جو براہ راست حضورؑ کے چشمہ معرفت
سے سیراب ہوئے اور جن کو حضورؑ پر نور سے مومن بنا کر اپنے بعد دنیا
کے لئے غونہ چھوڑ گئے۔ وہ آپ کی بیعت میں داخل رہنے کی وجہ سے

آپ کے اپنے اقرار کے مطابق منافق بن چکے ہوئے ہیں اور آپ کے اپنے اقرار کے مطابق ان کی تعداد دن بدن زیادہ ہوتی چلی جاتی ہے۔ یہ ہے آپ کے اپنے اقرار کے مطابق آپ کی جماعت کی تاثیر کا شہ جماعت اس راز کی تحقیق کی طرف متوجہ ہو اور اس کی اصل و ہر دریافت کرنے کی سعی فرمائے۔ تا اس منافقت کے دریا کے بند میں جو سُورِ اخِ موداد ہو چکا ہے وہ جلد بند کر دیا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ جماعت کی کھوڑی سی غفلت کے نتیجے میں یہ سُورِ اخِ اس قدر وسیع ہو جائے کہ منافقت کے دریا کا بھٹا نہیں مارتا ہو پانی بند نہ توڑ کہ جماعت کی طرف اُمنڈ آئے۔ اور ساری جماعت کو اپنی آغوش میں لے لے۔

اے خدا تو اپنے فضل و کرم سے اپنی نصرت اور مدد کا ہاتھ ہم عاجزوں کی طرف بڑھا اور جماعت کو اس انجام سے بچائے آمین
یارب العالمین۔

جماعت کا سچا خادم

خاکسار شیخ عبدالرحمن مصری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ذِکْرُ نَضِیْلِ عَلٰی مَرْسُولِہِ الْکَرِیْمِ عَلٰی عَبْدِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

جناب خلیفہ صاحب کے نو پیش کردہ

طریق فیصلہ منظور

بعض دوستوں نے مجھ سے دریافت کیا ہے کہ جناب خلیفہ صاحب نے ان نقائص کے متعلق جو اس خاکسار نے اپنے ان تین خطوط میں ذکر کئے ہیں جو جناب خلیفہ صاحب کی خدمت میں ۱۱ جون و ۱۴ جون و ۲۳ جون کو لکھے گئے تھے قسم کھائی ہے کہ وہ غلط ہیں اس قسم کے بعد اب اس خاکسار کا کیا خیال ہے؟

سوا ایسے تمام دوستوں پر جو خلیفہ صاحب کی اس تحریر سے یہ سمجھ رہے ہیں کہ جناب خلیفہ صاحب نے اس بارے میں کوئی قسم کھائی ہے واضح کرنا چاہتا ہوں کہ انہیں جناب خلیفہ صاحب کی تحریر کو سمجھنے میں سخت غلطی لگی ہے جس چیز کو انہوں نے قسم سمجھا ہے وہ قسم نہیں بلکہ درحقیقت ایک مسودہ ہے جو انہوں نے اخبار الفضل میں نقل کر دیا ہے اور چونکہ اس مسودے میں قسم کا ذکر آتا ہے اس لئے بہت سے لوگوں کو یہ مغالطہ لگ گیا ہے کہ خلیفہ صاحب قسم کھا گئے ہیں حالانکہ واقعہ یہ نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ خلیفہ صاحب اس تحریر میں یہ فرمایا ہے

کہ جس وقت خاکسار کا تیسرا خط ۲۳ جون کو انہیں ملا۔ اسے ۱۱ اور ۱۲ جون
 والے دو خطوں پر تو جناب خلیفہ صاحب بالکل خاموش رہے اور کوئی
 جواب نہیں دیا۔ تو اس کے دوسرے روز انہوں نے چندا جواب کو بلایا تاکہ
 طنز کے مشورے سے میرے خطوط کا جواب دیں۔ جب احباب جمع ہوئے
 تو جناب خلیفہ صاحب ان سے مشورہ لینے سے قبل میرے خطوط کے
 جواب کیلئے ایک مسودہ اپنی طرف سے تیار کر کے احباب کی مجلس میں لے
 گئے اور انہیں وہ مسودہ سنایا۔ اور کہا کہ میں یہ جواب دینا چاہتا ہوں
 لیکن احباب نے وہ جواب بھیجنے کا مشورہ نہ دیا۔ اور اس مشورے کو
 جناب خلیفہ صاحب نے قبول کر لیا۔ اور ایک دوسرا جواب ان کے مشورہ
 سے لکھا گیا۔ اور اسے میری طرف بھیجا گیا اور پھر وہ اخبار "الفضل" میں
 بھی شائع کر دیا گیا۔ پس خلیفہ صاحب ۲ نومبر کے الفضل میں شائع شدہ
 تحریر میں اس مسودے کو نقل کرتے ہوئے یہ فرماتے ہیں کہ میں اس مسودے
 کو احباب کی مجلس میں لے گیا تھا مگر احباب نے مجھے یہ جواب بھیجنے نہیں
 دیا۔ اور میں نے دوسرا جواب بھیجا جس کے معنی یہ ہوئے کہ وہ مسودہ کا عدم
 ہو گیا۔ اور اس کی جگہ دوسرا مسودہ لکھ کر مجھے بھیجا گیا۔ گویا جناب خلیفہ
 صاحب نے نہ تو ان احباب کے سامنے قسم کھائی جن کو مشورہ کیلئے
 بلایا تھا۔ اور نہ اب ہی خطہ کو شائع کرتے وقت قسم کھائی وہ ان وقت
 صرف مسودہ کو پیش کرنے پر ہی اکتفا کیا۔ لیکن مسودہ کو نقل اس طرز سے
 کیا ہے جس سے بعض لوگ اس مغالطہ میں پڑ گئے ہیں کہ فی الحقیقت

جناب خلیفہ صاحب نے قسم کھائی ہے اگر جناب خلیفہ صاحب کا منشاء
قسم کھانے کا ہوتا تو وہ اس مضمون میں جو ۲۰ نمبر کے انفصل میں شائع ہوا
ہے مسودہ کے نقل کیے پر اکتفا کرتے کیونکہ وہ مسودہ تو منسوخ ہو چکا تھا
بلکہ از سر نو قسم کھا لیتے۔ اور معاملہ صاف ہو جاتا جناب خلیفہ صاحب کا
۲۰ نمبر والے مضمون میں اس معاملہ میں کسی قسم کی قسم نہ کھانا عداوت بتا
رہا ہے کہ وہ قسم کھانے کیلئے ہرگز تیار نہیں اور اگر میں نے ان کے منشاء
کو سمجھنے میں غلطی کھائی ہے اور وہ درحقیقت قسم کھانے پر آمادہ ہیں
تو وہ اب قسم کھا لیں کیونکہ میری طرف سے تو ان سے قسم کا مباہلہ کا مطالبہ
نہیں کیا گیا کہ ان کے لئے قسم کھانے میں روک پید ہو گئی ہو

میں اس جگہ یہ بات واضح کر دیتا چاہتا ہوں کہ قسم کا مباہلہ کا مطالبہ
میری طرف سے ہرگز نہیں کیا گیا کیونکہ میں جانتا تھا کہ جناب خلیفہ صاحب
کا یہ مذہب ہے کہ اگر قسم کا مباہلہ کا مطالبہ دوسری طرف سے کیا جاوے تو
پھر جناب خلیفہ صاحب کے نزدیک قسم یا مباہلہ حرام ہو جاتا ہے چنانچہ اس
۲۰ نمبر کے انفصل والی تحریر میں بھی اپنے اس عقیدے پر انہوں نے بڑے
زور شور سے قسم کھائی ہے اور میرے نزدیک ان کی اپنے عقیدے پر یہ قسم
بے محل اور بے ضرورت ہے کیونکہ میں نے کب کہہ ہے کہ ان کے دل میں عقیدہ
نہیں۔ اور وہ صرف زبان سے اس کا اظہار کر رہے ہیں کہ ان کو میری قسم کیلئے
قسم کی ضرورت پیش آئی میں تو مانتا ہوں کہ وہ اپنے اس بیان میں کہ ان کا یہ
عقیدہ ہے کہ ایسے معاملہ میں قسم یا مباہلہ کا مطالبہ فریق ثانی کی طرف سے نہیں

ہو سکتا پس سے کام لے رہے ہیں۔ گو میرے نزدیک ان کا یہ عقیدہ درست نہیں
اور وہ اس کی محنت کو دلائل سے ثابت نہیں کر سکتے۔ اس لئے وہ ہمیشہ قسم کی
ہی پتہ لیا کرتے ہیں۔ لیکن ہر حال اس جگہ تجھے ان کے عقیدے کے صحیح یا
غلط ہونے سے سروکار نہیں۔ اور نہ میں اس وقت اس بحث میں پڑنا چاہتا
ہوں۔

• میں مان لیتا ہوں کہ فریق ثانی کی طرف سے قسم یا مباہلہ کے مطالبہ پر
ان کے لئے جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں قسم یا مباہلہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے
لیکن یہاں تو یہ بات ہی نہیں۔ فریق ثانی یعنی خاکسار نے ان سے قسم تو
مباہلہ کا قطعاً کوئی مطالبہ ہی نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے اپنے اس مسودہ کا
شائع کر کے یہ بتا دیا ہے کہ وہ خود خاکسار کے ساتھ مباہلہ کے لئے تیار
ہیں۔ بلکہ انہوں نے یہاں تک فرمایا ہے کہ میں یہ مضمون جس کا مسودہ انہوں
نے اب شائع فرمایا ہے اسی لئے لکھ کر احباب کی مجلس میں لے گیا تھا کہ
کیس شیخ عبد الرحمان مہری مجھ سے مطالبہ کر کے یہ راہ بند نہ کر دے
اس سے ظاہر ہے کہ وہ خاکسار کو مباہلہ کا اہل تو سمجھتے ہیں اور اس پر ادا دگی
بھی ظاہر کر چکے ہیں۔ بلکہ ایک رنگ میں خاکسار کو مباہلہ کا یہ صلج بھی لے
چکے ہیں۔ صرف اگر انتظار ہے تو میری منظوری کا انتظار ہے۔ سو میں
اس تحریر کے ذریعہ اعلان کرتا ہوں کہ مجھے جناب خلیفہ صاحب کا صلج
مباہلہ منظور ہے۔ مگر تو تک انہوں نے اپنے مسودے میں تو ۲۰ نمبر کے
المفضل میں شائع ہوا ہے۔ جو الفاظ قسم اپنے لئے اور میرے لئے تحریر ہے

ہیں۔ وہ اس عذر محفل میں کہ اصل معاملہ پر بالکل کوئی روشنی نہیں ڈالتے اس لئے میں ان الفاظ میں ترمیم پیش کرنی چاہتا ہوں۔ اور غالباً میری طرف سے الفاظ قسم میں ترمیم کا پیش کیا جاتا اس بات کا مترادف نہیں قرار دیا جائے گا کہ میری طرف سے قسم یا مباہلہ کا مطالبہ ہو گیا ہے۔ جناب خلیفہ صاحب مباہلہ پر اب آمادگی ظاہر کر چکے ہیں۔ اور ایک رنگ میں مجھے چینج دے چکے ہیں۔ اس پر انہیں قائم رہنا چاہیئے۔ اور الفاظ کے متعلق مجھ سے فیصلہ کر لینا چاہیئے۔ پس اگر وہ اپنی آمادگی پر قائم ہیں۔ تو اس کا اعلان کر دیں۔ میں وہ الفاظ ان کی خدمت میں بھیج دوں گا۔ جن پر مباہلہ ہونا چاہیئے اور مجھے یقین ہے کہ وہ ایسے الفاظ ہوں گے جن پر انہیں قطعاً کسی قسم کا اعتراض نہیں ہو سکے گا۔ لیکن اگر انہیں میرے الفاظ سے اتفاق نہ ہو تو انہیں حق ہو گا کہ وہ اپنی طرف سے الفاظ پیش کریں اگر میں ان الفاظ سے اتفاق کر لوں تو انہیں الفاظ پر مباہلہ ہو جائے گا اور اگر ان الفاظ کے متعلق ہمارا باہم سمجھوتہ نہ ہو سکا۔ تو فریقین کے الفاظ جماعت کے سامنے پیش کر دیئے جائیں گے اور جماعت جن الفاظ میں کئے گی ان الفاظ میں مباہلہ کر لیا جائے گا۔

میں اس امر کو پھر دہرا دینا چاہتا ہوں کہ میری طرف سے قطعاً جناب خلیفہ صاحب سے قسم یا مباہلہ کا مطالبہ نہیں کیا گیا۔ کہ اب مباہلہ کرنے میں ان کے لئے کوئی روک ہو۔ مباہلہ پر آمادگی کا اظہار ان کی طرف سے ہوا ہے۔ اور میں نے ان کے چینج کو منظور کر کے صرف الفاظ میں

ترمیم چاہی ہے اور الفاظ کی ترمیم مباہلہ کا مطالبہ نہیں کہلا سکتی۔
 اب باوجود اس کے کہ مباہلہ پر آمادگی کا اظہار خود جناب خلیفہ صاحب
 کی طرف سے ہوا ہے۔ پھر بھی اگر وہ مباہلہ کے لئے تیار نہ ہوں تو میں ان کی
 خدمت میں ایک اور طریق پیش کرتا ہوں۔ جو اگر وہ اسے منظور کر لیں تو ہمیشہ
 کے لئے اس جھگڑے کا خاتمہ کر دے گا۔ اور وہ یہ ہے کہ جناب خلیفہ صاحب
 کے ان نقائص کے جو میرے لئے خلیفہ صاحب سے علیحدگی کا باعث
 ہوئے ہیں جہنم دید گاہ ان نقائص کو صفات الفاظ میں لکھ کر اپنا حلیفہ بیان
 شائع کر دیں۔ اور اپنے جھوٹا ہونے کی صورت میں خدا تعالیٰ سے آسمانی
 عذاب کا مطالبہ کر دیں جو ایک سال کے اندر اندر ان پر نازل ہو۔ اور جس
 عذاب میں انسانی ہاتھ کا دخل نہ ہو۔ اگر جناب خلیفہ صاحب کو یہ صورت
 منظور ہو۔ تو وہ ساقی ہی اس بات کا بھی اقرار شائع کر دیں کہ اگر ایسی حلف اٹھانے
 والے شخص پر ایک سال کے اندر اندر کوئی آسمانی عذاب نازل نہ ہوا اور وہ
 محفوظ رہا تو جناب خلیفہ صاحب اسی وقت خلافت سے برطرف ہو جائیں گے
 اور جماعت کو اپنی بیعت سے آزاد کر دیں گے اور اگر کوئی ان کی بیعت میں
 رہنا بھی چاہے تب بھی سہنے نہیں دیں گے۔ اور اس طرح جماعت کو فتنہ اور
 تفرقہ سے محفوظ رکھیں گے۔ پس اگر یہ طریق جناب خلیفہ صاحب کو منظور ہو تو
 میں حلف کے الفاظ آپ کی خدمت میں بھیجا دوں گا۔ اور اگر کوئی معقول ترمیم
 آپ نے پیش کی تو وہ بھی منظور کر لی جائے گی۔ اور اگر جناب خلیفہ صاحب نہ
 اس آمادگی پر قائم رہیں جو مباہلہ کے متعلق انہوں نے ظاہر کی ہے اور نہ میرے

اس پیش کردہ طریق فیصلہ کو منظور کریں تو پھر میں اس معاملہ کا فیصلہ کر
کیلئے تیار ہوں۔ جو خود انہوں نے اپنی ۲۰ نومبر والے انفصل میں شائع شدہ
خطبہ میں پیش کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایسے امور کا فیصلہ گواہیوں سے
ہوتا ہے۔ پس جماعت کشن بھٹلائے اور میں گواہیاں پیش کرنے کیلئے
تیار ہوں۔ اور میرا مطالبہ تو شروع سے یہی ہے۔ ہاں چونکہ اب جناب
خلیفہ صاحب نے جماعت کے اندر میرے خلاف تعصب پیدا کر دیا ہے
اور گواہیوں کے حاصل کرتے ہیں میرے رستے میں بہت روکیں ڈال دی ہیں
اس لئے کمیشن کے تقرر کے لئے میں چند شرائط پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں
جن کی پابندی کمیشن کو لازمی کرنی ہوگی۔ پس اگر جماعت کشن کے تقرر پر اپنی
منظوری دے دے تو میں ان شرائط کو شائع کروں گا۔ اور ان میں کسی
معتول ترمیم کے قبول کرنے میں مجھے کوئی عذر نہ ہوگا۔

تقریر کمیشن کی منظوری سے قبل ان شرائط کا شائع کرنا میں کسی خاص
مساحت کی بنا پر مناسب نہیں سمجھتا ہوں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ
کشن جماعت کے افراد پر ہی مشتمل ہوگا کسی غیر کو اگر جماعت خود ممبر بنانا چاہے
تو اس کی مرضی و رضامندی طرف سے غیر کو اس کمیشن کا ممبر بنانے کا قطعاً
کوئی مطالبہ نہیں۔ ساختہ ہی میں اس مقام پر اس غلط فہمی کو دور کر دینا بھی
ضروری سمجھتا ہوں جو بعض احباب کو جناب خلیفہ صاحب کے ۱۲ نومبر
والے خطبہ میں ممبرے ایک کمیشن قبول کرنے سے انکار کے ذکر سے پیدا
ہوئی ہے۔

اجاب کو معلوم ہو جانا چاہیئے کہ وہ کمشن اس خامس معاملہ کا فیصلہ کرنے کے لئے نہیں مقرر کیا گیا تھا۔ بلکہ وہ کمشن کسی دوسرے معاملہ کی تحقیق کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ اور وہ معاملہ یہ تھا کہ خاکسار پر جو مظالم کئے جائے ہیں۔ ان کی تحقیق کے لئے میں نے جہانوت سے ایک کمشن کا مطالبہ کیا تھا لیکن چونکہ جناب خلیفہ صاحب نے اس کمشن کے تقرر سے قبل ان کے متعلق اپنا فیصلہ بھی سنا ہی سنا دیا تھا کہ جو کچھ خاکسار کی طرف سے بیان کیا گیا ہے وہ سراسر جھوٹا ہے اور یہ کہ وہ جھوٹے کو اس کے گھرتک پہنچانے کے لئے یہ کمشن بھٹلا رہے ہیں۔ اس لئے میں نے کمشن کا تو انکار نہیں کیا تھا۔ بلکہ ان ممبروں پر اعتراض کیا تھا اور سنا ہی یہ عرض کیا تھا کہ چونکہ خلیفہ صاحب اپنا فیصلہ دے چکے ہیں اور اس فیصلہ کی موجودگی میں احمدی ممبران سے یہ توقع مشکل ہے کہ وہ جناب خلیفہ صاحب کی تحقیق کو غلط قرار دیتے ہوئے ان کے خلاف فیصلہ دیں۔ اس لئے احمدی ممبران کے ساتھ دیگر مذاہب کے بھی بعض ممبر شامل کیئے جائیں۔ اور میرے نزدیک اس قسم کے معاملات میں غیروں کی شمولیت خلاف شریعت نہیں ہو سکتی۔ خصوصاً ایسے حالات میں جبکہ خلیفہ صاحب کے پیش از وقت فیصلہ سے خالص احمدیوں کے فیصلہ پر اثر ہونے کا قوی احتمال موجود ہو۔

اب میں نے جناب خلیفہ صاحب کے پیش کردہ دونوں طریقوں کو منظور کر لیا ہے اس لئے مجھے قوی امید ہے کہ جناب

خلیفہ صاحب اپنے الفاظ پر قائم رہتے ہوئے ہمیشہ کے
لئے اس جھگڑے کا فیصلہ کروادیں گے۔

والخیر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

جماعت کا سچا خدام

شاگرد شیخ عبدالرحمن مصری

۲۵ دسمبر ۱۹۳۷ء

فیصلہ عدالت عالیہ پاکستان لاہور

بہ نگرانی شیخ عبدالرحمن مصری قادیاں

ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے جو حکم شیخ عبدالرحمن مصری کی اپیل کے خلاف دیا ہے اس پر نظر ثانی کیلئے موجودہ درخواست ہے۔ شیخ عبدالرحمن مصری سے مجسٹریٹ فسٹ کلاس کے حکم کے ماتحت ۱۷ مارچ ۱۹۳۸ء کو ضمانت حفظ امن طلب کی گئی تھی اور اس حکم کے

خلاف ڈپٹی کمشنر نے ۲۴ مئی ۱۹۳۸ء کو اپیل کو مسترد کر دیا تھا۔ لہذا اب وہ عدالت ہذا میں نظر ثانی کی درخواست دے رہا ہے۔ چنانچہ اس عدالت کے ایک فاضل جج نے حکومت کو حاضری کا نوٹس دیا۔

موجودہ کارروائی کی تحریک کا اصل باعث وہ اختلاف ہے جو جماعت احمدیہ کاویان کے اندر رونما ہوا ہے۔ درحقیقت کفریہ اس انجمن کا صدر ہے جو خلیفہ سے شدید اختلاف کے باعث علیحدہ ہو چکی ہے۔ درخواست کنندہ کے خلاف اصل الزام یہ ہے کہ اس نے دو پوسٹر شائع کئے۔ اولاً پی۔ اے۔ اگزیٹ جو مورخہ ۲۹ جون ۱۹۳۷ء کو شائع ہوا اور ثانیاً اگزیٹ پی۔ جی جو ۱۳ جولائی ۱۹۳۷ء کو شائع کیا گیا۔ ان پوسٹروں کے ذریعے درخواست کنندہ نے اپنا مافی الضمیر بیان کرنے کی کوشش کی ہے اور یہ پوسٹر بجائے خود قابل اعتراض نہیں ہیں

مدعی نے انگریز سٹی۔ جی میں سے ایک پیرا کی بناء پر اپنا دعویٰ قائم کیا ہے جو اس طرح شروع ہوتا ہے۔

”میرے عزیز دمیرے بزرگو آپ نے اپنے ایک بے قصور بھائی۔ ہاں اس بھائی کو جو محض آپ لگوں کو ایک خطرناک ظلم کے پنجے سے چھڑانے کے لئے اپنی عزت اپنے مال اپنے ذریعہ معاش ادا اپنے آنام کو قربان کر دیا ہے۔۔۔“ مدعی کا دایہ مدار ایک اور پیرا بھی ہے۔ جس کا خلاصہ یوں دیا جاسکتا ہے موجودہ خلیفہ میں ایسے سخت عیوب ہیں کہ اُسے معزول کرنا ضروری ہے اور میں نے اپنے آپ کو جماعت سے اس لئے علیحدہ کیا ہے تاکہ میں ایک نئے خلیفہ کے انتخاب کے لئے جدوجہد کر سکوں۔“

میری رائے میں متذکرہ بالا قسم کے بیانات بھلے خود ایسے نہیں ہیں کہ ان کی بناء پر کسی شخص کی حفظہ امن کی ضمانت طلب کی جائے۔ مگر عدالت میں درخواست کنندہ نے ایک تحریری بیان دیا ہے۔ جس کے دوران میں اس نے کہا ہے۔

”موجودہ خلیفہ سخت بد چلن ہے۔ یہ تقدس کے پردہ میں عورتوں کا شکار کھیلتا ہے۔ اس کام کے لئے اس نے بعض مردوں اور بعض عورتوں کو بطور ایجنٹ رکھا ہوا ہے۔ ان کے ذریعہ یہ معصوم لڑکیوں اور لڑکوں کو قابو کرتا ہے۔ اس نے ایک سوسائٹی بنائی ہوئی ہے۔ جس میں مرد اور عورتیں شامل ہیں ادا اس سوسائٹی میں نساء ہوتا ہے۔“

درخواست کنندہ نے آگے چل کر بیان کیا ہے کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ

وہ قوم کو اس قسم کے گندے شخص سے آزاد کرائے۔

اب اگر پوسٹر کو جس کا خلاصہ میں نے اوپر بیان کیا ہے۔ درخواست کنندہ کے اس بیان کی روشنی میں جو اُس نے عدالت میں دیا ہے پڑھا جائے۔ جیسا کہ بہت سے پڑھنے والے ایسا کریں گے تو ان کا نگہ کچھ امدہ ہی ہو جائے گا۔ اور میری رائے میں یہ امر قابلِ اعتراض ہو جاتا اور حفظِ امن کی ضمانت طلبی کا متقاضی ہے۔

ایک اور امر بھی ہے۔ مورخہ ۲۳ جولائی کو خلیفہ نے ایک خطبہ دیا۔ جو بعد میں یکم اگست کے اخبار الفضل میں جو کہ جماعت کا سرکاری پیچہ ہے چھپا۔

اس خطبہ میں خلیفہ نے جماعت سے علیحدہ ہونے والوں شخصوں پر حملے کئے ہیں اور ایسے الفاظ ان کی نسبت استعمال کئے ہیں جن کی نسبت میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ وہ منحوس ~~مذہب~~ اور افسوسناک تھے

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فخر الدین نے جو اس انجمن کا سیکرٹری تھا جس کے صدر شیخ عبدالرحمان مہری ہیں۔ ان کا جواب لکھا۔ جس میں اُس نے یہ کہا۔
 ”اسی لئے تو ہم بار بار جماعت سے آنلاکشن کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ تاکہ اس کے نہ ہونے تمام امور اور شہادتوں اور محض در محض حقائق پیش ہو کر اس قضیہ کا جلد فیصلہ ہو جائے۔ کہ کس کا خاندان ”فحش کا مرکز“ یا بالفاظ دیگر وہ ہے جو خلیفہ نے بیان کیا۔“

اب اس بیان میں خلیفہ کے خطبہ کے بیان کی طرف اشارہ ہے جس میں

اس نے اپنے دشمنوں اور مخبرین کے خاندانوں کے متعلق یہ کہا تھا کہ ان میں سے جیسا اور پاکیزگی جاتی رہے گی اور وہ فحش کا اڈا بن جائیں گے۔ میری رائے میں فخر الدین کے اس پوسٹر کا مطلب صاف اور واضح ہے۔ اور ایسا ہی قادیان میں اس کا مطلب سمجھا گیا۔ کیوں کہ صرف دو دن بعد سات اگست کو ایک مقصد مند ہی مجنوں نے فخر الدین کو ہلک زخم لگایا۔

میاں محمد امین خان نے جو درخواست کنندہ کا وکیل ہے اس امر پر زور دیا ہے کہ شیخ عبدالرحمان مصری اس آخری پوسٹر کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ واقعات یہ ہیں۔ کہ انجن ایک مختصر سی حیثیت رکھتی تھی جس کا صدر عبدالرحمان اور سیکرٹری فخر الدین تھے۔ اصل پوسٹر ماثقہ کا لکھا ہوا تھا۔ اب دستیاب نہیں ہو سکتا۔ البتہ اس کی نقل ایک کانسیبل نے کی تھی۔ جس کا یہ بیان ہے کہ اس کے نیچے فخر الدین سیکرٹری مجلس احمدیہ کے دستخط تھے۔ مگر اس امر کے برخلاف فخر الدین کے لڑکے نے اصل مسودہ پیش کیا ہے۔ جو اس کے باپ نے اس کی موجودگی میں لکھا تھا۔ اور جس کے نیچے صرف اس قدر دستخط ہیں فخر الدین ملتان۔ میں کانسیبل کے بیان کو قابل قبول سمجھتا ہوں۔ کیونکہ اُسے جھوٹ کہنے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ جو وجہ صفائی کے گواہ میں پائی جاتی ہے۔ یعنی یہ کہ اس کا مقصد اپنے لیڈ کو چھڑانا ہے۔

یہ امر کہ فخر الدین نے اصل مسودہ پر "سیکرٹری" کے الفاظ نہ لکھے تھے۔ ظاہر نہیں کرتا۔ کہ صاف کردہ اور شائع کنندہ کا پی پر بھی یہ الفاظ نہیں لکھے گئے تھے۔ میری رائے میں شیخ عبدالرحمان پر بھی اس پوسٹر کی ذمہ داری

عائد ہوتی ہے۔ خصوصاً اس بیان کے سامنے جو انہوں نے عدالت میں دیا ہے۔

ان حالات میں مقامی حکام نے شیخ عبدالرحمان کے برخلاف جو کچھ کاندوائی حفظ امن کی ضمانت کی کی وہ مناسب تھی۔ ایک ہزار روپیہ کی ضمانت کچھ بھاری ضمانت نہیں ہے اور یہ ضمانت دی جا چکی ہے۔ اور نصف سے ناٹھ عرصہ گزر بھی چکا ہے۔ لہذا درخواست مسترد کی جاتی ہے۔

دستخط
ایف ڈبلیو سکیمپ جج

عدالت عالیہ ٹائیکوٹ لاہور، مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۳۸ء

دوالی اٹھرا :- جن عورتوں کے حمل گر جاتے مردہ بچے پیدا ہوتے ہیں۔
 پیدا ہو کر چھوٹی عمر میں مر جاتے یا نگے سر سے بچے پیدا ہوتے ہوں ان کے لئے
 دوالی اٹھرا سفید ہے۔ دوالی اٹھرا مکمل کورس۔ قیمت
 دوالی مستویات :- سفید پانی کا آنا۔ دل ٹھنڈا سر چکڑا۔ آنکھوں کے آگے
 اندھیرا چھا جانا۔ پیشاب کرتے وقت جھپٹ محسوس کرنا کئی خون، ان سب
 کے لئے سفید ہے۔ ۳ رتی ہوا، کھنکھن، اکیس یوم کی قیمت - ۱۰/-
 رفیق شباب :- بڑھوں کو جوانی اور جوانوں کو جوان بنانے والی اکیر ہے
 ترکیب :- بعد غذا صبح و شام ایک گولی ہوا و دودھ۔ قیمت ایک ماہ کا
 کورس دس روپے - ۱۰/-

ترباوی اصول :- ہوا کی ایام کی جملہ تکالیف کم آنا زیادہ آنا۔ درد سے آنا
 کئی خون زیادہ گئی موٹا پا کے لئے اکیر ہے۔ ایک گولی صبح و شام بعد غذا ہوا و دودھ
 چالیس یوم کی قیمت چھ روپے
 قرص صندل :- خون صاف کرتی، رنگ سرخ و سفید بتاتی ہے۔ عصبی
 دردوں کو دور کرتی۔ عورتوں کی پوشیدہ امراض کے لئے اکیر ہے۔
 ترکیب :- صبح و شام ایک گولی ہوا پانی ۱۰۰ گولی قیمت - ۳۱/-

سفوف الفستقین :- معدہ بگڑا صلاحت کرتی مرقی یا بخور کے لئے
 اکیر ہے۔ دیرینہ بد عصبی کا تریاق ہے۔ ایک گولی صبح و شام ہوا پانی
 چالیس گولی کی قیمت - ۱۰ روپے
 دوا خانہ رفیق زندگی کے ملکی رام سٹریٹ لاہور

۲۰۶
 بالمتقابل حلف ہو کہ بعد اب قسم کھا کر خلیفہ صاحب کی تنیک چلنی کی تردید کرے
 جناب پودھری غلام رسول صاحب ایم۔ اے

کا مطالبہ حق

پودھری صاحب موصوفہ سرگودھا چک نمبر ۳۵ جنوبی کے رہنے والے
 ہیں آپ مخلص احمدی ہیں۔ آپ کا بار بار ذکر خلیفہ نے اخبار الفضل میں کیا آپ نے
 ربوہ میں بھی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے جب خلیفہ صاحب کی بدکرداری اور
 سیاد کاری پر اصلاحی طور پر تنقید کی۔ تو آپ کو ربوہ کا بیچ چھوڑنے پر مجبور کر
 دیا گیا۔ پھر آپ نے لاہور آکر تعلیم کو جاری رکھا پنجاب یونیورسٹی سے
 نمایاں طور پر کامیابی حاصل کی اور ساتھ ہی ساتھ بدستور اخباروں
 اور لکچروں میں بھی خلیفہ صاحب کی بد اعمالیوں کے متعلق بیانگ دہی لکارتے
 رہے آپ کا بیان مندرجہ ذیل ہے:-

پھر خلیفہ صاحب کی بیعت سے علیحدگی کا سبب خلیفہ کی بد چلنی بدکرداری
 زنا کاری اور غیر فطری افعال کا ارتکاب ہے۔ یہ الزامات خلیفہ صاحب ربوہ
 کی قامت پر متواتر نصف صدی سے لگ رہے ہیں۔ اب خلیفہ صاحب اپنی
 بدکاریوں اور بدکرداریوں کی وجہ سے جنہوں کے ابتدائی دور میں سے گذر رہے ہیں
 اور فلوچ اور پیری کا شکار ہونے کی وجہ سے مضمحل الامعاء اور مجنوں الخواس
 ہیں۔ اس وجہ سے الزامات کی تردید کے لئے ان سے مخاطب نہیں ہوتا۔

لکھ

مرزا بشیر احمد ایم لے۔ مرزا شریف احمد صاحب دودل خلیفہ صاحب
 کے بھائی ہیں) نواب مبارک بیگم صاحبہ اُمّہ الحفیظہ صاحبہ دودل خلیفہ صاحبہ بھائی ہیں
 مرزا ناصر احمد ایم لے۔ اکسن۔ مرزا مبارک احمد بی بی۔ لے
 ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ایم۔ بی بی۔ ایس اور دیگر خلیفہ کے صاحبزادگان
 و صاحبزادیاں اور خلیفہ کی ازواج اور خلیفہ کے مخلص سرید چوہدری
 سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب حج عالمی عبداللہ سید نعیم احمد ابن سید
 عزیز اللہ شاہ (خلیفہ صاحبہ کے بھائی ہیں) مولوی عبدالمنان صاحب
 عمر ایم لے سے کہتا ہوں اگر وہ خلیفہ صاحب کو نیک چلن بخدا رسیدہ
 اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی پیشگوئی سچ ہو تو حقیقی مصداق کہتے
 ہیں۔ تو خلیفہ صاحب عائد کردہ الزامات بالحق قابل حلف ہو کہ بعذاب
 قسم کھا کر تردید نہیں۔

میں قارئین سے کہوں گا۔ کہ یہ لوگ خلیفہ صاحب ربوہ کی سیاہ عمارت
 سے خوب واقف ہیں۔ اس وجہ سے کبھی وہ الزامات کی خلیفہ مؤکد
 بعذاب قسم کھا کر تردید نہیں کریں گے۔ اگر وہ میرے اس بیان کو غلط اور بے
 بنیاد تصور کریں۔ میں ان سے مباہلہ کرنے کو تیار ہوں۔

والسلام

غلام رسول ایم لے

انسانیت کے نام پر اپیل

احبابِ کرام

تاریخِ محمودیت کے چند اہم مگر پوشیدہ اوراقِ وقت کے تقاضوں کے پیش
 حصہ اول پر ہی اکتفا کیا۔ میرا قطعی خیال تھا کہ اس کو مکمل صورت میں ہی پیش کیا جائے۔
 مگر بعض پیش آمدہ نامساعد مالی حالات میں مکمل پیش کرنے سے قاصر رہا۔ جس کا
 مجھے بھی افسوس ہے۔ جو میں کہہ سکا وہ میری قدرے ہمت اور مستقل مزاجی اور
 خصوصیت سے اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال تھا۔ خدا شاہد ہے کہ میں نے اس
 کام کو خدمت کے جذبہ سے سرانجام دیا ہے۔ تاکہ ہر فرد بشر کے لئے موجبِ ہدایت ہو۔
 اس کتاب میں مذہبی اور دنیاوی طور پر تمام دلائل منظر عام پر لائے گئے ہیں۔
 تاکہ اس کی شخصیت اور بلند کردار کا اندازہ آسانی سے پرکھ سکیں۔ یہ خاص انسانِ تقریب
 چار پانچ سال سے موت کی کشمکش میں مبتلا اور مکمل طور پر مذابِ الہی میں گرفتار ہے۔
 فالج اور عوزی امراض میں مبتلا ہے۔ کروٹ ٹک کے لئے دوسروں کا محتاج ہے۔
 کتاب اس کی نشاندہی کر رہی ہے۔ معلومات حاصل کرنے والوں کے لئے نہایت مفید
 ہے۔ اور مجھے کامل یقین ہے کہ یہ کتاب اپنے مقصد کو بہترین طریق سے پورا کریگی۔
 بالآخر آپ سے امید رکھتا ہوں کہ آپ اپنی ذمہ داری کا احساس کریں گے۔ اور
 صرف اس کی تقسیم میں معاونت فرمائیں گے۔ بلکہ حصہ دوم کو شائع کرنے میں تعاون کی کوشش
 کریں گے۔ اسے خدا تو ہی مدد فرما۔ اور میری خدمت کی توفیق عطا فرما۔

خادمِ ملت محمد مظہر الدین ملتانی

خط و کتابت کا پتہ

دفتر انصارِ احمدیہ دیوبند سراج ہوٹل نمبر ۷۸ سنت نگر لاہور نمبر ۱

مکتوبات مصری

اور

چند تاریخی تخریبات

یہ وہ یادگاری خطوط ہیں جو حضرت مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مدظلہ میں خلیفہ صاحب کو تحریر کئے گئے۔ عدم جواب کی بنا پر جو میں گھنٹے کا دے کر بیعت سے علیحدگی اختیار کر لی۔ شیخ صاحب موصوف نے جس صبر آ کے ساتھ محفی در محفی حقائق پر جس سوز و گداز سے روشنی ڈالی۔ اس کا بلنی محال ہے۔ آپ نے علیحدگی کیوں اور کس لئے کی؟ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد صحیح اندازہ لگا سکیں گے۔ واقعات اور حالات کا ایک بے بہا وسیع خزانہ ہے۔ یہ واقعات اپنے اندر ایک خاص نوعیت رکھتے ہیں۔ جس مطالعہ سے آپ از حد محفوظ ہوں گے۔ اور اپنی تاریخی واقفیت میں کریں گے۔

سائز ۳۰×۲۰ صفحات ۱۱۲ قیمت دو روپے علاوہ محصول ڈاک محصول ڈاک صرف گیارہ آنے۔

خط و کتابت کا پتہ

دفتر انصار احمدیہ دیوبند ساج ہو سٹل نمبر ۸ سنت نگر لاہور